باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (الآیۃ)

والذی نفسی بیدہٖ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً
(الحدیث متفق علیہ)

ہدیۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

در ردِ

تاویلاتِ فاسدۂ فرقہ مرزائیہ در معانی قرآن و سنتِ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم

وبیان

عقیدۂ اجماعیہ اہل اسلام در حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام

تصنیفِ لطیف

زبدۃ العلماء عمدۃ العرفاء حضرت پیر سید مہر علی شاہ گیلانی قدس سرہٗ
المتوفی صفر ۱۳۵۶ھ مطابق مئی ۱۹۳۷ء

بایماء
حضرت سید پیر غلام معین الدین شاہ صاحب قدس سرہٗ
باہتمام
حضرت سید پیر شاہ عبد الحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

بار ـــــــــــ دوم

تعداد ـــــــــــ ایک ہزار

مقامِ اشاعت ـــــــــــ گولڑہ شریف ـ ضلع اسلام آباد

کاتب ـــــــــــ خوشی محمد ناصر قادری خوشنویس خوش رقم

ـــــــــــ جالندھری، ۳۰ـ ایس ۵ اینک کالونی،

ـــــــــــ سمن آباد ـ لاہور

تاریخ اشاعت ـــــــــــ جمادی الاول ۱۴۲۶ھ مطابق جون ۲۰۰۶ء

مطبع :ـ پرنٹنگ پروفیشنلز لاہور، فون : ۷۵۵۳۷۱۱

ھدیہ :ـ ۵۰ روپے

فہرستِ کتاب ہدیۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

مؤلّفِ ایں کتاب ہدیۃ الرّسول صلّی اللہ علیہ وسلّم عالمِ ربّانی و عارفِ حقّانی حضرت مولانا پیر سیّد **مہر علی شاہ گیلانی** قدس سرّہٗ ہستند۔ کہ بہ یکم رمضان المبارک ۱۲۷۵ھ در قصبہ گولڑہ کہ اکنوں در حدودِ اسلام آباد داخل است در خانوادۂ ساداتِ گیلانیہ رونق افروزِ ایں جہاں شدند۔ از عہدِ طفلی آثارِ سعادتِ ازلیہ و محبّتِ ذاتیہ از جبینِ مبارکش ہویدا بودند و بعالمِ شباب در علومِ منقولات و معقولات و جذب و سلوک نادرۂ روزگار شدہ باجازتِ مشائخ کرام بہر چہار سلسلۂ صوفیائے کرام بر مسندِ ارشاد و درس و تصنیف جلوہ افروز شدند و از مہرِ منیرِ علم و عرفان جہاں را مستنیر فرمودند۔ در اشاعتِ سُنّتِ سنیّہ و محوِ بدعاتِ شنیعہ وحید العصر بودند۔ خصوصاً بعد از زیارتِ حرمین شریفین و ادائے حج در اوائلِ صدی چہار دہم کہ در آں زماں بانیٔ فرقۂ مرزائیہ غلام احمد قادیانی در ہند و پنجاب بانکارِ حیات و نزولِ عیسٰی علیہ السّلام و باشارۂ حکومتِ نصارٰی برائے اطاعتِ اوشاں فتوٰی دادہ بود و جہادِ اسلامی را منسوخ قرار دادہ و ابتدائً دعوٰیٔ مسیح موعود نمودہ در سنہ ۱۹۰۱ء بدعوٰیٔ نبوّتِ مستقلہ رسید (سیفِ چشتیائی صـ۷ مطبوعہ لاہور)

حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ باشاراتِ غیبیہ بعالمِ رؤیا و کشف از حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم برائے ردّ ایں فرقہ بتقریر و تحریر سعی بلیغ شروع فرمودند۔ ابتداءً در ۱۸۹۹ء غالباً در جواب کتبِ مرزا (ازالۃ اوہام و ایام الصلح وغیرہ) ایں کتاب ہدیۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بفارسی تصنیف فرمودند۔

زیرا کہ مرزا ایام الصلح درفارسی نوشتہ بود تا فارسی خواناں راگمراہ کند و چوں دراں وقت حفظِ عقیدۂ مسلمانانِ برّصغیر اہم بود و اکثریّتِ ایشاں از فارسی ناواقف بود بایں ضرورت مضامین ایں کتاب فارسی را در زبانِ اُردو نوشتہ کتاب "شمس الہدایہ" در اثباتِ حیاتِ مسیح علیہ السّلام و ابطالِ دلائل مرزا بر وفاتِ مسیحؑ شائع نمودند و بسیارے از مرزائیان بمطالعۂ شمسُ الہدایہ تائب شدند و برائے ازالۂ ایں خفّت مرزا قادیانی عُلمائے اہلِ اسلام را باعلانِ مقابلہ تحریری اشتہارِ دعوت شائع نمود۔

چُنانچہ بتاریخ مقررہ حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلاہور رسیدند و از جملہ مکاتبِ فکر مسلماناں نمائندہ مقرر شدند و مرزا باوجُود وعدۂ خود از قادیان کہ مسکنِ او بود در لاہور نیامد۔

حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ تقریباً یک ہفتہ در اگست ۱۹۰۰ء در لاہور قیام فرمُودہ واپس بخانہ تشریف آوردند و جُملہ مسلماناں نیامدنِ مرزا را شکستِ فاشِ او تصوّر کردند۔ و بعد از محنتِ دو سال مرزائیاں کتابِ دیگر برائے اثباتِ دعوٰی خود شائع کردند کہ ردّ او بنامِ "سیفِ چشتیائی" حضرت پیر

---

۱ ایام الصلح مطبُوعہ قادیان اگست ۱۸۹۸ء

صاحب رحمۃ اللہ علیہ در سنہ ۱۹۰۲ء شائع فرمودند کہ مرزائیاں از جوابِ او عاجز ماندند۔ و ایں ہر دو کتاب مع مقدماتِ مفیدہ از مدت دراز مطبوع شدہ اند۔ و در سیفِ چشتیائی بر تفسیرِ اعجازی مرزا قادیانی تنقید فرمودہ تقریباً یک صد غلطی ہائے اُو را نشان دادند۔ و دریں کتب و مزید تفصیل کہ در مہرِ منیر است برائے اُردو خواناں کفایت است۔

ازیں واقعات در مسلمانانِ برِصغیر تحریک پیدا شد خصوصاً بعد از قیامِ پاکستان از حکومتِ وقت مطالبہ نمودند کہ مرزا و جملہ عقیدت مندانِ او را بوجہ عقائد کہ خلافِ اسلام اند غیر مسلم قرار دادہ شود۔

چنانچہ مجلسِ شوریٰ اسلامی جمہوریۂ پاکستان در سنہ ۱۹۷۴ عیسوی ایں مطالبہ را منظور کرد و مرزائیاں را غیر مسلم اقلیت قرار داد۔

و بعد چند سالے جہادِ اسلامی در افغانستان شروع گشت و بفضلہٖ تعالیٰ و نصرتِ اُو۔ بعد از جدّ و جہدِ بسیار حکومتِ اشتراکیۂ رُوس ختم شُد و افغانستان و دیگر اسلامی ریاست ہائے وسطِ ایشیا از تسلّطِ رُوس آزاد شدند۔ چوں زبانِ اکثر مردمانِ ایں خطّہ فارسی است ضرورتِ ایں امر محسوس شد کہ ایں فارسی کتاب را نیز شائع کردہ شود۔

چنانچہ بایمائے نبیرگانِ حضرتِ مؤلّف رحمۃ اللہ علیہ پیر سیّد غلام معین الدین شاہ و پیر سیّد عبد الحق شاہ مدظلہما ایں کارِ خیر شروع کردہ شد۔ (السعی منا والاتمام من اللہ تعالیٰ)

و تفصیلِ ایں واقعات و دیگر خدماتِ اسلامیہ حضرت مؤلّف رحمۃ اللہ علیہ در سوانح حیاتش مہرِ منیر باید دید کہ بایمائے فرزندِ گرامیش حضرت پیر سیّد غلام محی الدین المعروف (بابوجی) رحمۃ اللہ علیہ ایں فقیر بتوفیقِ الٰہی مرتب نمود

کہ تا ایں وقت شش بار طبع شدہ در مُلک و بیرونِ مُلک شرفِ قبولیّت یافت۔
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

فقیر اِلَی اللّٰہِ الصمد **فیض احمد** عفی عنہ

خادمِ دار الافتاء والتدریس جامعہ غوثیہ مہریہ دربارِ عالیہ
گولڑہ شریف (اسلام آباد) پاکستان
محرم ۱۴۱۲ھ / جولائی ۱۹۹۲ء

ضروری نوٹ۔ اِس کتاب کی اشاعت میں تاخیر کی وجہ اُوپر بیان ہو چکی ہے کہ ابتداءً میں فتنۂ مرزائیت زیادہ تر برِّصغیر میں تھا۔ اِس لیے قبلہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یکے بعد دیگرے دو کتابیں ۱۔ "شمسُ الہدایہ" اور ۲۔ "سیفِ چشتیائی" اُردُو میں شائع کرائیں۔ اَب چُونکہ حضرت کے اِس قلمی جہاد کا دائرہ فارسی بولنے والے علاقوں تک وسیع کرنا مقصُود ہے لہٰذا جو شخص فارسی نہ سمجھ سکے وُہ مذکورہ اُردو کتابوں اور حضرت قبلہؒ کی سوانح حیات مہرِ مُنیر کی طرف رجُوع کرے۔ جن میں اِس کتاب کے مضامین کے علاوہ ردِّ مرزائیت کے لیے بڑا ذخیرہ موجُود ہے اور دربارِ گولڑہ شریف سے شائع ہیں۔

فیض احمد عفی عنہٗ

مقدّمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَعَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

عالمِ ربانی، عارفِ حقانی، جامع شریعت و طریقت، مجدّدِ ملت، حضرت قبلۂ عالم پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب گولڑوی چشتی، قادری و گیلانی قدس سرّہٗ العزیز کا نامِ نامی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ برِصغیر ہند و پاکستان کے عُلَماء و مشائخ میں آپ کو ایک انتہائی بلند مقام حاصل ہے اور تمام دینی و رُوحانی مسالک سے وابستہ حلقے، بلا استثناء، آپ کو یکساں احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ حضرت قدس سرّہٗ کو متعدد ایسے امتیازات حاصل تھے جن کی بنا پر آپ کا شمار انتہائی عالی مرتبہ بزرگانِ دین میں ہوتا ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی ہمیشہ ہوتا رہے گا۔ ان میں سرِفہرست آپ کا وہ بلند پایہ علمی مقام تھا، جسے علمِ لدُنّی کا درجہ حاصل تھا۔ دقیق سے دقیق علمی مسائل کو آپ نہایت مختصر و جامع انداز میں اور سائل کی ذہنی استعداد کا لحاظ رکھتے ہوئے حل فرما دیا کرتے تھے۔ آپ کا ایک خصوصی امتیاز، دینی معاملات اور مسائل میں آپ کا وہ متوازن مسلک تھا جو افراط و تفریط سے بالکل پاک تھا اور جس کا اوّلین مقصد اُمّتِ مُسلمہ کو تفرقہ بازی و تشتّت سے نکال کر اسے اتحاد اور یکجہتی کی اُس دولت سے رُوشناس کرانا تھا جس پر کلامِ پاک اور احادیثِ نبوی میں بار بار زور دیا گیا ہے اور جس کے ذریعے سے ہی یہ اُمّت اپنی قرونِ اُولیٰ کی قوّت اور عظمت کو دوبارہ حاصل کر سکتی اور اُسے برقرار رکھ سکتی ہے۔ اکابرینِ اولیاء اللہ کی پیروی فرماتے ہوئے، حصولِ علمِ شریعت کو آپ تصوّف کی بُنیاد اور راہِ سُلوک میں قدم رکھنے کی اوّلین شرط قرار دیتے تھے اور تمام اُمور میں پابندیٔ شریعت کو مدارجِ رُوحانی کے طے کرنے کے لیے ناگزیر سمجھتے تھے۔ چنانچہ اتباعِ شریعت تمام زندگی آپ کا طُرّۂ امتیاز رہا۔

حضرت قبلۂ عالم پیر سیّد مہر علی شاہ صاحبؒ کا سلسلۂ نسب پچیس ۲۵ واسطوں سے حضرت غوث الاعظم سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ نجیب الطرفین سیّد تھے۔ آپ کے اجدادِ کرام نویں صدی ہجری (مطابق پندرہویں صدی عیسوی) میں، سلسلۂ عالیہ قادریہ رزّاقیہ کے فروغ کی غرض سے، اپنے آبائی وطن بغداد شریف سے نقل مکانی فرما کر ہندوستان کے صوبۂ بنگال میں تشریف لائے تھے اور وہاں سے اُن کی اولاد برِصغیر کے مختلف حصّوں میں پھیل گئی تھی۔ بروایتِ "اخبار الاخیار"، مؤلفہ حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، آپ کے خانوادۂ عالیہ کے جدِّ اعلیٰ، حضرت سیّد میراں شاہ قادرِ قمیص رحمۃ اللہ علیہ نے دسویں صدی ہجری میں برِصغیر میں وفات پائی اور آپ کا مزار مبارک ساڈھورہ شریف، علاقہ سہارنپور (بھارت) میں زیارت گاہِ خلائق ہے۔

حضرت اعلیٰ گولڑوی قدس سرّہٗ العزیز کے والد ماجد حضرت سیّد پیر نذر الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جدِّ امجد پیر سیّد روشن دین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کچھ اقرباء کے ہمراہ زیارتِ حرمین شریفین کے بعد بغداد شریف سے ہوتے

ہُوئے کابل کے راستے برِّصغیر میں وارد ہُوئے تھے اور قصبہ گولڑہ کو' جو اِس وقت پاکستان کے دارُالحکومت اسلام آباد کے حدُود میں شامل ہے' اپنے خاندان کی مُستقل رہائش کے لیے پسند فرما کر یہیں مقیم ہو گئے تھے۔ بعد میں آپ نے اپنے دیگر اہلِ خانہ کو بھی یہاں بُلوا لیا تھا۔ حضرتِ اعلےٰ پیر مہر علی شاہ قدس سرّہٗ اسی قصبہ گولڑہ میں پیدا ہُوئے۔ یُوں تو حضرت غوث الاعظمؒ کے خانوادۂ عالیہ سے نسبی تعلّق' اور آپؒ کے علمی و رُوحانی وارث ہونے کی بنا پر' حضرت قبلۂ عالم کا خاندان اس علاقہ میں شرُوع ہی سے انتہائی احترام اور عقیدت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا' تاہم اُسے اور اس کی قیام گاہ گولڑہ شریف کو خصُوصی شہرت اور رفعتِ مقام' حضرت قبلۂ عالمؒ کی ذات والاصفات کے وُرُود' اور آپ کے اُن عدیم المثال علمی' رُوحانی اور دینی کارناموں کی بدولت ہی حاصل ہُوئی جو آپ نے اپنے تقریباً نصف صدی کے دَورِ ارشاد میں انجام دیے۔

حضرت قبلۂ عالم پیر سیّد مہر علی شاہؒ کی ولادتِ باسعادت گولڑہ شریف میں بکم رمضانُ المبارک ۱۲۷۵ھ (مُطابق ۱۸۵۹ء) کو ہُوئی۔ اِبتدائی تعلیم آپ نے اپنے گھر میں' اور نواحی علاقوں بھوئی' سُون وغیرہ میں حاصل فرمائی۔ بعد ازاں ہندوستان کی اُس وقت کی مشہُور دینی درسگاہ' حضرت مُفتیِ اعظم مولانا لُطفُ اللہ صاحبؒ علی گڑھی کے مدرسہ میں آپ نے مزید اکتسابِ علم فرمایا۔ پھر سہارن پُور میں مشہُور حنفی مُحدّث مولانا احمد علی رحمۃُ اللہ عَلَیہ سے ۱۲۹۵ھ میں سندِ حدیث لے کر گولڑہ شریف واپس تشریف لائے۔ یہاں آپ نے سلسلۂ درس و تدریس شرُوع فرمایا اور ساتھ ساتھ منازلِ سُلوک بھی طے فرماتے رہے۔ پہلے آپ کے والدِ ماجد کے ماموں صاحب حضرت پیر سیّد فضل الدین شاہ گیلانی رحمۃُ اللہ عَلَیہ نے جو اُس وقت اس خاندان میں رُشد و ہدایت کے لیے مشہُور تھے' آپ کو اپنے جدی سلسلۂ قادریہ میں اجازت مرحمت فرمائی۔ پھر اُن کی اجازت ہی سے سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے مشہُور شیخ طریقت حضرت مولانا خواجہ شمسُ الدین سیالوی رحمۃُ اللہ عَلَیہ سے بیعتِ طریقت فرمائی' جن سے آپ کو سلسلۂ چشتیہ نظامیہ' بلکہ ہر چہار سلسلہ میں اجازت حاصل ہُوئی۔

حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ قدس سرّہٗ کی ذات میں عہدِ طفلی سے ہی آثارِ سعادتِ ازلیہ اور محبّتِ ذاتیہ آشکار تھے۔ علمی میدان میں جہاں آپ نے تمام علُومِ متداولہ مثلاً تفسیر' حدیث' فقہ' منطق' ریاضی وغیرہ میں عبُور حاصل کیا' وہاں آپ کچھ خصُوصی مخفی علوم میں بھی مہارتِ تامّہ رکھتے تھے جو آپ کو اپنے آبائی ورثہ میں ملے تھے اور جنھیں مزید جِلا آپ نے خُود اپنی کاوِشوں سے دی۔ علاوہ بریں حسبِ معمُولِ مشائخ' منازلِ سُلوک طے کرنے کے لیے ریاضات و مُجاہدات کرنے کے بعد' بہ اجازت مشائخِ طریقت' مسندِ ارشاد پر متمکن ہوئے اور بحرِ علم و عرفان سے خلقِ خُدا کو فیض یاب فرمایا۔

۱۳۰۷ھ میں حضرت قبلۂ عالمؒ زیارتِ حرمین شریفین سے مشرّف ہُوئے۔ ارضِ مقدس میں قیام کے دَوران وہاں کے جید عُلَمَا و صُوفیائے کرام سے آپ کی مُلاقاتیں ہُوئیں' جن میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃُ اللہ عَلَیہ اور حضرت مولانا رحمتُ اللہ کیرانوی رحمۃُ اللہ عَلَیہ مُنتظمِ مدرسۂ صولتیہ' مکّہ مکرمہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ یہ دونوں حضرات آپ کے علم و فضل اور رُوحانی رفعتِ مقام سے حد درجہ مُتاثّر ہُوئے اور اِس کا اظہار اُنھوں نے مختلف انداز و اوقات میں واضح طور پر فرمایا۔ اوّل الذکر نے تو خُود اپنی خواہش سے آپ کو سلسلۂ چشتیہ صابریہ میں اجازت بھی مرحمت فرمائی۔

یہ وہ زمانہ تھا جب برِّصغیر خصُوصاً صُوبہ پنجاب میں' بانیِ فرقۂ مرزائیہ' مرزا غُلام احمد قادیانی نے تحریر و تقریر کے

ذریعے عوامِ اہلِ اسلام کو گمراہ کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہُوا تھا ——— مرزا نے کلامِ پاک اور احادیثِ مُبارکہ میں واضح طور پر بیان فرمُودہ اِس حقیقت کو جھٹلانے کی جسارت کی تھی کہ حضرت عیسٰی عَلَیہِ السَّلام نے یہُود کی نصب کردہ صلیب پر اِنتقال نہیں فرمایا تھا بلکہ اُنھیں اللّٰہ تعالیٰ نے زِندہ آسمان پر اُٹھا لیا تھا اور یہ کہ آپؑ زمانۂ آخر میں واپس زمین پر تشریف لائیں گے، اور دینِ اِسلام کی راہ میں دَجّال سے جنگ کرکے اُسے واصلِ جہنّم فرمائیں گے ——— مرزا کا موقف یہ تھا کہ احادیث میں جس مسیح کی واپسی اور دَجّال سے جنگ کرنے کا ذِکر ہے، وہ تو طبعی وفات پا گئے تھے اور اُن کے کام کی تکمیل کے لیے وہ خُود مسیح کا مثیل بن کر آئے ہیں۔ بعد میں اِس دعوٰے کو درجہ بدرجہ آگے بڑھاتے ہُوئے اُنھوں نے اپنے ایک مُستقل صاحبِ شریعت نبی ہونے کا اِعلان بھی کر دیا تھا اور اس طرح عقیدۂ ختمِ نبوّت کے اِنکار کے مرتکب ہُوئے تھے جو بالاتفاق اِسلام کے ایک اہم جُزو کی حیثیت رکھتا ہے۔

چونکہ حیات و نزولِ مسیح عَلَیہِ السَّلام کا عقیدہ بھی اِسلام کا ایک اہم حصّہ ہے اور نظریۂ ختمِ نبوّت کو تو اِسلام کے ایک ایسے بُنیادی عقیدہ کی حیثیت حاصل ہے جس کا اِنکار کُفر کے مترادف ہے۔ اِس لیے حضرت قبلۂ عالم گولڑوی قدس سرّہٗ کو بارگاہِ عالی حضرت خاتم النّبیّینؐ سے باطنی طور پر اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے اِشارہ فرمایا گیا۔ علاوہ ازیں کچھ رویائے صالحہ اور بزرگوں کے اِرشادات بھی مویّد ہُوئے۔ چنانچہ سب سے پہلے تو آپ نے مرزا کی مشہور کتاب "ایامُ الصّلح" (فارسی) اور دیگر رسائل کے رد میں ۱۸۹۹ء میں کتاب "ہدیۃُ الرّسُول" فارسی زبان میں تالیف فرمائی کیوں کہ "ایامُ الصّلح" کو مرزا نے کابل وغیرہ کے مُسلمانوں کو گُمراہ کرنے کے لیے فارسی زبان میں لکھا تھا اور اِس کا موثر توڑ کرنا بہت اہمیت رکھتا تھا۔

کابل کی اُس وقت کی اِسلامی سَلطنت، اور عُلماءِ کرام کی بروقت تدابیر کی وجہ سے مرزا کو اپنے مندرجہ بالا مقصد میں تو کامیابی نہ ہُوئی، تاہم برِصغیر میں چونکہ اُس وقت برطانوی تسلّط کا دور تھا اور برطانوی حکومت یہاں کے مُسلمانوں میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے کی خواہش مند تھی، اس لیے مرزا نے اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہُوئے اپنے نظریات کے پرچار کے لیے اُردُو زبان میں کتابیں اور رسائل لکھ کر برِصغیر کے اندر اُن کی اشاعت کا اہتمام کیا جس سے ہندُوستان کے مسلمانوں میں کافی ہیجان برپا ہو گیا۔ یہ دیکھ کر حضرت قبلۂ عالم گولڑویؒ نے بھی اپنے قلم کی باگ موڑی اور "ہدیۃُ الرّسُول" کے مضامین کو اُردُو زبان میں ڈھال کر "شمسُ الہدایہ فی اثباتِ حیاتِ المسیح" کے نام سے ایک کتاب شائع کرائی۔ "ہدیۃُ الرّسُول" کے بارے میں قادیانیوں کو خبر تو ہو چکی تھی اور اس کتاب کا ذکر ان کے اُردُو رسالہ "شمسِ بازغہ" (مطبوعہ ۱۳۱۸ھ) میں صفحہ ۸ پر موجود بھی ہے۔ تاہم وہ اس بنا پر مطمئن تھے کہ ہندُوستان میں فارسی دان طبقہ چونکہ قلیل تعداد میں ہے، اس لیے حضرتؒ کی اِس کتاب کا کوئی وسیع اثر نہیں ہوگا۔ جب آپ کی اُردُو کتاب "شمسُ الہدایہ" منظرِ عام پر آئی تو قادیانیوں میں پریشانی و اضطراب پیدا ہُوا اور اُنھیں اپنی سابقہ اسکیم ناکام ہوتی نظر آئی۔ بعد میں جب حضرت قبلۂ عالم نے اپنی دُوسری کتاب "سیفِ چشتیائی" تحریر کرکے شائع فرمائی جس میں قادیانی عقائد اور دعووں کا زیادہ تفصیل سے رد کیا گیا تھا، تو برِصغیر میں قادیانیت کو صحیح معنوں میں ایک کاری ضرب لگی۔

حضرت اعلٰےؒ کی اِن مساعیِ جمیلہ کے نتیجہ میں، اور برِصغیر کے دُوسرے جیّد عُلماء کی جانب سے بھی قادیانیت کی پُرزور مخالفت کی بنا پر اس فتنۂ عظیم کے فروغ کا راستہ فیصلہ کُن طور پر رک گیا۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان کی اِسلامی سَلطنت

وجود میں آجانے کے بعد قادیانیت کے خلاف ختم نبوت کی تحریکوں نے مزید زور پکڑا۔ ان تحریکوں میں حضرت اعلیٰ قدس سرہٗ کے فرزند ارجمند اور جانشین حضرت سید غلام محی الدین صاحب (المعروف بابوجی) رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مسلک کے مطابق مؤثر طور پر خود بھی حصہ لیا اور دربار گولڑہ شریف کے متابعین کو بھی تا وقتِ وفات (جون ۱۹۷۴ء) تاکید فرماتے رہے اور بالآخر ۱۹۷۴ء میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیت کو ایک غیر اسلامی تحریک اور اس کے پیروکاروں کو ایک غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اور اس طرح اس صدی کے شروع میں حضرت قبلۂ عالم گولڑوی قدس سرہٗ اور آپ کے ساتھ ساتھ کئی دوسرے اکابر علماء و مشائخ کرام کی طرف سے کی گئی کوششوں کو تائید و قبولِ ایزدی کی سند حاصل ہوگئی۔ اس زاویہ سے دیکھا جائے تو بلا خوفِ تردید یہ حضرت قبلۂ عالم گولڑوی کا خدمتِ اسلام کا عظیم ترین کارنامہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

حضرت قبلۂ عالم کی مفصل سوانح حیات "مہرِ منیر" مؤلفہ راقم الحروف میں حضرتؒ کے دیگر حالاتِ زندگی اور کارناموں کے علاوہ قادیانیت کے خلاف آپ کے معرکۃ الآرا جہاد کی روداد بھی باب پنجم، فصل چہارم و پنجم میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۹۷۳ء میں شائع ہوئی اور اس کے بعد متعدد بار شائع ہو کر اندرون و بیرونِ ملک پہنچ چکی ہے۔ اس میں حضرتؒ کی دوسری تصانیف کے علاوہ متذکرہ بالا دونوں کتابوں "شمس الہدایہ" اور "سیفِ چشتیائی" کے چیدہ چیدہ مضامین کا خلاصہ بھی باب دہم، فصل دوم و سوم میں درج کیا گیا ہے۔ چونکہ جیسا کہ اُوپر تحریر کیا گیا، قادیانیت کے خلاف جہاد کو حضرت قبلۂ عالمؒ کی حیاتِ مبارکہ میں ایک خصوصی طور پر اہم مقام حاصل ہے، اس لیے حضرتؒ کے نبیرگانِ مکرّم حضرت پیر سید غلام معین الدین شاہ اور حضرت پیر سید شاہ عبدالحق مدظلہما العالی کی خواہش کے مطابق اب یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ قادیانیت سے متعلقہ حضرتؒ کے رقم فرمودہ تمام مضامین کو یکجا کر کے علیحدہ شائع کر دیا جائے تاکہ "مہرِ منیر" اور حضرت اعلیٰؒ کی مکمل تصنیفات کے ساتھ ساتھ اس علیحدہ کتاب سے وہ قارئینِ کرام استفادہ کرسکیں جو ردِ قادیانیت کے موضوع پر معلومات حاصل کرنے میں خصوصی دلچسپی رکھتے ہیں۔ موجودہ کتاب اِسی فیصلہ کے تحت شائع کی جارہی ہے۔

اِس کے علاوہ موجودہ حالات میں، جبکہ افغانستان اور روس سے آزاد شدہ اسلامی ریاستوں کے باشندے عموماً فارسی زبان زیادہ سمجھتے ہیں، حضرتؒ کی کتاب "ہدیۃ الرسولﷺ" (فارسی) کی طباعت و اشاعت کا بھی علیحدہ اِنتظام کیا جارہا ہے تاکہ فارسی دان حضرات قادیانیت کی ریشہ دوانیوں سے واقف ہو کر اس کے شر سے محفوظ رہیں۔ چونکہ "ہدیۃ الرسولﷺ" کے بیشتر مضامین حضرتؒ کی اُردو تصانیف "شمس الہدایہ" اور "سیفِ چشتیائی" میں آچکے ہیں اس لیے انھیں دوبارہ شامل نہیں کیا جارہا۔ البتہ اصولِ تفسیر کے بارے میں کچھ تفصیل جو "ہدیۃ الرسول" میں درج تھی اور جو اب "سیفِ چشتیائی" (صفحات ۱ تا ۶) میں خطبہ بزبانِ عربی" کے عنوان سے (مع اُردو ترجمہ و نوٹ) شامل ہے، اسے تبرکاً موجودہ مجموعہ میں شامل کر دیا گیا ہے تاکہ قارئینِ کرام قادیانیوں کے خود ساختہ شر سے محفوظ رہیں۔

اللہ تعالیٰ اس سعیِ ناچیز کو قبول فرما کر سب تعاون کرنے والے حضرات کو اجرِ عظیم بخشے اور اس سلسلہ میں حضرت قبلۂ عالم گولڑوی قدس سرہٗ کی دینی خدمات کو مزید وسعت عطا فرما کر آپ کے لیے بلندیِ درجات کا

سبب بنائے۔ اللہ تعالیٰ حکومتِ پاکستان کو بھی، اپنے مندرجہ بالا فیصلہ کو آگے بڑھاتے ہوئے، جس کے تحت قادیانیوں کو قانونی طور پر ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا، ملک میں مکمل اسلامی نظام نافذ کرنے اور یہاں اسلامی اقدار کی حفاظت و پاسبانی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

کاتب الحروف فیض احمد
مدرس و مفتی
جامعہ غوثیہ مہریہ دربار گولڑہ شریف

جولائی ۱۹۹۴ء

خطبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی عَبْدِہٖ الْفُرْقَانَ ثُمَّ جَمَعَہٗ فِیْ صَدْرِہٖ وَعَلَّمَہُ الْبَیَانَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُعَلِّمِ الْقُرْاٰنِ اَھْلَ المدر والوبر بافصح لسان واوضح بیان وعلی ورثۃ التطھیر وصحبتہ الذین اتبعوہٗ باحسان۔

اَمَّا بَعْدُ۔ می گوید فقیر مہر علی شاہ عفی عنہ اللہ کہ ایں عجالہ الیست نافعہ دوساوس در بیان آیات چندرا دافعہ مسماۃ بہ ھدیۃ الرسول والقبول ھوالمسؤل وغایۃ الماموُل مشتمل بریک مقدمہ وسہ مقاصد اما المقدمۃ ففیھا اصول عشرۃ۔

اصل اوّل۔ دربیان اینکہ معرفت لغتِ عرب واجب بالکفایۃ است بر اُمّتِ مرحُومہ۔ وبر بعضے رامستحب ومندوب چہ نزولِ قران بلغتِ عرب بودہ وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلغتِ عرب تکلم فرمُودہ کسے کہ بلغتِ عرب آشنا نیست دراعدادِ زندگاں نتواں آورد و در زمرۂ مردہاں نتواں شمرد۔ عجزے برخود تجویز کردہ کہ شرع آں رامعذور نداشتہ ومرحوم نہ کردہ ومفسّرا بالخصوص چنانچہ بحسب اِنَّ الْقُرْاٰنَ یُفَسِّرُ بَعْضُہٗ بَعْضًا مراعاۃ نصوص قرآنیہ لازم است بہ ہمیں طور ملاحظہ احادیثِ صحیحہ نیز ضروری۔ تاکہ درتفسیر وتاویل از جادۂ مستقیم نیفتد ودرتفسیر کہ عبارت از مالایدرك الا بالنقل کاسباب النزول وتاویل کہ عبارت از ترجیح لاحد المحتملات بلا قطع شیٔ اعتبار عرب اوّل راست نہ موشگافانِ زمانِ مارا کہ محکم رامتشابہ ومعلوم رامجھُول می سازند چہ سُنتِ الٰہیہ بر آں رفتہ کہ اہل ہر ملک وہر زماں راوضعے ولغتے عطا فرمُودہ کہ دیگراں ازاں محروم اند وتنہا امن

وفائق تراز ہمہ در فہمِ مُراد فہم مخاطب است عموماً در ہر نبی بدلیل تخصیص خطاب وتفویض بہ تبلیغ بدو۔ ودر ما نحن بصدد خصوصاً از برائے آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم چونکہ موعود اند بوعدہ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ۔ (القیامۃ، آیت ۱۹) ونیز مُراد راست منتشرٌ صلی اللہ علیہ وسلّم وراثت اُوْتِيْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وازہمیں جائے اجازت سَلُوْنِيْ عَمَّا شِئْتُمْ سر بر زدہ لاجرم کلام شریف او صلی اللہ علیہ وسلّم در بیان مُراد کلام او سبحانہٗ واجب الرعایۃ جزماً وضروری الاصغاء خواہد بود۔

قال الشافعی کل ما حکم بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فھو مما فھمہ من القرآن قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا۔ سورۃ النسآء آیت ۱۰۵۔ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔ سورۃ النحل آیت ۶۴۔ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۔ سورۃ النحل آیت ۴۴۔

وازہمیں جا فرمودہ است آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم اَلَا اِنِّيْ اُوْتِيْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ یعنی السنۃ والسنۃ ایضاً تنزل علیہ بِالْوَحْيِ كَمَا يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ اِلَّا اَنَّهَا لَا تُتْلٰى كَمَا يُتْلَى الْقُرْاٰنُ۔

اصحاب النوامیس اورامُبین مُراد السنۃ علی الرأس والعین قبول خواہند نمود۔ اما بعد از انکہ بیانیہ صحت وثبوت رسیدہ باشد واو راہرد و نقادانِ صحت یعنی اصحاب الکشف والشہود کہ بطریق کشفے از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم صحیح را از غیر صحیح تمیز کردہ می توانند ودیگر اربابِ جرح وتعدیل از علماء شکر اللہ سعیھم تنقید وتصحیح کردہ باشند گو کہ اجاب ارسطاطالیس وَرَاءَهُمْ ظِهْرِيًّا افگندہ باشند۔

ازیں پیدا است کہ امتثال امر موقوف است بر فہم مُراد۔

واعلیٰ طرق فہم اولاً شہادت قرآن کریم است بعد ازاں ہماں طریق آست کہ الاٰن ذکر کردیم۔ بعد ازاں تفسیرِ صحابی کہ شاہدِ مجلسِ وحی است۔

چہ بعد ازاں کہ در حق اہل کتاب لَا تُصَدِّقُوْهُمْ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وارد گردیدہ اغلب آنکہ تفسیرِ آیت را از وشاں نگرفتہ خواہد بود بلکہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شنیدہ باشد و آنچہ در بخاری مذکور است بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ آيَةً وحدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج الخ

مجوز استشہاد است باحادیثِ اسرائیلیہ نہ اعتضاد بآنہا و آں اسرائیلیات برسہ قسم اند۔

یکے آں کہ کتاب و سُنّت مصدّق او باشد۔ دیگر آں کہ تکذیب او از کتاب و سُنّت معلوم شدہ باشد سیوم مسکوت عنہ و در حق ایں قسمِ ثالث لَا تُصَدِّقُوْهُمْ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وارد گردیدہ۔

ازیں جا فہمیدہ باشی کسیکہ قبل از مراعاۃ سائر نصوصِ قرآنیہ و پیش از ملاحظہ احادیثِ صحیحہ و تفاسیرِ صحابہ نظم ذوالوجوہ را بر محلّے فرود آرد و باز نظر توجہ بجانب آنہا افگندہ بلحاظِ تخالف مضمون احادیث بامعنی مزعوم خود آنہا را از موضوعات قرار دہد یا مؤوّل سازد سخت غلط کردہ باشد۔ گویا کہ مخصص را معارض چنانچہ در اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ[1]۔ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ[2] و محکم را مؤوّل چنانچہ در بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ محکم و نص در رفع جسمی عنقریب خواہی دانست۔

---

[1] سُورۃ النّسآء، پ ۵، آیت ۲۴ ۱۲

[2] سُورۃ النّسآء، پ ۴، آیت ۲۳ ۱۲

اِیں جا تقلید و نقل و مراعات طرقِ فہم مراد بکار است نہ آزادی۔ محض عقل و ذہول از طرق مذکورہ مثل فرقۂ نیچریہ و مرزائیہ عقل بیچارہ وَاَرْجُلَكُمْ را قرین بِرُؤُسِكُمْ و داخل تحت حیز اِمْسَحُوْا دانسته بے باک حکم مسح رجلین خواہد داد متمسک بآنکہ در ہیچ جائے از قرآن کریم احسن الخلین درحیز یک فعل معطوف بر متعلقات فعل دیگر نیامدہ و در حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ یا در حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ از لفظ نکاح عقدِ شرعی مُراد خواہد داشت بدلیل آنکہ ہر جا در قرآن مجید مراد از لفظ نکاح ہماں عقدِ شرعی است و از مُتَوَفِّيْكَ و فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ ہر دو معنی موت خواہد گرفت بدلیل آنکہ در بیست و سہ مقام مُراد از و معنی موت است۔

بدوں مراعات سائر نصوص و بغیر از تمسک بسُنّت در امثال ایں ہا چارہ نہ۔

ازیں جا است و قتیکہ علیؓ ابن ابی طالب فرستاد ابن عباس را بسُوئے خوارج فرمود اِذْهَبْ اِلَيْهِمْ فَخَاصِمْهُمْ وَلَا تُحَاجِجْهُمْ بِالْقُرْاٰنِ وَلٰكِنْ خَاصِمْهُمْ بِالسُّنَّةِ یعنی برو بسُوئے خوارج و بہ نفس قرآن در مخاصمہ بآنہا حجّت نگیری زیرا کہ ذُوالوجوہ یعنی محتمل احتمالاتِ کثیرہ است ولکن تمسک بسُنّت گیری بغیر از یں تقول و یقولون یعنی تو چیزے خواہی گفت و او ہم خواہند گفت۔

و دارمی از عمرؓ آوردہ کہ فرمُودانہ سیأتیکم الناس یجادلونکم بشبہات القرآن فخذ وھم بالسنن فان اصحاب السنن اعلم بکتاب اللّٰہ۔

و نیز دارمی در مسندِ خود آوردہ کہ شخصے صبیغ نام در مدینہ آمد و گفتگو در متشابہاتِ

۱؎ سُورۃ البقرۃ، پ ۲، آیت نمبر ۲۳۰ ۱۲ ۲؎ سُورۃ النسآء پ ۴، آیت ۶ ۱۲

۳؎ متعلق است بہ بغیر از تمسک بہ سُنّت الخ ۱۲ منہ رحمۃ اللّٰہ علیہ

قرآن شروع کرد۔ عمرؓ شاخہائے خرما تیار کردہ او را طلبید پس پرسید عمرؓ مَنْ اَنْتَ کیستی تو۔ گفت عبداللہ صبیغ بندۂ خدا صبیغ نامی عمرؓ بآں شاخِ خرما او را زد تا کہ از سرِ او خون رواں گردید۔ بعد از اندمالِ جراحت بارِ دگر زد او را۔

باز نوبتِ سیوم طلبید او را برائے زدن۔ او عرض نمود۔ یا عمرؓ اگر ارادۂ قتلِ من داری بیکبارہ مرا قتل کُن و بار بار ایں اذیت از من بر داشتنی شود پس اذن داد اُو را تا کہ رفت بملکِ خود و نوشت عمرؓ بجانبِ ابُو مُوسیٰ اشعری کہ نہ نشیند کسی از مُسلمین باو۔

بالجملہ خوض در قرآن بغیر تمسک بسُنّت مرضے است ہائل نہ تنہا برائے ہمیں آزادمنش بلکہ وبائے است متعدّی بحدّے کہ ہرکہ او را دید یا از و شنید فوراً متاثر می شود ولہٰذا حکیم وقت یعنی عمرؓ از صحبتِ او منع شدید فرمود و در علاج او استعمال نسخۂ سُنّتِ سُنّیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام ارشاد فرمُود۔

ویک قسم تفسیر کہ امر فرمُودہ است حق سُبحانہٗ وتعالیٰ آنحضرت را صلّی اللہ علیہ وسلّم بتعلیم او منقسم است بر دو قسم قسم لایجوز الکلام فیہ الابطریق السمع کاسباب النزول والناسخ والمنسوخ واللغات والقراءت وقصص الامم واخبار ما ھو کائن۔

وقسم یوخذ بطریق النظر والاستنباط۔ بر منصف پر ظاہر است کہ ما نحن بصددہ یعنی تفسیر بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ[۱]۔ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الخ[۲] وَمُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ[۳]۔ وَفَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ[۴] از قبیلِ مالایجوز الکلام فیہ الا بطریق السمع است۔

---

[۱] سُورۃ النّسآء، پ ۶، آیت ۱۵۸ [۲] سُورۃ النّسآء، پ ۶، آیت ۱۵۹
[۳] سُورۃ آلِ عمران، پ ۳، آیت ۵۵ [۴] سُورۃ المائدہ، پ ۷، آیت ۱۱۷

بخُدائے عزّوجل سخت متعجب ام از قول کسیکہ قبل از فہمِ مُراد بہدایت حدیث صحیح بر طبق ادراکِ خود محلے قرار دادہ استشہاد بآیۃ فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ بَعۡدَهٗ یُؤۡمِنُوۡنَ[1] برائے اثبات اعراض از حدیثِ صحیح وتفسیر صحابی می گیرد۔ آیا ایں آیت را ہمیں معنی است کہ بر قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ موعود بہ ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا بَیَانَهٗ[2] است و در حق او است صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَقِّ لِتَحۡكُمَ بَیۡنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰىكَ اللّٰهُ[3] خیال نباید کرد بلکہ او لاحسب زعم خود نظم ذوالوجوہ را محلے قرار دادہ باز شبہات فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ بَعۡدَهٗ یُؤۡمِنُوۡنَ قولِ عالم علم الاولین والاخرین را صلی اللہ علیہ وسلم از نظر انداخت کلا وحاشا كَبُرَتۡ كَلِمَةً تَخۡرُجُ مِنۡ اَفۡوَاهِهِمۡ اِنۡ یَّقُوۡلُوۡنَ اِلَّا كَذِبًا ونفہمید کہ معنی فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ بَعۡدَهٗ ای بَعۡدَ نُزُوۡلِهٖ وفہمِ مرادہ یُؤۡمِنُوۡنَ و در فہم مُراد بشہادت ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا بَیَانَهٗ وبدلیل بِمَاۤ اَرٰىكَ اللّٰهُ ہماں فہم نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام مقبول ومنظورِ نظرِ شارع است۔

اصلِ دوم در ذکرِ مقدّم ومؤخر کہ اقعست در کلامِ الٰہی فنوعیست از مُبہم

بداں کہ تقدیم وتاخیر در کتاب اللہ واقعست برائے فوائد مثلاً اہتمام یعنی امر مہتم بالشان را اولاً ذکر نمودہ مے شود اگرچہ فی الواقع مؤخر باشد۔

ایں جا سادہ لوحی خیال نہ نماید کہ قول بہ تقدیم وتاخیر یک نوع اعتراض است برحق سبحانہٗ وتعالیٰ واصلاح برائے نظمِ قرآنی تعالی اللہ عن ذٰلک عُلُوًّا کَبِیۡرًا

---

[1] سورۃ المرسلات، آیت ۵۰، ۱۲ [2] سورۃ القیامۃ، آیت ۱۹، ۱۲

[3] سورۃ النسآء، آیت ۱۰۵، ۱۲

بلکہ او را در رنگِ اظہارِ مُراد باید فہمید۔

اہلِ بصیرت ایں را از محسنات بلاغت می انگارند و باعث بر قول بہ تقدیم و تاخیر و مستند او یا فساد معنی می باشد و ابہام در و کہ بغیر قول بہ تقدیم و تاخیر مُراد واضح نہ گردد۔ چُنانچہ ابن ابی حاتم از قتادہ آوردہ در قول او تعالیٰ فَلَا تُعْجِبْكَ[1] اَمْوَالُهُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُهُمْ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کہ گفت ایں از تقادیم کلام است اصلش فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْاٰخِرَةِ[2] ونیز از و آوردہ وَلَوْلَا[3] كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّ اَجَلٌ مُّسَمًّى اصلِ او وَلَوْلَا كَلِمَةٌ وَّ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَكَانَ لِزَامًا و از مجاہد در اَنْزَلَ[4] عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَ لَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا قَيِّمًا یعنی اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ قَيِّمًا وَّ لَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا و از قتادہ در قول او سُبحانہ اِنِّيْ[5] مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَيَّ یعنی اِنِّيْ رَافِعُكَ اِلَيَّ وَ مُتَوَفِّيْكَ و از عکرمہ در لَهُمْ[6] عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ یعنی لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ يَوْمَ الْحِسَابِ بِمَا نَسُوْا و از ابن زید وَلَوْلَا[7] فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا یعنی اِذَاعُوْا بِهٖ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ وَ لَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ وَ رَحْمَتُهٗ لم ینج قلیل ولا کثیر و از ابن عباس در فَقَالُوْۤا[8] اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً یعنی فَقَالُوْا جَهْرَةً اَرِنَا اللّٰهَ و از ایں باب است وَاِذْ[9]

---

[1] سُورۃ التوبۃ، آیت ۵۵ [2] سُورۃ التوبۃ، آیت ۵۵، [3] سُورۃ طٰہٰ، آیت ۱۲۹

[4] سُورۃ الکہف، آیت ۲ [5] سُورۃ آلِ عمران، آیت ۵۵

[6] سُورۃ ص، آیت ۲۶ [7] سُورۃ النسآء، آیت ۸۳

[8] سُورۃ النسآء، آیت ۱۵۳ [9] سُورۃ البقرۃ، آیت ۷۲

قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا یعنی اول قصہ ازیں جا شروع است اگرچہ مؤخر است در تلاوت وتقدیم اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ برائے تنقیش ایں معنی است اوّلاً در ذہن ہا اوشان کہ ذبح گاوی برائے اظہار قاتل است۔

وقولہ تعالیٰ اَفَرَءَيْتَ[1] مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ازیں قبیل است یعنی مَنِ اتَّخَذَ هَوٰىهُ اِلٰهَهٗ وقول او سبحانہ[2] اَخْرَجَ الْمَرْعٰى فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى بنا بر تفسیر اَحْوٰى با خضر وگردانیدن او وقعمت برائے مَرْعٰى ای اَخْرَجَهٗ اَحْوٰى فَجَعَلَهٗ غُثَآءً وتاخیر برائے رعایت فاصل است۔

وقول او سبحانہ وَغَرَابِيْبُ[3] سُوْدٌ ای سُوْدٌ غَرَابِيْبُ چہ غرابیب بمعنی شَدِيْدُ السَّوَادِ وقول او سبحانہ فَضَحِكَتْ[4] فَبَشَّرْنٰهَا[5] نا فَضَحِكَتْ و قول او سبحانہ وَلَقَدْ هَمَّتْ[6] بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْ لَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ای لو لا ان رای برهان ربه لهم بها بناء علیه هم منفی است از یوسف علیہ السلام یا[7] برائے انواع دیگر مثل تبرک وتعظیم وتشریف وغیرہ۔

اصل سوم دربیان آنکہ ارادہ یک معنی در مواضع کثیرہ دلیل نمی باشد برآنکہ در یکے موضع از کلام ہماں متکلم بغیر او مراد داشتہ نشود

یعنی از کثرت موارد قانون کلی نباید فہمید بلکہ جائز است در یکجا معنی دیگر مراد باشد یعنی دلیل صارف از ارادۂ معنی حقیقی و دلیل احتمال اللفظ یعنی

---

[1] سورۃ الجاثیہ، آیت ۲۳، ۱۲ [2] سورۃ الاعلیٰ، ۴، ۱۲

[3] سورۃ الفاطر، آیت ۲۷، ۱۲ [4] قولہ یا برائے انواع معطوف است بر یا برائے فساد معنی ۱۲ منہ

[5] سورۃ ہود، آیت ۷۱، ۱۲ [6] سورۃ یوسف، آیت ۲۴، ۱۲ [7] مراد از معنی اینجا عام است کہ مفہوم لفظ باشد یا مصداق او فتدبر ۱۲ منہ

در لغتِ عرب مثلاً آں لفظ دراں معنی مستعمل شده باشد دلیل[۳] تعیین مراد یعنی چونکه غیر از موضوع لهٔ معانی کثیره اند پس دلیل باید که تعیین معنی مراد کند و دلیل[۴] جواب عن المعارض یعنی جواب دادن از دلائلے که معارض معنی مُراد باشند۔ بنا بر کار ایں جا برادلهٔ اربعه باید فهمید نه ملاحظه کثرت موارد۔

شواہد ایں را که گفتم از قرآن مجید باید شنید۔ ہر جا در قرآن[۱] معنی اسف حزن است وایں دلیل شده نمی تواند بر ینکه در فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا که معنی او فلما اغضبونا است ہماں معنی حزن است۔

وہر جا[۲] در قرآن کریم از بروج کواکب مراد اند وایں دلیل نیست بر ینکه در وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ[۲] که معنی او کوشکہائے محکم است ہماں کواکب مراد باشند وہر جا[۳] از لفظ بخس نقصان مراد است مگر در بِثَمَنٍ بَخْسٍ اے حرام وہر جا[۴] از بعل زوج مراد است مگر در اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا یعنی صنما وہر جا از بُكْمٌ گنگ از کلام من حیث الایمان مگر در عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا در سورة اسرا و مگر اَبْكَمُ در سُورة النحل که مراد دریں ہر دو جا عدم قدرت است بر مطلق کلام و ہر جا از جِثِيًّا[۵] معنی جمیعا مراد است مگر در وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً که مراد ازاں برزانو شونده است وہر جا از حُسْبَان عدد مُراد است مگر در حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ در سُورة کہف یعنی عذاب وہر جا از حسرت ندامت است مگر در لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ یعنی حزنا وہر جا دحض بمعنی باطل است مگر در فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ اے من المفزوعین وہر جا از رجز مراد عذاب

---

[۱] سُورة الزخرف، آیت ۵۵   [۵] سُورة الجاثیه، آیت ۲۸

[۲] سُورة النسآء، آیت ۷۸   [۳] چنانچه در تفسیر عبّاسی ترتیبه صاحب قاموس است و در سُورة مریم جثیًا دوبار آمده - ۱۲

است مگر در وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ[1] کہ بُت است۔ وہر جا از ریب شک است مگر در رَیْبَ الْمَنُوْنِ[2] کہ حوادثِ دہر اند۔ وہر جا از رجم قتل است مگر در لَاَرْجُمَنَّكَ ای لاشتمنك و مگر در رَجْمًا بِالْغَیْبِ[3] ای ظنًا و ہر جا از زُوْرٌ کذب مع الشرک مگر در مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا[4] کہ فقط کذب است و ہر جا از زکوٰة مال است مگر در وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً[5] ای طہرةً و ہر جا از زیغ میل مُراد است مگر در وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ[6] ای شخصت و ہر جا از سخر استہزاء مُراد است مگر در سِخْرِيًّا در سُورۂ زخرف کہ از تسخیر و مسخر نمودن است و ہر جا از سکینہ طمانیت مُراد است مگر در قصہ طالوت کہ شئ مانند سر گربہ صاحب دو باز و است و ہر سعیر در قرآن مُراد از آتش است مگر در ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ[7] کہ عناد است و ہر شیطان مُراد از و ابلیس است ولشکرا و مگر در وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ[8] و ہر شہید بغیر از مقتولاں مُراد از گواہ است مگر در وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ ای شُرَکَاءَ کُمْ و ہر جا مُراد از اصحاب النار دوزخی اند مگر در وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً[9] کہ مُراد این جا خازنانِ دوزخ اند و ہر جا از صلوٰة عبادت و رحمت است مگر در وَصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ[10] کہ مواضع و اماکن اند و ہر جا از صمم صمم در سماع فی الایمان است خاصةً مگر در یک جا کہ در اسرا است۔ و ہر قنوت طاعت است مگر وَکُلٌّ لَّهٗ قَانِتُوْنَ کہ مُقِرُّوْنَ است و ہر کنز مُراد از و مال است مگر در کہف کہ مُراد از و صحیفہ علم

---

[1] سُورۃ المدثر، آیت ۵ ، ۱۲ [2] سُورۃ الطور، آیت ۳۰ ، ۱۲ [3] سُورۃ المجادلہ، آیت ۲ ، ۱۲

[4] سُورۃ الکہف، آیت ۲۲ ، ۱۲ [5] سُورۃ مریم، آیت ۱۳ ، ۱۲

[6] سُورۃ الاحزاب، آیت ۱۰ ، ۱۲ [7] سُورۃ القمر، آیت ۴۷ ، ۱۲

[8] سُورۃ البقرۃ، آیت ۱۴ ، ۱۲ [9] سُورۃ البقرۃ، آیت ۲۳ ، ۱۲

[10] سُورۃ المدثر، آیت ۳۱ ، ۱۲ [11] سُورۃ الحج، آیت ۴۰ ، ۱۲

است وہر مصباح مُراد از کوکب است مگر در سُورۃ نُور کہ چراغ است وہر نکاح در وتزوج است مگر در حَتّٰی اِذَا بَلَغُوا النِّکَاحَ ای الحلم وہر وَرَدَ دخول است مگر در فَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْیَنَ کہ مُراد از وہم علیہ است نہ دخول وہر جا مُراد از وُسع طاقت است چُنانچہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا مگر در ذکرِ طلاق کہ مُراد از نفقہ است وہر یأس مُراد از ناامیدی است مگر در سُورۃ رعد کہ از علم است علیٰ ہٰذا القیاس دیگر مواضع را بہ تدبّر فکر کن۔

اصلِ چہارم در آنکہ مفسّرین را چونکہ مطمحِ نظر ہمہ رفعِ یک اشکال باشد باختلافِ مسالک بعد از انکہ وجوہِ نظم محتمل آنہا باشد مخالف از یکدگر نتواں شمرد

لایکون الرجل فقیها کل الفقه حتی یری للقرآن وجوها کثیرۃ یعنی بعد از انکہ متناقض یک دِگر نباشند باین معنی کہ اصلِ طلب ومطمحِ نظر باختلافِ توجیہ متبدّل نہ گردد مثلاً ابن عبّاس مُتَوَفِّیْكَ ممیتك گرفتہ قول بتقدیم وتاخیر نمود ودیگراں مستوفیك یا قابضك یا ممیتك بعد النزول ورافعك الان مُراد داشتہ۔

مطمحِ نظر چُونکہ رفعِ اشکالِ واحد است وآں بُودن موت قبل الرفع خلافِ امرِ واقعی کہ از آیاتِ رفع مثل وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ[1] ومثل وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ[2] الخ واز احادیثِ صحیحہ مرکوزِ خاطرِ اوشاں شدہ بود والا

---

[1] سُورۃ النّسآء، آیت ۱۵۷

[2] سُورۃ النّسآء، آیت ۱۵۹

[3] در سُورۃ رعد آیت (۳۱) آفلم یائس الذین آمنوا یائس یعنی علم دو انست آمد

کدام باعث است ابن عبّاس را بر قولِ تقدیم وتاخیر زیرا کہ قطع نظر ازانکہ گفتیم ہیچ گونہ فسادِ معنی لازم نمی آید پس نظر بہ وحدتِ علّتِ غائیہ ہمہ کہ رفعِ اشکال واحد است بعینہٖ کلھم متفق اند یعنی با یکدگر متناقض نیند تا کہ براعاۃ صحت یکے وحرمان دیگرے قولِ یکے مقبول ودیگرے مردود تصوّر نمودہ شود۔

ازیں ے وریں تامل بلیغ را بکار باید برد کہ لفظ توفی رامعنی بغیر از موت درلغت آمدہ است یانہ۔ بعد از رجوع بکتبِ لغت وتفاسیر مثل قاموس و صحاح ومصباحِ مُنیر ومجمع البحار وصراح وقسطلانی وکرمانی وبیضاوی و کبیر وغیرہ تفاسیر متحقق گشتہ کہ درلغتِ عرب توفی بمعنی قبضِ تام آمدہ۔

می گویند توفیت مالی یعنی ہیچ از مالِ خود نگذاشتہ ام ہمہ را گرفتہ ام الان بعد تتبع وتحقق ایں معنی فکرے باید نمود کہ محاورۂ قرآنِ کریم کدام معنی را معاضد ومؤیّد است اصل سابق بظہور پیوست کہ کثرتِ موارد را دلیلِ حکمِ کلّی نباید فہمید بشہادتِ نظائرِ قرآنیہ بلکہ بناء کار بر دلیل احتمال اللفظ وفلاں وفلاں است ومعھذا

آیتے اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا حسبِ بیانِ ابن عباس منادی است باعلی ندا بریں کہ معنی توفی مشترک است مابین موت ومنام یعنی ہر دو از افرادِ وے اند۔

ترجمہ اللہ قبض می کند ارواح راعند الموت وعند المنام فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى پس نمی گذارد کسے راکہ بر و موت مقدّر گردانیدہ است ومیگذارد دیگرے تا وقتِ معیّن قید امساک

لے سورۃ الزمر، آیت ۴۲ ۱۲

وارسال ممیز یک دیگراست قبضِ رُوح مع الامساک موت است وقبضِ رُوح مع الارسال خواب است۔ وغلط نموده است کسے که از یتوفی معنی میراند گرفته چه بریں تقدیر بعد ثبوت معنی قبض حسبِ محاوره قرآنِ کریم ایں قدر خلجان ماند که معنی موت در موارد قرآنیه کثیر الوقوع است بخلاف معنی قبض که در اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ بالاتفاق ودر مُتَوَفِّیْكَ محتمل دفع خلجان مذکور را ملاحظه شواہدِ قرآنیه که الان دراصل سیوم گذشته اند برائے فہیم سلیم الطبع کافی است چه بر ظاہر است که تبدل معنی فعل وقت تغیرِ مسندالیه بوجہے که قرائن داله بر تعذر یک معنی شہادت داده باشند از قبیل مایمجه العقل نے بلکه واقعی است اینک لفظ صلوة وقت استنادِ او بسُوئے مکلّفین از معنی اوضاع شرعیه یعنی نماز می شود مگر در حین نسبتِ او بجانب حق سبحانه وتعالیٰ چنانچه در صلّی اللّٰہ علیه وسلّم یا در یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ[ع] تُوُفِّیَ زَیْدٌ قُبِضَ زَیْدٌ ہرجا دال بر موتِ زید خواہد بود مگر وقتیکه زید را امیر گرفته ببرائے خود برد بعد از علم ایں واقعه خواه بطریق معائنه یا بطور استماع اگر شخصے حکایت کرد که تُوفی زیدٌ یا قبضَ زیدٌ معنی او گرفته شد زید خواہد بود نه مرده شد باقی مانده کلام در علم واقعه مسیح در بیان معنی آیات عنقریب خواہد آمد فانتظره بعد ملاحظه معنی فاء تعقیب که در فیمسك است باید که موت مع الامساک موت باشد وموت مع الارسال منام باشد وھو کما تری۔

اے بر تقدیر اراده مجموع جسم ورُوح از نفس فساد مذکور اگرچه لازم نیست لیکن نظر به قول ابن عبّاس وصریح نظم مخالف ماسبق لاجله الکلام خواہد بود بمنزلۂ تحریف گو که بہر دو تقدیر از ارتکاب مجاز چاره نے۔ تفسیرِ کبیر و

ع سُورة الاحزاب، آیت ۵۶ ۱۲

قول ابن عباس و رُوح البیان و تفسیر ابن کثیر را ایں جا ملاحظہ باید فرمود و رجال را بالقول باید شناخت نہ قول را بر جال۔

حاصل آں کہ کسے کہ معنی قبض را لا اصل لہٗ دانستہ و تفسیر ابن عباس را مخالف تفسیر دیگراں شمردہ بعد از انکہ مطمح نظر ہمہ یکے است و قبلہ توجہ ہمگناں واحد بد و وجہ خطا کردہ چہ در قرآن کریم استعمال توفی بسہ وجہ متحقق گشتہ۔ یکے در مطلق قبض چنانچہ در اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ[1] دوئم در موت کہ فرد اوست۔ چنانچہ در وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ[2] الخ وغیرہ سوئم در منام کہ ہم فرد است برائے مطلق قبض۔ چنانچہ در وَھُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰیکُمْ بِالَّیْلِ[3] الخ و آنچہ مرزا صاحب در ازالہ گفتہ کہ در یتوفیکم اطلاق موت بر منام بر علاقہ النوم اخ الموت است پس منشاء او غفلت است از فرق مابین مطلق و افراد او۔

اصل پنجم در بیان ایں معنی کہ صحت احادیث واردہ در باب نزول مسیح بہر دو طریق کشفی و سمعی بہ پایۂ ثبوت رسیدہ یا بہ یکے از ہر دو

صحت احادیث نزول و آثار صحابہ بالخصوص اثر ابن عباس کہ تعلق بہ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ دارد در کتب احادیث و تفاسیر معتبرہ چنانچہ صحاح و تفسیر ابن جریر و ابن کثیر باسانید صحیحہ بہ ثبوت پیوستہ والی یومنا ہٰذا امت ہم برطبق ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ترکت فیکما امرین لن تضلوا

---

[1] سورۃ الزمر، آیت ۴۲ [2] سورۃ البقرۃ، آیت ۲۳۴
[3] سورۃ الاعراف، آیت ۶۰

بعدی ما تمسکتم بہما کتب اللہ وسنۃ نبیہ بسمع رضا وقبول تلقی نمودہ۔ عبارات کتب مذکورہ عنقریب خواہند آمد۔

واما ثبوتِ کشفی پس بنقل عبارات شیخ محی الدین ابن عربی وامام ہمام جلال الدین سیوطی کہ جناب مؤلف ازالۃ الاوہام وقولِ فصیح دربارہ بودن الہام اقوی دلائل برنہجیکہ ہیچ دلیل قوت مقاومت ومصادمت اونداردقول ہمیں بزرگواراں راسند آوردہ بظہور خواہد پیوست۔

اما ایں جابلائے ناگہانی بنظرمی آید کہ علاج پذیر نیست چہ محی الدین ابنِ عربی قدس سرہٗ درجلدِ اوّل فتوحات حدیث زریب بن برتملا وصی مسیح ابنِ مریم رانقل فرمودہ می گوید کہ ایں حدیث اگرچہ علمائے رسوم درصحتِ او تکلم نمودہ لکن نزدِ ماکشفاً بہ پایۂ ثبوت رسیدہ است۔ آں وصی مسیح صحابہ راوقتِ مراجعت از حلوان عراق نزدِ کوہ ملاقی شدہ۔ می گوید کہ مسیح ابنِ مریم دریں جبل مراما مسکون کردہ بود وتا وقتیکہ من از آسمان نازل شوم ہمیں جابعبادت مشغول مانی۔

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد استماع ایں واقعہ از صحابہ فرمود کہ ما نیز شنیدیم از رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ بعضے از اوصیاء مسیح ابنِ مریم دریں کوہ ہستند عنقریب نقل بعبارتہ مع ترجمہ می آید جسم مسیح چونکہ درخطۂ دلپذیر کشمیر حسب قول جناب مؤلفِ ایام الصلح مدفون است نزولِ او در قادیان بچہ معنی خواہد بود۔

وحدیثِ دیگر از مرویات احمد کہ ابنِ کثیر در تفسیر خود وعلّامہ سیوطی در دُرِّ منثور آوردہ کہ مسیح علیٰ نبینا وعلیہ السّلام شبِ معراج بعد وقوعِ گفتگو دربارۂ قیامت گفتہ

ع ایام الصلح نام کتابیست از تصنیفاتِ جناب مرزاصاحب مدفون بُودن عیسٰی ابنِ مریم درآں کتاب بخطۂ دلپذیر کشمیر زیبِ قلم فرمُودہ اند ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کہ وقتِ معیّن اور ابغیرِ خُدائے عزّوجل کسے نمی داند اما رب من بامن عہد فرمودہ کہ قبل از قیامِ قیامت نازل خواہی شد اوّلاً دجّال از دیدنِ تو گداز شود بعد ازاں یاجوج ماجوج را ہلاک خواہی کرد حدیث مع نقل عبارت می آید۔

آں مسیح موعود کہ در شبِ معراج خبر از نزول خود و ہلاکِ دجال و یاجوج ماجوج دادہ و آں مسیحِ موعود کہ وصیِ خود را در کوہِ ہائے عراق نشانده دریں ایامِ خجستہ فرجام بطریقِ تناسخ در جسمِ دیگر غیر از جسمِ اوّل کہ در کشمیر مدفون است تعلق گرفتہ در شہرِ قادیان مسمّی بہ جناب مرزا صاحب گشتہ بعد مطالبۂ وصیِ خود از جبلِ عراق و سائر اوصیاء از شام وغیرہ نواحی توجہ بحال دجّال مبذول خواہند فرمود۔

بعدہٗ عنانِ ہمت بسُوئے یاجوج و ماجوج منعطف خواہند نمود۔ آنچہ ناپذیرے علاج گفتم از برائے آنکہ نہ انکارِ حدیث را راہے کہ کشفی است و نہ امکانِ تاویل را مساغی کہ خسفی[1] است روئے فرار کہ آوردہ شود۔ آخر ہمیں کہ بطریق تناسخ رُوحِ مسیح کہ نبی وقت بود و در شبِ معراج ذکرِ نزول خود پیشِ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کردہ جسمِ دیگر را مشرّف فرمودہ رونق افروز قادیان گشتہ۔ برادر! اگر نویسم چہ نویسم اگر گویم چہ گویم۔ اللھم اصلح امۃ محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم وارحم امۃ محمّد صلّی اللہ علیہ اللھم افرج عن امۃ محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم واغفر امۃ محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

---

[1] خسفی یعنی منسوب بسُوئے خسف مراد نابود و غیر واقعی چہ تاویل بمثیل وقتے درست آید کہ جناب مرزا صاحب شبِ معراج گفتگو نمودہ باشند یا وصیِ خود را در کوہِ عراق نشاندہ باشند۔ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم ارضاہ

اصل ششم تجسّس و غور دریں معنی کہ عقیدۂ اجتماعی مسلماناں از صحابہ کرام الیٰ یومنا در مسئلہ رفع عیسیٰ ابن مریم و نزولِ او چیست

از ملاحظہ نصوص حسب تفاسیرِ صحابہ و قرائن سیاق و مطالعۂ احادیثِ[1] صحیحہ که عدد آنہا بصدمی رسد و معائنہ جمیع تفاسیر و علمِ کلام ازبس روشن است کہ ہمگی تصدیق بمعنی مشترک منتزع از حذف خصوصیات یعنی رفع جسمی و نزول ہماں عیسیٰ بن مریم کہ نبی وقت بود میداشتند و میدارند و ثبوت ہمیں معنی مشترک چونکہ مستند او تواتر معنویست برتبۂ یقین رسیدہ ہرچند کہ کلام در خصوصیات ایں معنی واقع شدہ چنانچہ رفع بحیوۃ اولیہ یا بالحیوۃ موہوبہ بعد الموت درحالتِ بیداری یا درحالتِ نوم بخلع بدن و اعطاء جسمِ نوری یا بہماں بدن و نزول ہماں جسم یا بجسمِ برزخی و منجملہ اقوالِ مذکورہ رفع و نزول ہرد و بجسدہ العنصری مسلک جمِ غفیر از اہلِ سُنت و جماعت رابودہ امّا باآں معنی مشترک داشتہ ہرکسے ایمان چہ اہل اسلام و چہ غیرِ او یعنی رفع و نزول ہماں ابن مریم بعینہٖ نہ کسی مثیلِ او بایں معنی کہ مصداق احادیث قرار دادہ شود چہ ظاہر است کہ در آیات چونکہ امکان قول بمثیل مسیح نے در احادیث کہ متعلق ہماں آیات اند و مبحوث عنہ ہردو یکے چہ گونہ عاقلے گفتہ می تواند کہ مُراد در احادیث مثیل است نہ آں مسیح اِلّا جناب مرزا صاحب کہ اجماع مذکور را اجماعِ کورانہ و باور کنندہ ایں چنیں مضامینِ واہیہ بغیر از بادیہ نشینانِ عرب دیگرے گے

---

[1] می گوید محرر سطور الملدعو بمہر علی شاہ عفی عنہ ربہ کہ نیاوردم دریں کتاب مگر احادیث را کہ صحت آنہا از ہردو طریق یعنی اصطلاحی و کشفی بہ ثبوت پیوستہ۔ ۱۲ منہ علیہ الرحمۃ

می تواند بود۔ آیا ممکن است کہ تہذیب و تعلیم یافتگانِ لندن ایں چنیں مضامین را در اذہانِ خود جا تے دہند۔ در کتاب خود ازالۂ اوہام ثبت فرمودہ اند و در ایام الصلح بحزب ناداں و بے حیا یاد فرمودہ سُبْحَانَ اللّٰہ نظر نبوت چہ قدر وسعت و احاطہ داشتہ کہ از مشاہدہ ہمیں حالات۔

اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذ وھم غرضا بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم فرمودہ۔

نمی گویم کہ جناب مرزا صاحب قصداً اصحابہ کرام را در حالتِ اختیار الفاظِ مذکورہ گفتہ بلکہ حسبِ زعمِ خود چونکہ مفاد آیاتِ مزعوم خود فہمیدہ از حمایتِ حق در جوش آمدہ بحالتِ اِضطراری فرمودہ آنچہ فرمودہ بخدائے لایزال ولم یزل کہ از ہمہ خیالات جناب بنسبت ایں افترا کہ امام بخاری و مالک بلکہ ہمہ اہالی اِسلام از صحابہ تا ایں دم بر عقیدہ من کہ مراد از عیسٰی بن مریم مذکور در احادیث مثیل اوست نہ آں مسیح کہ نبی وقتِ خود بود گذشتہ اند سخت متحیرم کہ بر وَمَنْ یَّکْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا یَکْسِبُہٗ عَلٰی نَفْسِہٖ[1] اکتفا نہ فرمودند بلکہ وَمَنْ یَّکْسِبْ خَطِیْٓئَۃً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ یَرْمِ بِہٖ بَرِیْٓــًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُہْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا[2] را کار بستند۔

اللھم اغفر امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وارحم امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم صاحب تقوٰی خدا ترسے ملہمی مقتدائے ہرگز گفتہ نمی تواند مگر یقیناً معلوم می شود کہ یا تیقن جناب بباعثِ الہامات بحدے رسیدہ کہ عقائد ہمہ اہلِ اِسلام در رنگِ عقیدۂ خویش کہ فی الواقع منفرد اند

---

[1] سُورۃ النّساء، آیت ۱۱۱ - ۱۲ [2] سُورۃ النّساء، آیت ۱۱۲ - ۱۲

دراں بنظر می آیند معالجہ ایں بزرگان دین علیہم الرضوان چنیں فرمودہ اند کہ در ہر الہام کتاب وسُنّت را معیار باید داشت و با خیر خواہی جناب در حق اسلام بغایتے رسیدہ کہ از خوف اِنکار و عدم قبول تعلیم یافتگانِ لندن اکثر مضامین شرعیہ اکہ مستند آنہا نقل است بہ محض عقل مبدل نموده۔ بدیں بیان فرمودہ می خواہند کہ فرقہ مہذبین بسمع رضا شنوند و اشاعتِ اسلامیہ بجدے رسد کہ تکون الملل کلہا ملۃ واحدۃ بظہور آید لکن ایں خیر خواہی بغیر از تحریف و تبدیل آیاتِ حشر ہرگز ہرگز حسبِ دلخواہ نتیجہ نخواہد داد۔

اصلِ ہفتم در بیانِ کیفیت شخصی کہ خانہ زاد فلاسفہ یونان وغیرہ در عہدِ قدیم بود مسمّی بقانونِ قدرت و از دستِ سکانِ عرب در عہدِ سُلطان الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسّلام گریختہ مختفی شدہ باز دریں زمانہ فرمانروائے نیچر و مرزائیت گشتہ

اللّٰھم انصر من نصر دین محمّد صلی اللّٰہ علیہ وسلم واجعلنا منھم واخذل من اعرض عن دین محمّد صلی اللّٰہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منھم۔

فلاسفہ را چونکہ نظر جزئی بر امور معتادہ مکررۃ العود دوختہ و طبیعۃ کلیہ را مستندِ آثار و احکام آنہا را مقتضی بالطبع دانستہ لاجرم بحکم آنکہ اقتضاء طبعی تغیّر و تبدّل در فردے از افراد اگرچہ ہنوز بعرصہ وجود ناختہ باشد نمی پذیرد قانونِ قدرت

قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا وَّ اعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔
واصحاب کہف وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا باعلی صوت ندا می کنند کہ ہیچ قانونے راحاوی قدرتِ زعم نہ نمائید۔

ازیں جا اسنادِ کیف تحیی الموتی را زیر نظر باید داشت باز افعال اربعہ ابراہیم رایعنی فَخُذْ اَرْبَعَةً وَفَصُرْهُنَّ وَثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا وَثُمَّ ادْعُهُنَّ مثل آستین باید داشت۔

وہماں احیاءِ حق را مانند دست در آستین و موجب ظہور یاتینك سعیا باید فہمید نہ آں کہ ابراہیم را محی اموات تصور کنی تا کہ مفضی الی الشرك فہمیدہ تاویل نصوص مثل تاویل در تحیی الموتی باذنی در حق عیسٰی علی نبینا و علیہ السلام کنی۔

الحاصل نصوص خود صراحۃً مشعر اند بآنکہ صفت احیاء از حق بود نہ از ابراہیم و عیسٰی لفظ تحیی الموتی در اوّل وکلمہ باذنی در ثانی شاہدِ ایں معنی است۔

ازیں جا فہمیدہ باشی کہ ہمہ تاویلات در امثال ایں مواضع چنانچہ در ازالۂ اوہام مذکورہ شدہ مبنی اند بر ذہول از ماسبق ونیز دانستی کہ وَمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ را محمول بر اطلاق وظاہر داشتن وہمچنیں خالدین رایعنی ہر دو را بہ بعد حساب مخصوص نفہمیدن تخلیہ مے کند او واقعہ معراج وہبوط آدم وعزیر علیہم السلام وبنی اسرائیل بعد احتراق بصاعقۃ ومقتول اوشاں۔

سے سورۃ الکہف، آیت ۲۵ ا سورۃ الحجر، آیت ۴۸

وعذر جناب مرزا صاحب در ازالہ اوہام کہ آمدن روح عزیر علیہ السلام بطریق عارضی بود ہیچ نفع نمی دہد۔ چہ بر تقدیر زندہ شدن عزیر و آمدن روح و بعد زندہ گردانیدن بنی اسرائیل ومقتول کما قال تعالیٰ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ[1] وقال سبحانہ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى[2] قضیہ ھاھم منہا بمخرجین وہمچنیں وھم فیہا خلدون صحیح نمانند و ابن کثیر و ابن جریر ایں جا زندہ ماندن عزیر تا مدت دراز بروایات صحیحہ ذکر کردہ اند مثل ایں آفات از تیزی طبع خود است والا آیات فی الواقع ہم دیگر تناقض نمی دارند چنانچہ عنقریب خواہی دانست۔

خلاصہ آنکہ ایں قانون قدرت از قدیم مصادم و مزاحم ماندہ۔ نصاریٰ را بباعث تعجب ازیں کہ تولد بغیر پدر مخالف قانون قدرت است مہرے کشاں بدل را البواد ہو ابن اللہ رسانید مشرکین عرب را بعد استماع واقعہ اسراء یعنی معراج بسر تمسخر آوردہ موجب انکار بر انکار گردید۔

عاقبۃ الامر لشکر اسلام کہ سلاح اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ[3] در دست وقال سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ[4] در نظر داشتند روئے بگریز آوردہ بتے مختفی و محتجب ماند باز دریں ایام فرمانروائے نیچر و مرزائیت گردیدہ۔ اللھم اصلح امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وارحم امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللھم افرج عن امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم واغفر امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

---

[1] سورۃ البقرۃ، آیت ۵۶ ۱۲ [2] سورۃ البقرۃ، آیت ۷۳-۷۴ ۱۲

[3] سورۃ الفتح، آیت ۲۹ ۱۲ [4] سورۃ القمر، آیت ۴۵ ۱۲

اصل ہشتم دربیان آنکہ تصدیق بمعجزات انبیاء سابقین مبنی است بر ایمان و باور نمودن بقرآنِ کریم و بما جاء بہ سیدنا ابوالقاسم صلّی اللہ علیہ وسلّم نہ آنکہ ناشی باشد از تفضیل سائر انبیاء بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مثلاً تصدیق نمودن بآنکہ بردستِ ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام احیاء و زندہ گردانیدن جانورانِ مُردہ ظاہر شدہ بود ایمان است بما جاء فی القرآن نہ این کہ این تصدیق از فرطِ محبت ابراہیمی یا اعتقادِ فضیلتِ ابراہیمی بہ نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باشد۔

بعد تمہید ہذا اگر کسے در انکار این چنیں خوارق برائے جائے دادن در اذہانِ سامعین تمسک باین فقرہ گیرد کہ العیاذ باللہ ما کے روا داریم وچہ گونہ متصوّر می شود کہ یک فعل از دستِ سیّدنا و آقائے ما محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر نہ شود و دیگرے موصوف بدو شدہ باشد و در وقت بیان این معنی گو کہ سر بجنباں و چشم گریاں و آہِ سرد بر کناں ہم باشد زنہار زنہار ہرگز این فقرہ را محمول بر ظاہر و اخلاص و فرطِ محبّت باآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نہ نمایند بلکہ این را از حیلہ ہائے ہماں شخصے کہ مسمی بقانونِ قدرت است دانند و غور کنند کہ ما بر ما جاء بہ الرسول علیہ السّلام چرا باور نہ کنیم۔

این شخص گویا دشمن در صورتِ محب آمدہ در پئے غارت گری ایمانِ ما است۔

دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلّم ناسخ ہمہ ادیان آمدہ و او را کسے ناسخ نہ شدہ و در میدانِ حشر ہمہ انبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام بمقامِ شفاعتِ کبرای متوسل بدو

صلی اللہ علیہ وسلم خواہند بود۔

ایں دوام عوام را بسندہ است برائے فضیلتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ظہورِ خوارق حسبِ مصلحتِ وقت است تفصیل را از کتبِ مطولہ یا از زبانِ علماء شکر اللہ سعیہم بفہمند۔

اصل نہم در تشریح و توضیح دعوائے جناب مرزا صاحب

مدعیٰ جناب ایں است کہ مسیح موعود یعنی آں مسیح ابن مریم در احادیثِ صحیحہ وعدہ نزول او بر زبانِ وحی ترجمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مذکور گذشتہ مراد ازاں من ہستم نہ آں مسیح ابن مریم کہ نبی وقتِ خود گذشتہ بدلیل آں کہ نبی وقتِ خود فوت گشتہ بشہادتِ قرآن کریم کہ اوّل خبر از وعدہ وفات در قولِ او سبحانہٗ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ[1] دادہ بعد ازاں حکایتِ وفات از زبانِ مسیح علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام در آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ[2] نمودہ و ارواحِ صلحاء از بندگانِ خدا عزّ و جلّ بعد خروج آنہا از ابدان بعد حضور عند العرش داخل جنّت می شوند بحکم فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ[3] و بحکم قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّۃَ۔ و اہلِ جنّت بعد از دخول دراں بیروں کردہ نمی شوند ازاں بحکم وَمَا ھُمْ مِّنْھَا بِمُخْرَجِیْنَ[4]۔ پس احادیثِ صحیحہ کہ خبر از نزولِ مسیح ابن مریم دادہ اند نظر بشہادتِ قرآن کریم بالضرور تاویل طلب خواہند بود (بیان تاویل) گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم می فرمایند کہ مشابہ مسیح ابن مریم در بعض اوصاف یک شخص

---

[1] سورۃ آلِ عمران، آیت ۵۵

[2] سورۃ المائدۃ، آیت ۱۱۷

[3] سورۃ الفجر، آیت ۲۹

[4] سورۃ الحجر، آیت ۴۸

نزول یعنی ظہور خواہد نمود چہ محاورہ قرآنِ کریم است کہ ظاہر نمودن اشیاء را از پردۂ نیستی تعبیر بہ انزال من السمآء می نمایند چنانچہ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ باقی ماند اثبات ایں امر کہ آں شخص موعود من ہستم بدلائل الہام و برائے اثبات ایں معنی کہ الہام دلیل است اقوی از سائر دلائل نقل عبارات پیشوائے اہلِ کشف و شہود محی الدین بن عربی و امام ہمام جلال الدین سیوطی و عبدالوہاب شعرانی عنقریب دریں رسالہ مے آید اِن شاءاللہ تعالیٰ این است خلاصہ دعوٰی جناب مرزا صاحب و او را چہار پایہ است وفاتِ مسیح و دخولِ جنت و عدمِ خروج و الہام ایں معنی کہ مسیحِ موعود تو ئی شکستن پایۂ اوّل از تفسیرِ آیات عنقریب خواہی دانست۔

وعدمِ خروج را قصۂ عزیر علیہ السلام بالاتفاق و ہبوطِ آدم و حوّا از جنت علیٰ مذہب الجمہور پاش پاش نمودہ شیخ محی الدین ابنِ عربی و اتباع او متفرد اند در اثبات جنت و نارِ برزخیہ غیر از جنت و نار اخرویہ بدلیل آنکہ اختلاف آثار و احکام دلیل است بر اختلاف محل آنہا در شان جنتِ اخروی است۔ اُکُلُهَا دَآئِمٌ۔ لَا مَقْطُوْعَةٍ وَّ لَا مَمْنُوْعَةٍ۔ و بعد دخول دراں خروج نیست بحکم وَمَا هُمْ عَنْهَا بِمُخْرَجِیْنَ و حرام است بر دیگرے قبل دخول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وَلَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّ لَا زَمْهَرِیْرًا۔ و نیز یَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ غَیْرَ بَعِیْدٍ۔ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِیْظٍ مَنْ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِیْبِ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ذٰلِكَ یَوْمُ الْخُلُوْدِ۔ در شانِ اوست بخلافِ برزخیہ کہ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِیْهَا بُكْرَةً وَّ عَشِیًّا و کذا اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِیًّا دال

[1] سورۃ الرعد، آیت ۳۵ — [2] سورۃ الواقعہ، آیت ۳۳ — [3] سورۃ الدہر، آیت ۱۳

[4] سورۃ ق، آیت ۳۰ — [5] سورۃ مریم، آیت ۶۲ — [6] سورۃ المومن، آیت ۴۶

است بر بودن صبح و شام درو۔

ونیز بحکم فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ[1] اخراج از و واقع گردیده و بحکم وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ[2] و بمقتضائے فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا[3] منع از و متحقق و شیطان را قدرتِ دخول در او ست و حدیثِ خلقتِ آدم و حوا علیہما السلام کہ مروی است از ابن مسعود و ابن عباس و غیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین و حدیث القبر روضۃ من ریاض الجنۃ وحفرۃ من حفرات النار دال اند بر جنّت و نارِ برزخیہ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ[4] ارشاد است برائے دخول ہمیں جنّتِ برزخیہ۔

بالجملہ قصّۂ ہبوطِ آدم و حوا و کذا واقعہ عزیر در جنّتِ برزخیہ بر مسلکِ شیخ بودہ پس بعد فرض وفاتِ مسیح خروج او از ہمیں جنّتِ برزخیہ نیز جائز خواہد بود چہ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ در شانِ برزخیہ نیست باقی علما سوائے شیخ قدس سرہٗ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ را حکایت وقت بعد الحساب می دانند۔ لہٰذا بر مسلکِ اوشاں قصّۂ عزیر و ہبوط آدم منافی وَمَا هُمْ عَنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ نمی باشد قصہ عزیر جناب مؤلف را کہ ہا قائل بامکانِ خروجِ مسیح از جنّت پایہ سوم دعوٰی را پاش می نماید۔ باقی ماندہ پایہ الہامی اورا الہام محی الدین ابن عربی و جلال الدین سیوطی و امثال اوشاں مکذّب است۔

---

[1] سُورۃ البقرۃ، آیت ۳۵
[2] سُورۃ الاعراف، آیت ۱۹
[3] سُورۃ الاعراف، آیت ۲۲
[4] سُورۃ یٰسین، آیت ۲۶

اصلِ دهم در بیان باعثِ تحریر ایں رساله

بر ناظران صاحبِ انصاف ومنصفان خالی از اعتساف نیکو روشن است که وجود انسان کامل وظهور برزخ حائل نبی باشد یا ولی در هر زمانے وقرنے موجب رحمتِ عالمیان وراحتِ اہلِ سعادت می باشد نیکو طالعان سرِ تسلیم و ارادت پیشِ او خم می نمایند وشور بختاں از نائرہ حسد وعناد سرِ انکار ومصادمت مے فرازند۔

بالجملہ فیضان ایں چنیں نعمت مغتنمہ موجب فخرِ بنی نوع است بنائً علیہ از عرصہ دراز بوقتِ تحرک سلسلہ کلام علماء درباره جناب موصوف ساکت می ماندم و فریقین را معذور می داشتم بلکہ نظر باینکه اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مظہرِ حقیتِ اسلام بمقابلہ اعداء دین پیدا گشتہ و باینکه ہمچو جناب مولوی نورالدین مفسر محدث معتقد آنجناب اند ہر کسے را از تفوہ کلمات شنیعہ منع می نمودم۔ عاقبت الامر نوبت بداں رسید کہ بعض ساده لوحاں از اہلِ علم ہماں اعتراضات مرزا صاحب واتباع اوشاں کہ بر عقیدہ اجماعیہ در ازالہ اوہام وقول فصیح وایام الصلح وغیرہ وغیرہ مندرج شده بودند بے تحاشی بہ نظر تحقیر بلکہ بہ تجہیل وتکفیر در ہر مجلسے بر علماء اسلام از صحابہ الیٰ یومنا ہذا ومشائخ وقت بقید اسامی گفتن شروع کردند۔

از بعض احباب مسموع گشتہ کہ تصنیفاتِ مرزا صاحب از ایں چنیں اعتراضات بہ تمسک نصوصِ قرآنیہ وکلماتِ گستاخانہ در حقِ اہلِ اجماع پر اند بہ بینید فلاں مقام فلاں کتاب لہٰذا علماء وقت در فلاں شہر فلاں جلسہ حکم نموده اند بانچہ نموده اند بعد استماع ایں ماجری وحشت انگیز قدرے متوجہ بہ تصنیفات آں صاحب گردیدم لاریب بغیر از تحریف آیات واحادیث واغالیط در نقل واتہام سلف وخلف ندیدم لکن از جہتِ بے علمی واعتماد الہامی نہ از روئے عناد وانکار بنائً علیہ معذور پنداشتن آں صاحب

راطریق اسلم یافتم حق سُبحانہٗ وتعالیٰ اوشاں راطریق فہم قرآن فرماید اگر کتاب وسُنت رامعیارِ الہام نمودندے در ورطۂ ہلاکت بمعہ اتباع نیفتندے باز بخیال ایں کہ چنداں مایۂ علمی ندارم ولائق ایں توجہ شخصے باید صاحب علم وتقوٰی وذی فراست و الہام چندی سکوت ورزیدم۔ دریں روزہا بعض ازیاراں حسب ظنِ خویش کہ در حقِ ایں بے ہیچ می دارند باعث قوی برتحریر ایں سطور گشتند و ازالۂ اوہام خود راکہ از مطالعہ ازادۂ اوہام پیدا شدہ بودند درخواستند ناچار باظہارِ عقیدۂ خود کہ ہماں عقیدۂ اجماعیہ است پرداختم وعبارتِ ایام الصلح[1] راکہ متعلق ایں مسئلہ بود نوشتہ چیزے کہ برائے دفع غبارِ اعتراض از چہرۂ مذہب سلف وخلف رضوان اللہ علیہم اجمعین حسب فہمِ ناقص رُودئے نمود ثبت عجالہ ہذا کردم وَمَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِیۡ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ[1] واگر کسے جائے کلمۂ گستاخی سر برزدہ باشد ناچار از نظر ہماں حُملہ ہائے جناب کہ بر عُلماءِ اسلام نمودہ اند خواہد بود وآخر دعوٰنا اَنِ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیّد المرسلین وآلہٖ وعترتہٖ وصحبہٖ اجمعین۔

مقصدِ اوّل دربیان معانی آیات کہ تعلق دارند بایں مسئلہ

قولہٗ[2] وفات حضرت عیسٰی علیہ السّلام از اقرار فرقان حمید ثابت ومتحقق است وآیۂ فَلَمَّا تَوَفَّیۡتَنِیۡ کالشمس فی نصف النّہار تلویح می کند کہ ہرچہ فساد وخلل در عقائدِ نصارٰی رایافتہ بعد از وفات جنابِ عیسٰی بودہ اگر چنانچہ مزعوم حزب نادان است حضرتِ عیسٰی الی حین زندہ است معًا باید اعتراف کنیم بایں کہ عقائدِ نصارٰی ببعد صحیح

---

[1] سورۃ یوسف، آیت - ۱۲   [2] ایام الصلح ص ۳۷

ومبرّا از شوائب فساد است۔

ومعنی توفی ایں جا قطعاً غیر از اماتت ومیراندن نہ۔ چنانچہ امام بخاری قول حضرت افقہ الناس ابن عباس مُتَوَفِّيكَ مُمِيتُكَ را در اصح الکتب آوردہ حدیث کما قال العبد الصالح بجہتِ استظہار وتقویت قول ابن عباس منقول فرمودہ وشارح عینی از اسناد ایں قول بحث کردہ است۔ انتہی۔

اقول جملہ (ومعنی توفی ایں جا یعنی فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي قطعاً غیر از اماتت ومیراندن نہ) دعوٰی است وچنانچہ امام بخاری الخ دلیل او ست۔ گویم اثر ابن عباس یعنی مُتَوَفِّيكَ مُمِيتُكَ دلالت نمی کند بر قطعیت ارادۂ معنی لازمات از فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي از برائے آں کہ ابن عباس خود نظر باں عقیدۂ اجماعی ونص بَلْ رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ کہ قطعاً دال است بر رفع جسمی چنانچہ عنقریب می آید در مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ الی قول بہ تقدیم وتاخیر کردہ وازفَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي معنی رفعتنی مراد داشتہ چنانچہ مرفوعاً از ابن عباس بروایت ابی صالح آمدہ ونیز اخرج ابو الشیخ عن ابن عباس الخ در منثور وقتادہ از انس ہماں قول بتقدیم وتاخیر را روایت نمودہ ودو اثر باسناد صحیح کما ذکرہ ابن کثیر فی تفسیرہ کہ دال اند بر رفع جسمی ونزول مسیح وشاہد عادل اند بر مذہب ابن عباس زیر آیت بَلْ رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ[1] عنقریب مذکور خواہند شد پس قولِ ابن عباس را در مُتَوَفِّيكَ شاہد آوردن برارادۂ معنی امانت از فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي مغالطہ دادن است۔ ناظرین را ازیں جا بطلان استشہاد بقول ابن عباس برارادۂ معنی اماتت ازفَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي ظاہر گشت۔

ارے اگر بعد ارادۂ معنی مُمِيتُكَ از مُتَوَفِّيكَ بشہادت قول ابن عباس

---

[1] سورۃ النساء، آیت ۱۵۹ - ۱۲

بازبرارادۂ معنی میراندن از فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ اِستدلال گرفتہ شود بایں کہ از مُتَوَفِّیْكَ وعدۂ میراندن حسب تفسیر ابنِ عباس و از فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ تحقق توفی موعود مستفاد می گردد۔ بناءً علیہ از فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ قطعاً معنی اماتت و میراندن مراد است البتہ وجہے دارد۔ لکن بریں طریق مخالفتِ مذہب و مسلک ابنِ عباس کہ در تفسیر فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ داشت خواہد بود۔ بیت ؎

تو مارا ہمیں چاہ کندی براہ بسرلاجرم خود فتادی بچاہ

مقتدائے ملہمے۔ خداشناسے راست بازے کے روامی دارد کہ دیگران را بمخالفت افقه الناس اِتہام نماید و خود در پردہ مسلکے مخالفت گیرد۔ مزید براں نزدِ ناظرین اقتفاء و تاسی بدو ظاہر نمودہ باشد لہٰذا نظر باوصافِ مذکورہ روا نداریم کہ جناب مؤلف صاحب عمداً ایں وفاق ظاہری و خلاف باطنی یا مغالطہ دہی ورزیدہ باشد۔

ازیں جا فہمیدہ باشی کہ سائر مفسّرین شکر اللّٰہ سعیہم در مُتَوَفِّیْكَ معنی مُمِیْتُكَ چرا نگرفتہ اند بلکہ قابضك یا مستوفی اجلك وغیرہ وغیرہ مراد داشتہ از جہت نظر بہماں وحدت موعود و متحقق چہ بریں تقدیر در یک واقعہ از یک لفظ دو معنی متخالف مراد داشتن در بادی النظر خالی از سخافت نیست اگرچہ بعد غور شواهد تقادیم الکلام و دلیل تعذر ارادہ معنی اماتت ابنِ عبّاس مستقیم می باشد و نیز باید دانست کہ بعد لحاظ آں کہ مطمحِ نظر و مقصود ہمہ مفسّرین رفع ہمہ اشکال است تخالف اوشاں در عقیدہ اجماعیہ متحقق نخواہد گشت۔

البتہ مخالف ہمہ آں کس خواہد بود کہ در مُتَوَفِّیْكَ و فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ ہر دو معنی اماتت گرفتہ باشد و بطلانِ ایں مسلک را در مقدمہ بشواہد قرآنیہ فہمیدہ باشی آنجا ملاحظہ باید نمود تا اِیں جا اِستشہاد مؤلف را بقول افقه الناس نیکو دانستی و از ہمیں قبیل است اِستشہاد جناب در ازالۂ اوہام صفحہ ۳۴۱ سطر آخیر بہ کشاف و بیضاوی و تفسیرِ ابنِ

کثیر ومدارک ومعالم التنزیل بر ارادہ معنی امانت از مُتَوَفِّيكَ۔

دریں جا نقل عبارت کشاف ضروری است تا کہ کیفیتِ استشہاد ولغزش دراں بوضوح آید۔ درکشاف گفتہ متوفيك اى مستوفى اجلك ومعناه انى عاصمك من ان يقتلك الكفار ومؤخرك الى اجل كتبته لك و مميتك حتف انفك لا قتلا بايديهم ورافعك الى اى الى سمائى و مقر ملائكتى ومطهرك من الذين كفروا من سوء جوارهم وخبث صحبتهم وقيل متوفيك قابضك من الارض من توفيت مالى على فلان اذا استوفيته وقيل مميتك فى وقتك بعد النزول من السماء ورافعك الان وقيل متوفى نفسك بالنوم من قوله والتى لم تمت فى منامها ورافعك وانت نائم حتى لا يلحقك خوف وتستقيظ وانت امن فى السماء انتہی۔

می گوید محرر سطور عفی عنہ ربہ الغفور مقصود صاحبِ کشاف رفع ہماں اشکال است یعنی متوفيك کنایہ است از عصمت برائے بودن توفی ملزوم استیفاء وعصمت۔ بالنظر الی الحصر کہ مستفاد است از انى متوفيك برائے بودن مسند الیہ ضمیر متکلم ومسند صیغہ مشتق چہ فرق صحیح است میانِ انی متوفيك وسأتوفيك وہمچنیں مابین انى متوفيك وانى اتوفيك کما لا یخفی علی الماھر استیفاءً اجل برائے اشتمال او برامتداد وتاخیر اجل منافی نیست برائے حیاتِ مسیح در آسمان وبعد نزول الی ماشاء اللہ۔

پس قول صاحبِ کشاف ومعناه انى عاصمك من ان يقتلك الكفار ومؤخرك الى اجل الخ افادہ دو امر نمودہ یکے ردِ زعم مسیح بافادہ حصر کہ مستفاد است از آوردن مسند الیہ ضمیر متکلم ومسند بہ صیغہ مشتق۔

دوئم[2] بیانِ مقیس الیہ حصر یعنی حصر بالنسبۃ الی المغول بن یعنی بہود و مؤلف صاحب[1] ازالۂ اوہام صہ ۳۴۲ و ممیتک را کہ در قول صاحب کشاف واقع است و مدلول تضمنی برائے معنی کنائی سند ایں امر آوردہ نزد صاحب کشاف و فلاں و فلاں مفسّر نیز مراد از متوفیک ممیتک ہست و نہ فہمیدہ کہ ذکر ممیتک در عبارتِ مذکورہ در ضمن بیان معنی مراد واقع گردیدہ زیراکہ خود صاحب کشاف بعد ازیں ممیتک را بالصیغۂ تمریض ذکر کردہ تضعیف او می نماید از برائے ہماں وجہ کہ نہ فہمیدی کہ در رفع اشکال بریں تقدیر بانضمام قیود خارجہ یا بہ التزامِ تقدیم و تاخیر خواہد بود بخلاف مستوفی اجلک کہ نفس مدلول برائے اشتمال معنی تاخیر اجل منافی حیاتِ مسیح الی الآن نیست۔ بعد فہم مراد صاحب کشاف مقصود عبارت بیضاوی و ہمہ تفاسیر مکشوف بآسانی خواہد بود و معلوم ناظرین شدہ باشد کہ ہمہ مفسرین را ہماں عقیدۂ اجماعیہ زیر نظر است و رفع ہماں اشکال مطلوب نہ چنانچہ مؤلف از قول ہمہ ارادہ ممیتک فہمیدہ اقوال ہمہ را در اَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ باید دید۔ افسوس کہ جناب مؤلف از ثنا خوانی ابن عباس بہ لقب افقہ النّاس و اصح الکتب و تفاسیرِ معتبرہ بجائے نفع و ضرر برداشت۔

آرے عَسٰۤى أَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ[2] حاکم وقت است۔ خیر جناب مؤلف نیز بر طبق جزاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا عمل فرمودہ لقب حزب نادان خواہد داد آمدیم بسر اینکہ حدیث کما قال العبد الصالح بجہت استظہار و تقویت و قولِ ابن عباس منقول فرمودہ۔ در حیرتم کہ ایں استنباط از کمال تیزیٔ طبع شمردہ آید یا در سلکِ اعتساف مثل سائر نقول سُفتہ شود مستنظر لہ کجا و مستنظر عنہ کجا۔ حدیث کما قال

---

[1] سُورۃ الرعد، آیت ۲۱ [2] سُورۃ البقرۃ، آیت

العبد الصالح درباب قولہ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ الخ و تعلیق بخاری درباب قولہ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ الخ مذکوراست و دریں باب کہ تعلیق مذکوراست یکے حدیث رأیت عمرو ابن عامر الخزاعی یجر قصبہ فی النار الخ از روایتِ ابی ہریرہ بمتابعات۔

و دیگر حدیث رأیت جهنم یحطم الخ از مرویات عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فقط ایں دو را امام بخاری اخراج نمودہ۔

اگر گوئی مُسلّم کہ جناب مؤلف درگردانیدن (استظہار و تقویت قول ابن عباس) علّتِ غائیہ برائے ذکر بخاری در نظرِ امام بخاری خطا نمودہ لکن فی الواقع تقویت اثر مذکور از حدیث کما قال العبد الصالح مستفاد می شود چہ تشبیہ مشارکت فی الوصف را می خواہد فاقول کما قال العبد الصالح عیسیٰ ابن مریم وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ الخ مشارکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با ابن مریم درحصول معنی توفی می خواہد و ظاہر است کہ فلمّا توفیتنی در حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمعنی اَمَتَّنِیْ صادق است پس بحکمِ تشبیہ مسیح ابن مریم نیز مصداق اَمَتَّنِیْ خواہد بود گویم مدخول داۃ تشبیہ قول است نہ مقولہ او پس مفاد کلام نظر بتشبیہ بیان مشارکت است در برات از ما احدثوا بعد ہما و بر تقدیر تسلیم والتزام اکمال تشبیہ۔

پس فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ بمعنی رَفَعْتَنِيْ بر ہر دو صادق است کہ در موت ہم رفع رُوح می باشد و اطلاق مادمت فِيْهِمْ بغیر انضمام حیاو لفظ منذ فارقتھم در صدر ایں حدیث بدل مُتُّ مؤید ایں معنی است و مانع از ارادۂ معنی امات در فلمّا

۱ے سورۃ المائدہ، آیت ۱۱۷

تَوَفَّیْتَنِی نص بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰہُ اِلَیْہِ است کماسیجئ۔

وآنچہ فرمودہ کہ شارح عینی از اسناد ایں قول بحث کردہ گوئیم ارے لکن از طریق علی ابن ابی طلحہ۔ وثقات را از اصحاب جرح وتعدیل کلام است درو۔ چنانچہ قسطلانی تضعیف وعدم ثبوت ملاقات او با ابن عبّاس ذکر فرمودہ ودر تقریب است علی بن ابی طلحہ سالم مولی بن العباس سکن حمص ارسل عن ابن عباس ولم یرہ من السادسۃ صدوق قد یخطی انتہی۔

وفی الخلاصۃ قال احمد لہ اشیاء منکرات وفی المیزان قال احمد بن حنبل لہ اشیاء منکرات قال دحیم لم یسمع علی بن ابی طلحۃ التفسیر عن ابن عباس۔ ومع قطع نظر ازیں مصیبت دیگر ہمیں علامہ عینی بر سر آوردہ یا زیر نظر جناب نیامدہ است یا قصداً ابرائے بودن او مخالف مدعی متروک گشتہ وآں ایں است وروی ابو نعیم فی کتاب الفتن من حدیث ابن عباس ان عیسٰی اذ ذاک یتزوج فی الارض فیقیم بہا تسع عشرۃ سنۃ الیٰ ان قال وعن ابن عباس یتزوج الی قوم شعیب وختن موسٰی علیہ السلام وھم جذام فیولد لہ فیھم ویقیم تسع عشرۃ سنۃ۔

قولہ آنچہ من می فہمم

شہادت کتاب اللہ وگواہی اصح الکتب بعد کتاب اللہ بر وفات حضرت عیسٰی بجہت شفاء علیل وارواء غلیل از بس بسند می باشد اول ذکر توفی ورفع در قرآن کریم یکجا بطریق ایعاد یعنی وعدہ دادن آمدہ چنانچہ قولہ تعالیٰ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ ومقصود ایں دفع اضطراب واطمینان دہی عیسٰی ابن

۱؎ ایام الصلح ص ۳۷ ۲؎ سورۃ آل عمران، آیت ۵۵

مریم است کہ من عاصم ونگہدارندہ تو ہستم از دست یہود بایں طریق کہ بذاتِ خود نہ بمباشرت قتل یہود استیفاء اجل معین توکنندہ ام وبردارندہ ام ترا بجانب محل ملائکہ خود یکلام در تعین ارادہ مراد از مُتَوَفِّیْكَ در قول سابق گذشتہ۔ باز ذکر وقوع رفع در آیت بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ آمدہ قال اللہ تعالیٰ وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا۔[1]

ترجمہ۔ بسبب کفر ایشاں وگفتن ایشاں بر مریم بہتانِ بزرگ (یعنی تہمتِ زنا) وبسبب گفتن کہ ہر آئینہ ما کشتیم مسیح عیسٰی ابن مریم پیغمبر خدا را ونکشتہ بودند او را وبردار نہ کردہ بودند او را ولکن مشتبہ شدہ بر ایشاں وہر آئینہ کسانیکہ اختلاف کردند دربارہ عیسٰی در شک اند از حالِ او نیست ایشاں را بآں یقینے لکن پیروی ظن می کنند وبیقین نکشتہ اند او را بلکہ برداشت او را خدائے تعالیٰ بسوئے خود وہست خدا غالب استوار کار ونہ باشد ہیچ کس از اہل کتاب مگر البتہ ایمان خواہد آورد بعیسٰی پیش از مُردنِ عیسٰی وروزِ قیامت باشد عیسٰی گواہ بر ایشاں۔ ۱۲

در تفسیر ابن کثیر آوردہ قال ابن ابی حاتم حدثنا احمد بن ابی سنان حدثنا ابو معاویۃ عن الاعمش عن المنہال بن عمرو عن سعید ابن جبیر عن ابن عباس قال لما اراد اللہ ان یرفع عیسٰی الی السماء خرج

---

[1] سُورۃ النّسآء، آیت ۱۵۶و۱۵۷۔ ۱۲

علی اصحابہ وفی البیت اثنا عشر رجلاً من الحواریین یعنی فخرج
علیھم من عین فی البیت وراسہ یقطر ماءً فقال ان منکم من یکفر بی
اثنی عشر مرۃ بعد ان آمن بی قال ثم قال ایکم یلقی علیہ شبھی فیقتل
مکانی ویکون معی فی درجتی فقام شاب من احدثھم سنا فقال لہ اجلس
ثم اعاد علیھم فقام ذٰلک الشاب فقال اجلس ثم اعاد علیھم فقام
ذلک الشاب فقال انا فقال ھو انت ذاک فالقی علیہ شبہ عیسٰی ورفع
عیسٰی من روزنتہ فی البیت الی السماء قال وجاء الطلب من الیھود
فاخذوا الشبھۃ فقتلوہ ثم صلبوہ فکفر بہ بعضھم اثنی عشر مرۃ
بعد ان آمن بہ وافترقوا ثلث فرقات فقالت فرقۃ کان اللّٰہ فینا
ماشآء ثم صعد الی السماء وھٰؤلاء الیعقوبیۃ وقالت فرقۃ کان
فینا ابن اللّٰہ ماشآء ثم رفعہ اللّٰہ الیہ وھٰؤلاء النسطوریۃ وقالت
فرقۃ کان فینا عبد اللّٰہ ورسولہ مَاشآء اللّٰہ ثم رفعہ اللّٰہ الیہ و
ھٰؤلاء المسلمون فتظاھر الکافرتان علی المسلمۃ فقتلوھا فلم یزل
الاسلام طامسا حتی بعث اللّٰہ محمدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھذا
اسناد صحیح الی ابن عباس ورواہ النسائی عن ابی کریب عن ابی معاویۃ
بنحوہ وکذ ذکر غیر واحد من السلف انہ قال لھم ایکم یلقی علیہ
شبھی فقتل مکانی وھو رفیقی فی الجنۃ ۔ انتھی

ابن کثیر بعد اتمام ایں اثر گفتہ کہ اسناد ایں صحیح است بسُوئے ابن عبّاس و
روایت نمودہ است نسائی از ابی کریب از ابی معاویہ مثل او وہمچنیں ذکر نمودہ بسیارے
از متقدمین کہ گفت عیسٰی حواریانِ خود کدام کس است از شما کہ افگندہ شود بر وحُلیہ و
صورتِ من و قتل نمودہ شود بجائے من وآں رفیقِ من باشد در جنّت ۔ از قولِ ابن

عبّاس ونظر بسیاق آیت سہ امر بظہور پیوستہ یکے آنکہ رفع وبرداشتن جسم مع الرّوح بود نہ فقط ار فع رُوحانی چہ کسے از حوارئین کہ مصاحبِ مسیح بودند درآں خانہ نہ گفتند کہ جسمِ مسیح افتادہ ماند درآں خانہ بلکہ دیدند کہ اللہ تعالیٰ بعد از القاء و انداختن شبیہ عیسےٰ بر شخصے اورا از سقفِ خانہ برداشت۔

دوئم تکذیبِ یہُود ونصارٰی بغیر ایں چند نفر حواریان چنانچہ کہ خطا خوردند یہُود ہم در قولِ خود (کہ ما قتل نمودیم مسیح ابنِ مریم را و بردار کشیدیم اورا) خطا شدند و در اشتباہ افتادند۔

او سُبحانہ وتعالیٰ ازیں ماجرٰی خبر دادہ (وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ) یعنی مکر کردند یہُود از جہت آمادہ شدن بر قتلِ مسیح و تشاور دریں امر و حق سُبحانہ وتعالیٰ باوشاں معاملہ فرمود (یعنی القاء شبیہ عیسےٰ بر شخصے دیگر) کہ در اشتباہ افتادند۔

ونصارٰی نیز ماسوائے آں چند کساں باتباع یہُود زعم نمودند کہ ہمیں شخص مقتول کہ بردار کشیدہ شدہ است مسیح بودہ۔ حق سُبحانہٗ وتعالیٰ تکذیب یہود در قولِ وشاں کہ (اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ) صراحت بمانند وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ فرمودہ۔

وآزحال نصارٰی کہ داخل آں بیت نہ بودند و با یہُود در قول مذکور مشارک شدند بہ آیت وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ الخ خبر دادہ سیوم وجہ غلطی در اشتباہ۔

وشہادت قرآن کریم بر رفعِ جسمی بچند وجُوہ ثابت می شود یکے از ملاحظہ عدد

---

[۱] سُورۃ آلِ عمران، آیت ۵۴ - ۱۲ [۲] سُورۃ النساء، آیت ۱۵۷ - ۱۲

اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ چہ مقصود ازیں وعدہ دفع اضطراب مسیح بود واطمینان دہی اوکہ ماترا از دستِ ایں ہا امان خواہیم داد وبغیر از ذلّت وخواری در دستِ او شاں بعالم بالا خواہیم برد۔

واگر مصلوب وبردار کشیدہ ہماں مسیح بود چنانچہ مزعوم یہود ونصاریٰ سوائے آں چند کساں وعقیدۂ نیچریہ ومرزائیت ہست پس از وعدہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ چہ منفعت بعیسٰی رسید۔

بالضرور ایفاء وعدہ وتسکین ہمیں را تقاضا می کند کہ مسیح بالتمام از شرارت وایذاء یہود محفوظ ماندہ بکلّی بسوئے عالم بالا بر داشتہ شود چنانچہ از متوفیک حسب محاورہ توفیت دینی یعنی ہمہ دینِ خود را قبض نمودم نیز ہمیں مفہوم می شود۔

وجہ دوئم آنکہ قولہ تعالیٰ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ بحسب محاورہ حکایت ہماں وقت است کہ یہود بزعم مسیح را از ہماں خانہ گرفتہ مقتول ومصلوب نمودہ بودند بناءً علیہ اگر رفع را عام ہم فرض کنیم جسمی باشد یا روحی لابد است از تسلیم ایں کہ مسیح ہماں وقت مرفوع شدہ بود نہ آنکہ بعد از واقعہ صلیب تا زمانہ دراز زندہ ماندہ باز بخطۂ دلپذیر کشمیر در سری نگر مدفون شدہ باشد۔ چنانچہ کہ جناب مرزا صاحب در ایام الصلح ثبت فرمودہ چہ بریں تقدیر رفع روحانی بعد مدتے متحقق گشتہ ودر وقت واقعۂ صلیب زندہ ماندہ۔ پس حکایت ازیں واقعہ بہ ماقتلوہ وماصلبوہ بل بقی حیا ثُمَّ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ بایستے نمود۔

ازیں جا فہمیدہ باشی کہ اتصال رفعہ اللہ الیہ بہ کلمہ بل باعلیٰ صوت ندا میکند کہ رفع مسیح در ہماں وقت شدہ است نہ بعد مرور زمانہ۔

وآیت بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ صراحۃً باطل میکند عقیدۂ مرزائیہ را باقی ماند غور دریں کہ رفع جسمی است یا رفع روحی بعد ازانکہ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ را حکایت ہمہ وقت دانستہ بشہادت اثر ابنِ عبّاس کہ مذکور شدہ است لابد است از تسلیم

ایں کہ رفعِ جسمی بودہ نہ رُوحی چہ کسے از حوارییّن کہ داخل آں بیت بودند خبر از افتادہ ماندن لاش مسیح دراں خانہ و باز مدفون شدن او بفلاں مقام نداده۔ باز می گویم کہ مفاد آیت مذکورہ سہ امراند۔ یکے تکذیب یہود و نصاریٰ و اتباع اوشاں از نیچریاں و مرزائیاں دریں قول کہ مصلوب مسیح بود و تکذیب یہودی و نصاریٰ فقط دریں کہ مقتول مسیح بود۔

دوم بیان وجہ غلطی و اشتباہ یہود کہ بسبب القار شبہ و حلیہ مسیح بر شخصے در شبہ افتادند۔

سیوم بیان امرے کہ درہماں وقت واقع شدہ بود یعنی رفعِ جسمی و آں بچہار وجہ است۔ اوّل[1] بدلیل وعدہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ۔

دوم[2] بدلیل اِتصال رفع بکلمۂ بل نہ بقی حیًّا و نظائرہ بداں۔ وجہ سیوم[3] برائے ثبوت رفعِ جسمی شہادت کلمۂ بل است کہ دلالت می کند بر وحدت[عہ] ماسلب عنہ القتل والصلب و مارفعہ اللہ الیہ و ظاہر است کہ سلبِ قتل و صلب از جسم مع الروح است پس لامحالہ رفع ہماں جسم مع الروح خواہد بود یعنی آں جسم مع الروح را کہ بزعمِ خود مقتول و مصلوب دانستہ اند فی الواقع ایں طور نیست بلکہ ما آں جسم مع الروح را بجاں داشتہ ایم بعالمِ علوی۔

وجہ چہارم آنکہ کلمۂ بل برائے ابطال ماقبل خود می باشد وقتیکہ مدخول او جملہ بود مثل وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحَانَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ[عہ] اَمْ يَقُوْلُوْنَ[عہ]

عہ احتمال بودن بل ایں جا برائے انتقال از مضمونے بسوئے مضمونِ دیگر باطل می کند او را ماسیق لاجلہ الکلام یعنی بیان افترا۔ وکذب یہود ۱۲ منہ علیہ الرحمۃ

للعہ سُورۃ الانبیاء، آیت ۲۶ عہ سُورۃ المومنون، آیت ۷۰

بہٖ جِنَّۃٌ بَلْ جَآءَھُمْ بِالْحَقِّ وماقبل ومابعداو متنافی می باشند در تحقق چنانچہ ولدیت وعبودیت و بنوّیت واتیان بالحق در مانحن فیہ لابداست از تحقق تنافی مابین مقتولیت ومصلوبیت ومرفوعیت وآں وقت خواہد بود کہ رفع رفع جسمی باشد چہ مصلوبیت ورفعِ رُوحانی ہردو مجامع شدہ می توانند فتامل وانصف۔

بعداز بیانِ رفع حق سبحانہٗ وتعالیٰ می فرماید کہ کَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا و درجائے دیگر دربیانِ قصۂ ابراہیم علی نبینا وعلیہ السّلام بعد ثُمَّ ادْعُھُنَّ یَأْتِیْنَکَ سَعْیًا وَّ اعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ فرمودہ گویا بایں کلام در ہر دو مقام دفعِ استعجاب واستبعاد محجوب ومقید قانونِ قدرت می فرماید یعنی زندہ شدن ہر چہار جانوراں بعد تفرق اجزاء آنہارا بر کوہ ہائے مختلفہ بعید وناممکن ندانید وہمیں طور جسمِ عنصری را بر داشتن بعالمِ بالا باعث غیر معتاد بودن او انکار نہ ورزید زیر اکہ اللہ تعالیٰ عزیز بمعنی غالب وتوانا است ایں ہر دو امر مذکور برتر وبیرون از توانائی او نیست وحکیم است افعالِ او خالی از حکمت نیست ایں برداشتن را فضول وعبث تصوّر نہ کنید بلکہ ایں اہتمام خدمت آں محبوبِ صلی اللہ علیہ وسلّم ازلی وشاہدِ لم یزلی ما است تاکہ مسیح بارِ دیگر در حلقۂ غلامان وخلفائے آں فخر ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم شمردہ شود واجابتِ دُعاء خود را معائنہ نماید کہ بانالہائے نیم شبی وسوزِ جگر از ما خواستہ بود سخت متعجب ام کہ ایں جا جناب مرزا صاحب قول افقہ الناس ابنِ عبّاس را گذاشتہ وسوق نظمِ قرآنی را پسِ پشت انداختہ روایاتِ متناقضۂ انجیل متی ومرقس یوحنا ولوقا از اہلِ کتاب کہ لَا تُصَدِّقُوْھُمْ وَلَا تُکَذِّبُوْھُمْ شاہدِ حالِ اوشاں راست را گرفتند دقتے بود کہ قولِ ابو ہریرہ بمقابلہ افقہ الناس ابنِ عباس در معرضِ قبول نمی افتاد الحال ابنِ عباس نیز بے اعتبار گشتہ۔ شاید از ابہام تقصیر کہ معنی رفع را در فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ گرفتہ وقول بتقدیم وتاخیر در مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ نمودہ۔ تاہنوز در فہم نیامدہ کہ الٰہی

باعث ایں اتباع نصاریٰ چیست و مُوجب ایں تحریفِ قرآنِ کریم کیست در دعوئے جناب چہ فائدہ می بخشد۔ تاویلِ احادیث و اغماض از تطابق سائر آیات راالبتہ وجہے است کہ دعویٰ مفید می اُفتد چہ دعویٰ مسیح موعود بودن بغیر از ثبوت وفاتِ عیسیٰ ابن مریم و بدوں تاویلِ احادیثِ صحیحہ صورت نہ بندد و لکن اثباتِ مصلوبیت مسیح و استشہاد روایات متناقضہ اناجیل چہ فائدہ می بخشد۔

حق سبحانہٗ و تعالیٰ اوّلاً بیانِ جرائم یہُود فرمایدمجملہ آنہا وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الخ را ذکر فرمودہ یعنی کذب و افترا اوشاں دریں قول کہ إِنَّا قَتَلْنَا اگر فی الواقع مسیح مصلوب و بردار کشیدہ بودے بائستے کہ بسلک جرائم ذکر ایں جرم شدید شمردہ شدے ایں راچہ معنی کہ از موجباتِ لعن یہُود و راندن شدن اوشاں بر ذکرِ کذب اکتفا نمُودن و از ذکر جرم سنگین سکوت ورزیدن۔

ازیں جا عاقل بادنیٰ تدبرپے می برد و باور می کند بایں کہ جرم صلیب دادن و بردار کشیدن مسیح در نفس الامر از یہُود نبودہ محض بزعم خود شبیہ مسیح را مسیح دانستہ إِنَّا قَتَلْنَا الخ گفتند و چگونہ متصوّر می شود کہ حضرتِ عیسیٰ ہمہ شب جہت سلامت و عافیت خود از ایذائے یہُود زندہ دار دو وعدۂ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کہ درصورتِ اجابتِ دعا است ہم مؤکد بقولہٖ یٰعِیْسٰٓی إِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ إِلَیَّ شدہ باشد عقل باور نہ کند کہ شب ہائے آبستن سوز و عجز ہمچو عیسیٰ بیچ اجابت نہ زاید و برخلاف وعدۂ مسیح در دستِ اعداء اللہ نشانۂ ضرب ہائے شدیدہ گشتہ کوبہ کُو رُسوا و ذلیل شدہ بر سرِ دار آید بعد ایں رُسوائی زندہ شدہ از قبر صعود بآسمان نمُودن چنانچہ مزعوم نصاریٰ است یا با وجود ایں رُسوائی قریب بہ ہلاک رسیدہ باز از دستِ یہُود نجات یافتن و ایامِ بقیہ حیات مثل دُزداں بسر کردن چنانچہ مزعوم جناب مرزا صاحب است آیا ہمیں ثمرہ اجابتِ دُعا است و ہمیں وعدۂ مؤکّدہ را از ذاتیکہ لَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَلَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ

شاہد مواعید اوست وفا است یا عیسیٰ ابن مریم ہمیں قدر خواستہ بود کہ بسر حد ہلاک و ذلت از دستِ اعداء رسانیدہ باز مرا نجات دہی و فرشتہ زن پیلاطوس کہ عامل آں نواحی بود در خواب مُردن مسیح بسر دار می ترسانید کہ مُوجب تباہی و ہلاکتِ شما خواہد شد و گو بعو نشانہ لطمہا و ضربہا و ریشخند و سخرہ خورد و کلاں بودن و باز بمحضر اعداء بسر دار آوردہ چہار میخ نمودن ایں ہمہ را فرشتہ جائز می داشت۔

بالجملہ آیتِ مذکورہ مُکذّب عقیدہ مصلوبیت مسیح است بہ چند وجوہ۔ یکے اکتفاً برذکر وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا نمودن و صلبهم المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللّٰہ نگفتن۔ دوئم وَمَا صَلَبُوهُ بشہادتِ لُغت۔ سیوم نظر بہ وعدۂ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ ایں وجوہ ثلثہ از نفس نص ظاہر اند۔

چہارم قول ابن عباسؓ متعلق ایں آیت و مثبت رفع جسمی است بچند وجوہ اوّل آنکہ کلمہ بل کہ برائے ابطال ما قبل است می خواہد وحدت ما نفی عنہ القتل والصلب و مرفوع۔

دوئم بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ نظر بہ وعدۂ عصمت و نجات از دستِ اعداء سیوم اتصال رفع بہ کلمۂ بل یعنی بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ و نگفتن بل بقی حیًّا الیٰ مدی الزمان یا عصمناہ و حفظناہ فی ذالک الوقت ثم توفیناہ حتف انفہ۔

چہارم نظر بمدلول رفع کہ برداشتن است چہ استعمال او حقیقت آنجامی باشد کہ چیز برداشتہ شدہ بالطبع بالا نرود و آں جسم عنصری است بخلاف رُوح کہ از عالمِ علوی است لہٰذا لفظ ارجعی در حق او در يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً[1] وارود یافتہ۔

---

[1] سورۃ الفجر، آیت ۳۰ - ۱۲

وگاہے می باشد کہ لفظ رفع را مجازاً در غیر جسم ہم استعمال کنند وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ [1] ۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ [2] ۔ وَيَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ [3] ۔

پنجم بودن ماقبل بل اضرابیہ و مابعد او متضاد بحسب تحقق بر صاحب انصاف خالی از اعتساف مثل روزِ روشن شدہ کہ آیت مذکورہ نص جلی و برہان قوی است در رفع عیسٰی بجسدہ العنصری وہمیں است دلیل در متوفیک و رافعک و دلیل تعیین ارادہ معنی رفع از فلما توفیتنی یا از ہر دو با تعیین ارادہ معنی قبض یا مستوفی اجلک یا ممیتک بعد النزول و رافعک الآن و الاحضار ان مجلس وحی را چہ یارائے آں کہ قول بہ تقدیم و تاخیر بے وجہ نمایند یا در اکثر جائے از یک لفظ معنی مُراد داشتہ باز در یک جائے معنیٔ مغایرے بے وجہ ارادہ نمایند باقی ماند ازیں جا امر غور طلب یکے آنکہ رفع بجسدہ العنصری را عقل قبول نمی کند دوئم بحکم وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ [4] نکوس تا دو ہزار سال منافی حیات است ۔

سیوم بغیر غذا و طعام حیات را بسر کردن بمقتضی وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ [5] باطل است جواب ازیں استعجاب و امثال او در دفع اعتراضات مؤلف عنقریب می آید قدرے انتظار باید کشید۔

سوال ۔ چونکہ از بودن آیت مذکورہ نص در رفع جسمی بطلان تواتر است و از بطلان او حکم از احکام شرع در دست مانمی ماند مع آنکہ ائمۂ دین اُو را

---

[1] سورۃ الانعام ، آیت ۱۶۵ ۔ ۱۲   [3] سورۃ المجادلہ ، آیت ۱۱ ۔ ۱۲

[2] سورۃ الم نشرح ، آیت ۴ ۔ ۱۲   [4] سورۃ یٰسین ، آیت ۶۸ ۔ ۱۲

[5] سورۃ الانبیاء ، آیت ۸ ۔ ۱۲

مفید یقین قرار دادہ اند بناءً علیہ تواتر یہود و نصاریٰ دلیل صارف است از ارادۂ رفع جسمی و ما یشبہٗ۔

گویم۔ تواتر عبارت است از خبر دادن قوم کثیر کہ محال باشد نظر بکثرت اوشاں اتفاق بر کذب و ہر یک را تصدیق بہ خبر خود باشد چہ ظاہر است کہ از انضمام قضایا مشکوکہ بَعْضُهَا اِلٰی بَعْضٍ بغیر از تودہ بار تصورات چہ حاصل۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ ایں جا از حال مخبراں اعلام مے فرماید کہ کسے را تصدیق بہ مقتولیت و مصلوبیت مسیح نیست وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْهِ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ ولفظ ظن در مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ بمعنی شک است نہ مقابلہ شک صرح بہ اہل التحقیق من المفسرین تفسیر روح البیان و کبیر و علامہ ابو السعود را ملاحظہ باید فرمود۔

سوال۔ قصۂ قتل و صلب مسیح و باز مدفون شدن او در باغے کہ متصل صلیب محل بود بعدۂ خالی ماندن آں قبر از زبان مصاحبان عیسٰی ابن مریم در انجیل ثبت است و عقل باور نکند کہ حواریاں بلا وجہ در بیان ایں واقعہ دروغ گفتہ باشند۔

جواب۔ بعد از ثبوت واقعیت امرے از قرآن کریم باشہادت سیاق و تفسیر صحابہ مارا اجازت رجوع بسوئے کتب محرفہ نیست و ارشاد فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ[1] مشروط است بعدم علم و مارا چونکہ دریں مسئلہ خبر منصوصے کہ مجمع علیہ اہل الاسلام از قرن صحابہ الیٰ یومنا ہذا در دست است باز رجوع بجانب اسرائیلیات چہ معنی دارد۔

حق سبحانہٗ و تعالیٰ می فرماید یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَكُمْ كَثِیْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَیَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ[2]

---

[1] سورۃ النحل، آیت ۴۳ ۔ ۱۲ [2] سورۃ المائدہ، آیت ۱۶ ۔ ۱۲

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِیْنٌ یَّهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَیُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ یَهْدِیْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ تحریفاتِ اہل کتاب را خود قرآن کریم مبین است مسلمان را اصلاً بر اخبار کتبِ محرفہ اعتبار نہ باید کرد کہ روایتِ ایں کتب بسندِ متصل ثابت نیست۔ عیسائیاں خود قائل اند کہ بعض جملہا در کتابِ موسٰے دلالت می دارند کہ ایں کلامِ موسٰی نیست بلکہ از ملحقات عزیر اند۔

می گوئیم ایں کلامِ ایشاں غلط است و اتہام محض بر عزیر و در کتابِ اول صموئیل بابِ چہارم و پنجم و ششم و ہفتم ظاہر است کہ صندوقے کہ حضرت موسٰی علیہ السلام باہتمام کثیر از طلاء مرصع و بند نمودہ بود حسب تصریحاتِ تورات و احکام مجاورت او بیان نمودہ بود ہنوز کسے از نشانِ او خبر نمی دہد۔

می گوئیم ازیں معلوم می شود کہ نقول او منتشرہ نہ شدہ پس مجموعہ تورات چہ گونہ قابلِ اعتبار ماندہ و در تواریخ تالیف اناجیل اربعہ چنداں اختلاف فاحش افتادہ کہ ہیچ سندِ متصل او در دست نمی آید و اختلاف و تحریفات و مفاسد کتبِ عہدِ عتیق یعنی کہنہ و عہدِ جدید بحدے واقعہ اند کہ اگر کسے بنویسد یک کتابے مستقل عظیم الحجم تیار گردد ازاں جملہ اربانوس ہشتم صاحب کلیسائی روم قدیم در سنہ یک ہزار و شش صد و بست و پنج عیسوی در زبانِ عربی و لاطینی بہ اعانتِ اکثر علمائے مسیحی نویسانیدہ بود یک مقدمہ در صفتِ بیبل نوشتہ از و واضح است کہ در اصل کتب بیبل عبرانی باشد یا یونانی نقصان و فساد و خرابی ہا واقع شدہ و در ترجمہ عربی قدیم بسا غلطی ہا واقع است ازیں جہت پوپ سرکس ہارونی باستجازت پوپ کلاں اربانوس آمن اکثر علماء مسیحی عبرانی و یونانی عربی اہلِ لسان را جمع کردہ ایں نسخہ نمودہ و اختلاف فقط در ترجمہ عربی نیست بلکہ عبرانی و یونانی یعنی اصل نسخہ توراۃ و انجیل را ہمیں حال است و

سببش آں کہ انبیاء سابقہ و پوپانِ سالفہ عمداً ازیں چشم پوشی نمودہ از برائے آنکہ رُوح القدس نمی خواہد کہ کلامِ خداوندِ عزّ وجل مقیدِ قوانینِ نحویہ ایجاد شدہ بندگان باشد این است خلاصۂ آں مقدمہ۔

ازیں جا ظاہر گشت کہ ایں کتب قابلِ اعتبار نہ ماندہ چہ ظاہر است کہ در دستاویز وقوع ایں چنیں اختلافات و نقصانات موجب بے اعتباری دستاویز می باشد و ایں اختلافاتِ کثیرۃ المحول کہ سہو کاتب نمودہ خالی از حماقت نے و مسیحیاں را در ایں چنیں فقرات کہ منسوب الیہ آنہا انبیاء و اتباع اوشاں شدہ نمی تواند عذرے بغیر ایں نیست کہ کسے دیگر الحاق نمودہ باشد۔ وَرَجْمًا بِالْغَيْبِ می گویند در حق بعض فقرات کہ کسے بنی لاحق کردہ باشد و در نسبتے الحاق ہم سند ندارند ایں ہمہ پادریاں برائے اغوا عوام می گویند کہ در کتب اسناد و ادلہ قطعیہ چنیں و چنیں ثابت شدہ روایتے از روایاتِ مختلفہ توریت مشتے نمونہ از خروارے دریں جا ذکر نمودہ می شود باقی را بریں قیاس باید نمود۔

در کتابِ پیدائش بابِ چہل و ششم و درسِ چہارم وعدہ خدا عزّ وجل بحضرت یعقوب علیہ السلام در ترجمہ ہندیہ ۱۸۲۲ء من باتو در مصر خواہم رفت و باز ترا گشتانندہ خواہم آورد و یوسف دستِ خود بر چشم ہائے تو خواہد نہاد و در ہندیہ ۱۸۴۲ء من باتو در مصر خواہم رفت و ترا ضرور گشتانندہ خواہم آورد و در فارسیہ ۱۸۳۹ء من باتو روانہ مصر خواہم شد و من نیز ترا باز خواہم آورد و ترجمہ انگریزیہ ۱۸۱۹ء و ۱۸۳۰ء و ۱۸۳۵ء و ۱۸۳۶ء کہ علماء پروٹسٹنٹ کردہ است ہمہ ایں موافق اند و ترجمہ ۱۸۴۰ء کہ رومن کاتلک کردہ موافق است مطابق ایں تراجم وعدہ باز آوردن و واپس مقرر بود و حال آنکہ یعقوب علیہ السلام را زندہ باز گشتن از مصر نصیب نہ شد۔ طرفہ دیگر ایں است کہ بظاہر مسیحیاں ادب توریت می کنند مگر در حقیقت از اقوالِ سلف اوشاں معلوم می شود کہ نہ توریت قابلِ ادب و نہ مصنفِ او۔ چنانچہ

پولوس مقدس کہ نزدِ مسیحیاں یکے از حواریاں است در درسِ ہیجدہم باب ہفتم نامہ عبرانیاں مے نویسد ہندیہ سنہ ۱۸۴۲ء پس حکمِ سابق یعنی توریت برائے ایں کہ کم قوت و عبث بود بطلان پذیر است و در ہندیہ سنہ ۱۸۴۱ء می نویسد اگر آں وثیقہ اول بے عیب نہ بودے تلاشِ دیگرے را جائے نبودے۔

لوتھر صاحب کہ از اعاظم علماء مصلحانِ دینِ عیسوی است در کتاب ہائے خود می نویسد کہ مانہ شنویم و نہ بینیم موسیٰ را زیرا کہ او محض برائے یہودیاں بود و او را با ما در کسے چیز علاقہ نیست۔ و در کتابِ دیگر می نویسد کہ ما قبول نخواہیم نمود موسیٰ را و نہ توریتِ او را از برائے آنکہ او دشمنِ عیسیٰ بود۔ باز می نویسد کہ موسیٰ اوستادِ جلاداں بود۔ باز می نویسد کہ دہ احکام را با عیسائیاں ہیچ علاقہ نیست قابلِ اخراج اند تا کہ ہمہ بدعت موقوف شود زیرا نکہ ایں احکام چشمہ ہمہ بدعتہا است۔

گویم چونکہ در توریت حکمِ توحید و تعظیمِ والدین و تعظیمِ یوم السبت و منع بت پرستی و قتل و زنا و دزدی و ایذائے ہمسایہ بتاکید آمدہ۔

بارشادِ لوتھر صاحب باید کہ شرک و بت پرستی و ہتکِ والدین و جوازِ قتل و زنا و سرقہ و ایذائے ہمسایہ ہمہ داخلِ دینِ عیسوی باشند۔

شمہ از احوالِ کتبِ عہدِ جدید یعنی عہدِ عیسوی باید شنید اول آنکہ مطابق مذہب عیسائیاں نامدار انجیل متی کہ در عبری بود از عالم گم است صرف ترجمہ یونانی کہ نامِ مترجمِ او نامعلوم موجود است۔

بعض عیسائیاں بابِ اول و دوم ایں را الحاقی می گفتند و بعض نسخہائے ترجمہ لاطینی نسب نامہ را ازیں انجیل علیحدہ نمودہ است و انجیل مرقس ہم بقول چند علماء مسیحی گم است صرف ترجمہ یونانی موجود است و بعض متقدمین را بر بابِ اخیرِ او شبہ بود و بعض علماء در بعضے مواضع باب بست و دوم ۲۲ و ہم چنیں بابین اولین از انجیلِ لوقا شبہ

می داشتند ولوتھر صاحب را بریں سہ اناجیل یعنی متی و مرقس ولوقا شبہ بود ونزدِ اُو صرف انجیلِ یوحنا صحیح ہست۔

و یکے از اعاظم علماء مسیحیاں می گوید کہ ایں انجیل کہ منسُوب بسوئے یوحنا است تصنیف اُو نیست کسے دیگر عیسائی در صدی دوئم بنامِ او نوشتہ۔ و نزد بعض عُلمائے عیسائیانِ وقت تالیفِ اناجیلِ اربعہ بروایتِ معتبرہ ثابت نیست۔ و نامہ تیتی و نامہ فلیمون و ہر دو نامہ تمتھی را بعض علماء مردُود شمردہ و ہیچ سند ایں امر نیست کہ نامۂ عبرانیاں را پولوس نوشتہ و نامہ دوم پیترس و نامہ دوم و سوم یوحنا و نامۂ یعقوب و نامۂ یہُودا و بعض فقرات نامۂ اوّل یوحنا و مشاہداتِ یوحنا را حال چنیں ابتر است کہ قابلِ گفت و نوشت نیست تعصباً بلا سند ایں ہا را بسوئے حواریاں منسُوب می کنند و بسیارے از علماء انکار ایں ہا کردہ و در کونسلیکہ در ۳۲۵ سنہ منعقدہ شدہ بود نزدِ جمہُور واجب التسلیم نہ شدہ بعض قدماء مشاہدات را تصنیف ملحد می گفتند و جلسہ کہ در ۳۶۴ سنہ منعقدہ شدہ بود ایں کتاب خارج ماندہ مگر از کونسل ۳۹۷ سنہ عیسائیاں ایں را مسلم می دارند لکن اہلِ ایں کونسل را سندے نیست۔

و نیز باید دانست در طبقہ اولی مسیحیہ جعلسازی شدہ بود چنانچہ کلام لوقا و پولوس شاہد بریں است و مفسّرینِ عیسائیاں نیز در تفاسیرِ خود می نویسند و نیز باقرار مفسّرینِ علماء مسیحیاں دریں انجیل در بسیار مواضع الحاق شدہ۔

و نیز علماء مسیحیاں می گویند کہ تحریر انجیل نویساں از وہم و غلطی خالی نیست و نیز علماء مسیحیاں قائل اند بایں کہ جمیع تحریرات انبیاء اسرائیلیہ و حواریاں الہامی نمی باشند و ہم حواریاں بعد نزولِ رُوح القدس غلطی کردہ حتّٰی کہ پطرس ہم۔ و نیز باقرار علماءِ مسیحیاں گناہِ کبیرہ مثلِ ریا و بُت پرستی و کذب از انبیاء و حواریاں ثابت شدہ و در تبلیغ وحی کذب از وشاں یافتہ می شود۔

ونیز صدورِ کرامت و معجزہ دلیلِ نبوّت نزدِ اوشاں نیست بلکہ نزدِ اہلِ کتاب دلیلِ ایماں ہم نیست۔ پس ازیں ہمہ کہ شنیدی ظاہر گشتہ کہ مجموعہ انجیل را نہ سندے است و نہ ہمہ اش الہامی است زیراکہ انجیل متی ازجہان گم شدہ صرف ترجمہ یونانی باقی است و مرقس ولوقا نہ حواری اند و نہ کلامِ اوشاں اِلہامی پس ایں ہر سہ یقیناً تحریرِ حواریاں نیست۔ بازایں ہر سہ را کلامِ نبوّت گفتن خلافِ انصاف است بلکہ بمنزلۂ سائر تواریخ است باقی ماند نامۂ دوم بطرس و نامۂ دوم وسوم یوحنا و نامۂ یعقوب نامۂ یہود او کتابِ مشاہدات اہلِ اسلام ایں ہا را اصلاً الہامی نمی گویند و پولوس را مانہ از حواریاں می شماریم و نہ صاحبِ الہام زیراکہ باقرارِ عیسائیاں ثابت شدہ کہ کلامِ او از غلطی پاک نیست۔

قطع نظر ازیں ہمہ کہ گفتم دریں صورت انجیل فقط اقوالِ حضرتِ عیسٰی اند بروایتِ آحاد پس شاں حکم اخبار آحاد خواہد بود مادام کہ دلیل نقل مخالف ایں ہا نبود مقبول خواہند شد والا فلا در ما نحن فیہ رفع جسمی چونکہ ثبوت او از نص و اخبارِ متواترہ شدہ چہ تصدیق بنزول فرعِ تصدیق برفع است روایتِ انجیل بمقابلۂ آنہا مقبول نیست۔ ارے اگر ممکن التاویل است ماوّل والا محلا علی وہم الراوی متروک خواہد بود نباید کہ کسے آنہا سند گیرد بغیر اینکہ بطریقِ دلیل الزامی بیان کند۔ ونیز منجملۂ اسبابِ خرابی ہا کتبِ مقدسہ تباہی یہود است کہ در عہدِ بخت نصر پریشاں واقع شدہ و ہیکل را منہدم نمودہ شد و اکثر یہود مقتول و محبوس شدند نسخہائے قدیمہ عہدِ عتیق کہ تا آں وقت موجود بودند ہمگی برباد شدہ اگر عزیر علیہ السّلام باز از سرِ نو توریت را نہ نوشتے دراں وقت ہم کلامِ نبوّت نزدِ کسے بطریقِ صحت نبودے۔

ازاں جملہ آفتے دیگر بسرِ یہود تاخت آوردہ دراں ہمہ نسخہائے عزیر علیہ السّلام ہم برباد شدند۔ در بابِ اوّل کتاب اوّل مقابیس مذکور است کہ اینٹوکس شہنشاہِ

فرنگستان اورشلیم را فتح نمودہ ہمہ نسخہائے کتب عہدِ عتیق کہ دستیاب شدہ ہمہ را پارہ پارہ کردہ سوخت۔

ازاں جملہ قریب سی و ہفت (۳۷) سال از عروجِ مسیح حادثہ طیطوس رُومی بودہ کہ در و یازدہ لکھ یہودی مقتول و نود ہزار اسیر شد۔

ازاں جملہ سی (۳۰) سال بعد عروجِ مسیح بسببِ عداوت شہنشاہانِ فرنگستان بر طبقۂ اولیٰ مسیحیاں آفت ہائے بے شمار آمدہ کہ مقتول و جلاوطن نمودہ شدند در وشاں بطرس حواری بمعہ زوجہ و نیز پولوس مقتول گشتہ و یوحنا جلاوطن کردہ شدہ و ایں آفت ہا تا سہ (۳) صد سال برپائے ماندند۔ دریں اثنا ہر قدر کہ از کتبِ مقدّسہ بدست می آمد بحکمِ شہنشاہِ فرنگستان قریب سنہ ۳۰۲ عیسوی سوزانیدہ می شدند چنانچہ لارڈنر در جلد ہفتم تفسیرِ خود بر صفحہ صـ۵۲۳ می نویسد کہ در ماہ مارچ سنہ ۱۹ جلوس دیوکلشین فرمان جاری شدہ کہ کلیسہا منہدم و کتب سوزانیدہ شوند۔

ازاں جملہ تا پانزدہ صد سال از عہدِ حواریین در معابدِ عیسائیہ ترجمہ یونانی مستعمل بود و جمہور سلف اوشاں متوجہ بجانبِ عبری نمی بودند غالباً فرقہ یہود کہ در شرارت ضرب المثل اند فرصتِ تحریف یافتہ یک مجلس منعقد نمودند و ہمہ نسخہا را کہ مخالف نسخۂ اوشاں بود الزام غلطی و اختلاف نمودہ بسوختند۔ لہٰذا علمائے مسیحین را کہ در سنہ ۱۸۰۰ء بنا بر تصحیح کتبِ مقدّس مستعد شوند۔ ہیچ نسخہ کامل عبری ایں چنیں دستیاب نہ شدہ کہ پیش از صدی دہم باشد چنانچہ ہارن صاحب در تفسیرِ خود جلد دوم می نویسد۔

ازاں جملہ در سنہ ۵۳۳ھ بر اکثر فرقہا حکمرانی پوپان شروع شدہ و در سنہ ۵۸۳ تسلطِ اوشاں بخوبی گشتہ ڈاکٹر مل چونکہ نسخہائے عہدِ جدید باہم مقابل نمود در بیست (۲۰۰۰۰) ہزار مقام نشانِ اختلاف داد و یک عالم عیسائی مقابلہ سہ صد و پنجاہ و پنج (۳۵۵) نمود یک لکھ و پنجاہ ہزار اختلاف را نشان داد۔

ازیں جا عاقل می فہمد کہ اگر ہمہ نسخہا مقابلہ نمودہ شوند چہ قدر اختلافات ثابت باشند جناب مولوی ابوالحسن حسن صاحب مرحوم کاکوروی در کتاب[1] خود می نویسد کہ من از یکے معتمد انگریزی داں شنیدہ ام کہ حضرت عیسیٰ در بارہ گفتگو مصلوب شدن فرمود کہ بر بناء یقیں بداں کہ اگرچہ گناہ حقیر تر باشد حق سبحانہٗ و تعالیٰ سزائے او می دہد۔ والدۂ من و حواریانِ من بغرضِ دنیا با من محبّت نمودند اللہ تعالیٰ از ناخوشی و شیوۂ عدالت خود خواست کہ سزائے عقیدۂ اوشاں در دُنیا باوشاں دہد تاکہ از عذابِ دوزخ نجات یابند۔ و من اگرچہ در دُنیا بے قصور بُودم مگر چونکہ بعضے مردماں مرا خدا و پسرِ خدا گفتند حق سُبحانہٗ و تعالیٰ را ایں سخن ناخوش آمد و خواست کہ بروزِ حشر شیاطین بر من خندہ نہ کنند لہٰذا از عنایتِ خود ہمیں را بہتر دانست کہ دریں عالم از موتِ یہُود تضحیک من بوقوع آید و ہر شخصے بہ نسبتِ من گمان کند کہ عیسٰی ابن مریم بردار کشیدہ شد مگر ایں ہمہ تضحیک

---

[1] مُراد ازیں کتاب تفریح الاذکیاء فی احوال الانبیاء ہست کہ در دو جلد است و از نفیس اکیڈمی اُردو بازار کراچی آفسٹ طبع شدہ است قبل ازیں در ہند شائع شدہ بود مگر ہنوز نایاب بود۔ مؤلف مولانا ابوالحسن حسن کاکوروی مرحوم متوفی ۱۳۰۱ھ دریں کتاب در احوالِ حضرت عیسٰی علیہ السلام بعنوان حالِ تحریفِ کتب قدیمہ و حالِ کتبِ جدیدہ بتفصیل از تحریفِ اہلِ کتاب و قابلِ اعتماد نبودن موجود کتبِ ایشاں بحوالہ رسالہ استفسار مؤلفہ مولوی آلِ حسن موہانی متوفی ۱۸۷۰ء و بعض معلوماتِ ذاتیہ خود تحریر فرمودہ کہ در ردِّ میزان الحق مؤلفہ پادری فانڈر بود و کتاب اظہار الحق مؤلفہ مولانا رحمت اللہ مہاجر مکی متوفی ۱۹۰۱ء کہ از عقیدت منداں حضرت مؤلف پیر صاحبؒ بود در ردِّ کتاب میزان الحق مؤلفہ پادری مذکور قابلِ دید است کہ در مصر بعربی طبع شدہ بود و مقصد حضرت مؤلف پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ از نقل کردن ایں مضمون زیادہ تر ردِّ مرزا قادیانی است کہ او در بارۂ وفاتِ عیسٰی علیہ السلام استدلال از کتبِ اہلِ کتاب کردہ و قرآن و حدیث و تاریخِ اسلامی را پسِ پشت انداختہ بود۔ ۱۲ فیض احمد عفی عنہ

تا وقتِ تشریف آوریِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواہد ماند چونکہ او در دُنیا خواہد آمد ہر یک ایمان دار را ازیں غلطی آگاہی خواہد نمود و از دل اوشاں ایں اشتباہ کہ مقتول و مصلوب بودن شبیہ مرا مقتول و مصلوب بودن من انگاشتہ بودند خواہد برداشت۔ انتہیٰ

و من تحقیقِ ایں سخن از مسٹر چارلس فرکس تھامسن صاحب جج مینپوری نمودم او انجیل مذکور یعنی انجیل برنباہ گرفتہ گفت درست است لکن ایں انجیل جعلی است بجوابِ او گفتم کہ ایں کتاب کہنہ است پیش از زمانِ بعثت پیغمبرِ ما صلی اللہ علیہ وسلم بصد ہا سال نوشتہ شدہ دریں جعل چہ گونہ راہ یافتہ گفت کہ بعد سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسے محمدی ایں فقرات را الحاق نمودہ گفتم کہ شما حاکمِ عدالت اید ایں چنیں سخن بلا سند گفتی خلافِ فطانت است اگر نامِ شخص محرّف و زمانہ تحریف بیان کنید البتہ موجب خاموشی من خواہد بود یا کسے نسخہ کہنہ کہ ثابت از زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باشد و ایں پیش بودن او باسنادِ متصل ثابت شود صرف کہنہ بودن کاغذ دلیل شدہ نمی تواند باز جواب ایں نداد و گفت چرا دلیل نباشد گفتم چونکہ در کار و بارِ دُنیوی حکام عدالت صرف از کہنہ بودن کاغذ و ثبت تاریخ زمانہ سابق بودن او از زمانہ سابق باور نمی کنند پس در نزاعِ دینی چگونہ دستاویز قابلِ اعتبار خواہد بود خصوصاً چونکہ دراں زمانہ مقتدیانِ دین خائن و دغا باز بودند ثبوتِ ایں امر بگواہی حضرت ارمیا و اشعیا و حضرت عیسٰی علیہ السلام و بیان بطرس و پولوس محقق است۔

ف از رُوئے تحریرِ جناب قدوۃ المحدثین و عمدۃ المحققین مولانا و اولٰنا محمد رفیع الدین دہلوی قدس سرّہ العزیز معلوم می شود کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام در سال پنج ہزار و شش صد و ہفدہ سال ہبوطی بر آسمان مرفوع گشتہ یعنی از ہبوطِ آدم علیہ السلام ایں قدر زمانہ گذشتہ بود و ذکر حضرت عیسٰی علیہ السلام در سُورۃ بقرۃ و سُورۃ نسآء و مائدہ و مومنون و

مریم وہُود آمدہ۔ انتہیٰ

بازآمدیم بسرایں آیت وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ۔ حق سُبحانہٗ وتعالیٰ بعد بیانِ تکذیب یہُود واتباع اوشاں از نصاریٰ و بیان مشکک بودن اوشاں درباره قتل وصلب مسیح می فرماید کہ اگرچہ مشکک اند دریں امر کہ مستلزم تشکیک است درحیات ورفع جسمی مسیح بشہادت استعجاب واستبعادِ عقل لکن ہریک راازاہلِ کتاب موجودہ بالضرور باور خواہند نمود بعدم قتل وصلب مسیح کہ مستلزم حیات ورفع جسمی مسیح است پیش ازموت مسیح یعنی وقتیکہ نزول خواہد نمود۔

ابوہریرہ بعد بیانِ حدیث والذی نفسی بیدہ لیوشکن الخ یعنی فرمُود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ قسم می خورم بآں خداوندے کہ جانِ من در دستِ اوست کہ بالضرور نزول خواہد نمود ابن مریم الخ آیتِ مذکورہ رادر محلِ استشہاد می خواند ومحتمل است کہ استشہاد بآیت ازتتمہ حدیث باشد بریں تقدیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیتِ مذکورہ را شاہد برنزول مسیح ابن مریم می آرند بر عاقلے بعید از اعتساف مخفی نیست کہ نزول مسیح بعد مرورِ چندیں مدت چونکہ مألوف ومانوس طبائع جزئیہ نبود لاجرم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایں واقعہ رابہ قسم وبتاکید نون ثقیلہ واستشہاد بآیتِ مذکورہ بیان فرمُودہ۔

وبرتقدیر بودن مُرادِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شخصے کہ مماثل مسیح ابن مریم در بعض صفات چہ احتیاج بود بقسم خوردن وتاکید واستشہاد۔ ابن کثیر بعد نقل اقوال دریں آیت بصیغۂ حصر گفتہ کہ ہمیں است صحیح لاغیر ومناسب بسیاق آیت اگرگوئی بریں تقدیر کذب آیت لازم می آید العیاذ باللہ زیراکہ معنی او بمقتضائے استغراق آں است

ل تاایں مقام بعض ضروری حوالہ جات ازکتاب تفریح الاذکیا نقل نمودہ شدند۔ ۱۲

کہ ہریک از اہلِ کتاب ایمان بعیسٰی خواہند آورد وایں چگونہ متصور می شود چہ قبل از نزولِ مسیح لکھو کھا اہلِ کتاب مُردہ باشند و ہمیں اعتراض مرزا صاحب بر معنی مذکور ایراد فرمود؟

گوئیم چونکہ استثناء از منفی ایجاب می باشد وصدق ایجاب بغیر وجود مثبت لہ متصور نے۔ بنائً علیہ حکم ایجابی قرینہ است بریں کہ مُراد اہلِ کتاب ہمانند کہ موجود خواہند بود درآں وقت نمی بینی کہ وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا عِنۡدَنَا خَزَآئِنُہٗ[1] دریں جا حکم ایجابی دال است بر تخصیص شیَ بہ موجود چنانچہ وَمَا نُنَزِّلُہٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعۡلُوۡمٍ شاہد است براں و معنیٔ ثانی کہ مبنی است بر ارجاعِ ضمیر بجانبِ اہلِ کتاب مناسب سیاق آیت نیست بلکہ بیان واقع است کہ ہر یکے از اہلِ کتاب وقت موت خود ایمان خواہد آورد بہ عیسٰی وقت معائنہ صورتِ عیسٰی وتجلی او براں و واقعیت مضمونے مستلزم آں نیست کہ مدلول و مراد کلام قرار دادہ شود بغیر شہادت مقام کما ذکرہ ابنِ کثیر فی ہذا المحل و عجب است از جناب مرزا صاحب کہ در ازالہ اوہام زیر ایں آیت مسلکے گرفتہ ہمہ اش مبنی است بر مزعوم او در وَمَا قَتَلُوۡہُ وَمَا صَلَبُوۡہُ بتمامہ تحریف است اصلا بوئے از وبمشامِ ادراک حضارِ مجلسِ نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام و محاورہ داں وسائر اہلِ اسلام الیٰ یومنا ہذا نہ رسیدہ۔

دربیان معنی آیت می فرمایند نیست کسے از اہلِ کتاب کہ او را ایمان بتحقیق بالا بہ نسبتِ خیالاتِ اوشاں دربارہ مقتول و مصلوب شدن مسیح نشدہ باشد یعنی ہر کسے تصدیق بمضمونِ مذکور داشتہ است کہ ما دراں واقعہ مشکک ایم (قبل موتہ) قبل آنکہ ایمان بموتِ مسیح داشتہ باشد یعنی تصدیق بموتِ مسیح نمی دارند و ما اوشاں را خبر می دہیم کہ مسیح مُردہ است۔

---

[1] سورۃ الحجر، پارہ ١٤ - ١٢

می گویم از آیت وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ چنانچہ بیان نمودہ شد کالشمس فِیْ نِصْفِ النَّهَار روشن شدہ کہ مسیح را رفع جسمی حاصل گشت و الی الآن زندہ است بر آسمان بناءً علیہ معنی آیت هٰذہ کہ چنانچہ جناب مرزا صاحب بیان فرمودہ مناقض است بآیت مذکورہ و مخالف است از تفسیر ابن عباس و ابوہریرہ کہ دریں آیت فرمودہ اند۔

تفسیر ابن کثیر رااین جا ملاحظہ باید فرمود و نیز موقوف است بر استعمال مضارع مؤکد بنون تاکید در معنی ماضی و دونہ خرط القتاد و نیز تقدیر قبل ان یؤمنوا بموتہ قطع نظر از تناقض بآیت مذکورہ اعنی بل رفعہ اللہ الیہ مساعدت نمی کند و اوراشاہدے از کتاب و سنت و کلام عرب در امثال این چنیں مواضع سبحان اللہ آں وقت ہم بود کہ جوش صداقت و دیانت قولِ ابن عباس را در تقدیم و تاخیر یاد معنی رفع در فلما توفیتنی داخل تحریف و الحاد می شمرد و ایں جا نو خلافِ سیاق و نصوص بر عاتِ مہذبانِ لندن مسلکے گرفتہ و باور کنندگان تفسیر ابن عباسؓ ابوہریرہ راکہ سیاق معاضد است برائے او بہ لفظ حزب ناداں و نابینا و بادیہ نشینانِ عرب یاد فرمودہ بعد ازاں در ازالہ می فرمایند کہ خدا تعالیٰ ایں معنی را بر بندہ بطریقِ کشف ظاہر نمودہ است و ایں ابیات را بطریقِ شکریہ و اظہار النعمۃ نوشتہ۔

اے خدا جانم بر اسرارت فدا	امّیاں را می دہی فہم و ذکا
در جہانت ہیچو من امی کجاست	در جہالتہا مرا نشوو نما است
کہ ہمی بودم مرا کردی بشر	من عجب تر از مسیحی بے پدر

گویم آرے بحکم آنکہ عارف وقتے کہ آیتے را از کلام اللہ ہجیرہ خود می سازد بہ تدبر و تفکر منہمک در معانی و مضامین او می گردد اگر مشتمل باشد بر ذکر ذات بحت مورث طرباں فنا و اضمحلال و نیستی می باشد بر عارف۔

وبر تقدیر ذکر صفات فعلیہ ہم ملاءِ اعلیٰ را در تحریک آوردہ موجب داعیہ اسباب سفلیہ برائے انبعاث وظہورِ تجلی فعلی می باشد چنانچہ در صورتِ اشتمال بر ذکر صفاتِ ذاتیہ او لا بنفسِ خود منصبغ بانوار و تجلیات شدہ و از آثار انفسی معمور سراپا گشتہ ثانیاً ہمہ عالم از فرش تا عرش ہماں انوار بطریق سیر آفاقی مشاہدہ می نماید لہٰذا جناب مؤلف وقتِ استغراق وغوطہ خوردن در بحر معنی آیت وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ برائے اشتمال او بر صفت شک او لا بذاتِ خود رنگین برنگ شک و عدم یقین شدہ۔

ثانیاً کافۂ اہلِ اسلام را از صحابہ کرام و سائر اہلِ علم الی یومنا ہذا مشکک و ناداں و نابینا مشاہدہ فرمودند ما ناکہ اقتفاء و اتباع اہل کتاب در تفسیر آیتِ مذکورہ و ترک آثارِ صحابہ وَرَاءَهُ ظِهْرِيًّا موجب او فتادن در چاہ شک و نادانی کہ لازم حال اہل کتاب بود گردید والا بر تقدیر التزام اقوالِ صحابہ استحقاق آں بود کہ رنگ علم و یقین را از انعکاس صفاتِ ذاتیہ وجوبیہ اولاً در خود حاصل نمود و سائر اہلِ علم را از سلف تا خلف شکر اللہ سعیہم منصبغ برنگِ علم و یقین حق بشہادت لن تجتمع امتی علی الضلالۃ مشاہدہ می نمودند۔

اللّٰھم اغفر امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وتجاوز عن امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ قولہ در جہانت ہیچوں من امی کجاست۔ کلمۃ حق ارید بھا باطل لاریب۔ ایں چنیں امی کہ خود ہم در فہم کتاب اللہ و کتاب الرسول فکر صائب ندارد و اقوالِ دیگراں راہم قبول نہ نماید در جہاں غیر از جنابِ مؤلف کجا است۔

معاف خواہند فرمود ایں ہمہ کہ می گوئیم در مقابلہ بے حیا و ناداں شمردن کافۂ اہلِ اسلام چنداں وزنے ندارد و آنچہ گواہی اصح الکتب فرمودہ اند افتراء و بہتان است

برنجاری چنانچہ در مباحث آیت خواہد آمد۔

مقصد دوم در بیان جواب ہائے اعتراضات جناب مرزا صاحب باستشہاد آیات بر حیات عیسی ابن مریم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام

قولہ و استدلال صدیق الامت رضی اللہ عنہ از آیت قد خلت من قبلہ الرسل در پیش وجود جم غفیرے از صحابہ برین کہ کل انبیاء علیہم السلام از قبل پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم شربت ممات چشیدند۔ انتہی

اقول دعوی صدیق الامت رضی اللہ عنہ تحقق وفات آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم و نبودن ایں واقعہ جانکاہ خلاف سنت الٰہیہ۔ ایں دعوی از حضرت صدیق رضی اللہ عنہ برائے دفع تعجب سائر صحابہؓ بود خطبہ صدیقیہؓ من کان یعبد محمدا صلی اللہ علیہ وسلم فان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت شاہد ایں معنی است پس تصویر دعوی صورت استدلال ایں کہ وفات یافتن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موجب تعجب و مخالف سنت الٰہیہ نیست زیرا کہ او صلی اللہ علیہ وسلم نبی است از انبیاء (صغری) و ہر نبی از انبیاء پیشینیاں گذشتہ است و کار تبلیغ و رسالت او فرو گذاشتہ (کبری) ازیں جا دانستی کہ کل انبیاء از قبل پیغامبر ما صلی اللہ علیہ وسلم الخ کبرائے دلیل است نہ دعوی پس قول مؤلف استدلال صدیق الامۃؓ بریں کہ کل انبیاء علیہم السلام الخ از قبیل التباس است بین دعوی و کبری دلیل۔

حضرت مؤلف خلت بمعنی توفت فہمیدہ اند چنانچہ از قول (و شربت ممات

۱؎ سورۃ آل عمران، پ ۴ ۔ ۱۲

چشیدند) ظاہر است۔ گویم بریں تقدیر آیت سُنَّتَ اللّٰهِ[1] الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ مناقض خواہد بود باآیت وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا چہ مفادِ آیتِ اولیٰ آنکہ سُنّتِ الٰہیہ آنست کہ وفات یافتہ است و معدوم گشتہ و معنی آیتِ ثانیہ ہرگز نخواہی یافت برائے سُنّتِ الٰہیہ تبدیل و تغییر بلکہ باقی و مستمر خواہد ماند۔

باید دانست کہ خَلَتْ مشتق از خلوّ بمعنی تنہا شدن چنانچہ در وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ یا بمعنی گذشتن و آں حقیقۃً صفت است برائے زمان می گویند خَلَا الزمانُ و قرونٌ خالیۃٌ و مجاز ابرائے زمانیات یعنی امورے کہ در زمانہ موجود اند چنانچہ رُسُل در آیتِ مذکورہ گذشت زمانہ رسولاں حقیقت است و گذشتند رسولاں مجاز۔ و گذشتن رسولاں از طبقۂ زمین مِنْ حیث الرسالۃ بدو وجہ صادق می آید۔

یکے آں کہ رسول وفات یابد پس موصوف یعنی ذاتِ رسول و صف یعنی رسالت ہر دو گذشتند۔ و دوم آنکہ رسول از وصفِ رسالت و تبلیغ در طبقۂ زمین گذشتہ باشد یعنی وقت کارخانہ تبلیغ و رسالت او گذشتہ[2] گو کہ خود بقیدِ حیات باشد در عالمِ علوی بشہادت نصِ قرآنی چنانکہ در مقصد اول دانستی۔

الغرض حیاتِ مسیح در آسمان بغذاء ذکر و تسبیح مثل سائر ملائکہ بغیر از وصفِ تبلیغ و رسالت منافات ندارد باآیت قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔

---

[1] سورۃ الفتح، پ ۲۶۔ ۱۲ [2] بنا بر آنکہ در محکوم علیہ بودن مشتق کہ رُسل است دریں جا مبدء یعنی وصفِ رسالت را دخل می باشد ضرورۃ و الا لازم آید الغاء تعبیر بمشتق۔ ۱۲ منہ علیہ الرحمۃ [3] چنانچہ می گویند فلاں حاکم تحصیلدار در راولپنڈی مثلاً گذشت یعنی در کسے زمانہ باوصفِ حکومت در شہرِ مذکور ماندہ گذشت گو کہ بعد ازاں در جائے دیگر بغیر حکومت موجود باشد۔ ۱۲ منہ علیہ الرحمۃ

وشمول عمومی مفہوم مذکور کفایت می کند در استدلال صدیق الامۃؓ برین مدعی که وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مخالف سُنّتِ الٰہیہ نبوده که آں ہم نوعیست از انواع خلو رسول من حیث الرسالۃ اگر گوئی قولہ تعالیٰ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ الخ قرینہ است برارادہ موت از خلتْ۔

گویم قولہ تعالیٰ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِل بیان بعض انواع خُلو است بعد تمہید و ذکر خَلَتْ یعنی گذشتن رسولاں من حیث الرسالۃ چونکہ خلافِ سُنّتِ الٰہیہ و دلیل بطلانِ شرع تا وقت ظہور ناسخ نیست پس درصورت وقوع بعض انواع خَلَتْ کہ مات او قتل باشد چہ الطریق استعجاب اور اموجب بطلانِ شرع و باعثِ اِنقلاب خود ازاں می دانید پس چنانچہ قولہ تعالیٰ اَوْ قُتِل قرینہ نیست برارادہ معنی قتل از خَلَتْ ہم چنیں مات دلالت نمی کند برارادہ معنی موت از خلت والا یلزم الترجیح بلامرجح۔

ونیز برتقدیر ارادہ معنی موت از قَدْ خَلَتْ لازم می آید کذب آیت قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ چنانچہ لازم می آید برتقدیر ارادہ معنی قتل۔

تشریح لزوم کذب آنکہ مراد از مات موت حتف الانف است بدلیل اَوْ قُتِل پس برتقدیر گردانیدن اَفَاِنْ مَّاتَ قرینہ برارادہ موت از قَدْ خَلَتْ معنی آیت ہر آئینہ مردند بموت حتفی خود بغیر از قُتِل و دیگر اسباب ہمہ رسولاں حال آنکہ بعض از وشاں القبل ہم وفات یافتہ اند۔ ہمیں طور اگر قُتِل را قرینہ ارادہ قتل از خَلَتْ گردانیم معنی آیت ہر آئینہ مقتول شدند ہمہ رسولاں حال آنکہ بعض بموت حتفی مُردہ اند۔

و وجہ تخصیص ماعدا موت بہ قتل آنکہ نزول آیت مذکورہ در غزوۂ احد بوده وقتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجروح گشتہ در غارے افتادند شیطان لعین

نذاکر دکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات یافت بمجرد استماع ایں خبر لشکرِ اسلام بغیر از خواص
رُوئے بفرار آورد حق سُبحانہ و تعالیٰ اظہارِ غلط فہمی اوشاں می فرماید آیا شما فہمیدہ اید
کہ تعمیلِ احکامِ شرعیہ تا وقتے است کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس خود میانِ
ایشاں موجود باشد ایں طور نیست نمی دانید کہ چہ قدر انبیاء و رُسل گذشتہ اند
آیا ہمہ درمیانِ اُمّتِ خود نشستہ ماندند یا تابعینِ اوشاں بدیں خیال دینِ
اوشاں را ترک نمودہ۔

ازیں جا دانستی کہ در استدلال بر غلط فہمی مغروراں ہماں شمول عمومی مفہوم
قَدْ خَلَتْ استدلال را بانصرام می رسانند چنانچہ در استدلالِ صدیقی مثل روزِ روشن شد
کہ محض تیزیٔ طبع و نازک خیالی آیت قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ را معارض
نص بل رفعہ اللہ نمود و الا فی الواقع کیفیّت آنست کہ دانستی بازبطریقِ
تنزل و فرض محال۔

می گویم کہ بر تقدیر ارادہ معنی تَوَفَّتْ از قَدْ خَلَتْ وفاتِ مسیح چگونہ ثابت
می شود چرا نص بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ مخصص او نہ باشد۔

قضایا عرفیہ را در رنگ محصورات معقولیہ دانستہ اند قرآن کریم را خیال
فرمایند خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَآئِبِ[1]
دہمیں طور خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ کہ بظاہر حاکی انداز حال مطلق انسان
و آیت خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ مخصص آنہا افادہ علی ہذا البسیارے از مواضع
کتاب و سُنّت شاہدِ ایں معنی است۔

قولہ و آیت وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ

---

[1] سُورۃ الطارق، پ ۳۰ - ۱۲ [2] سُورۃ النحل، پ ۱۴ - ۱۲

شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ دلیلِ بیّن است بریں کہ عیسٰی از زمرۂ مردگاں می باشد۔

اقول ایں آیتے است از سورۂ نحل کہ نزولش در مکّہ بودہ۔ پس بنابرآں دعوت کنندگان مشرکانِ مکّہ اند و مُراد از مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ معبُودانِ اوشاں یعنی بتان خواہند بود نہ مسیح ابنِ مریم کہ معبُود اہلِ کتاب است۔ ابنِ عباسؓ می گوید ویخلقُون ای یُنْحَتُوْنَ مخلوقۃ منحوتۃ اموات اصنامٌ امواتٌ انتہیٰ۔

وقولہ تعالیٰ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ بر سبیل تہکمٌ است برائے عبدۃ الاصنام گویا می فرماید کہ معرفت وقت بعث از لوازم الوہیّت است و ایں بُتاں نمی دانند کہ پرستندگانِ ما کدام وقت مبعوث خواہند شد اگر گوئی بنا بر قاعدۂ مسلّمہ کہ العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص المورد مُراد از مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مطلق معبودان خواہند بود۔

گوئم بریں تقدیر لابد است از تعمیم در غیر احیاء ای مسلوب الحیاۃ فی الحال باشند مثل اصنام و بعض معبُودات غیر آنہا و فی المآل مثل ملائکہ و عیسیٰ ابنِ مریم و ہمیں طور مُراد از اموات مردگانند در اوقاتِ معیّنہ نہ دائماً چہ ظاہر است کہ غیر اصنام در اوقات مستعارہ حیاتِ خود زندہ اند۔

تفسیر ابنِ کثیر و ابو السعود و عباسی و بیضاوی و فتح البیان و کبیر و کشاف و جلالین وغیرہ را ازیں جا ملاحظہ باید فرمود و تعمیمات ہمہ مفسرین دریں چنیں مواضع ہمہ مبنی اند بر ایماں بہماں نص بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ چنانچہ شناختی۔

بالجملہ تعمیم مذکور برائے ادخال ملائکہ ضروری التسلیم است نہ فقط برائے مسیح۔

قولہ[1]۔ اگر مثلاً نصرانی گوید کہ ایں بیان قرآن (یعنی وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ) بموجب

---

[1] ایام الصلح صا۱۲۱ ۔ ۱۲

معتقداتِ خود شما مسلمانان خلافِ واقعہ است الی حبۃً للہ بگوئید ایں اعتراض را چہ جواب خواہید گفت۔

اقول۔ حق سبحانہ و تعالیٰ جناب را جزائے خیر ایں خیر خواہی و نکوئی در حق مسلمانان دہاد۔ عرض این است کہ نصرانی بے چارہ چونکہ خود از مزا دلتہ قرآن کریم محروم است ایں چنیں معانی کشفیہ را کجا منشا اعتراض قرار دادہ می تواند۔ ایں کمال مخصوص جناب است "اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ" محمل بسوئے مطلقہ عامہ فہمند نہ دائمہ مطلقہ و اِلا بحکم ایں آیت رُوح القدس داخلِ "اموات" شدہ چگونہ سلسلہ الہامات جناب را جاری کردہ می تواند۔ علیٰ ہذا القیاس اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ یعنی در اوقاتِ معینۂ خود در رنگِ مطلقہ عامہ و اِلا باید کہ در وقتِ نزولِ "اِنَّكَ مَيِّتٌ" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات یافتہ باشند۔

اگر گوئی میّت مشتق از موت است و حمل مشتق قیام مبدء را می خواہد گویم فرق است مابین صدق قضیہ و تحقق مضمون او۔

قیام مبدء وقت تحقق مضمون او ضروری است نہ وقت صدق او۔ جناب را مکلف ام کہ اگر مثلاً نصرانی گوید کہ ایمان بِمَا اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ بر شما فرض و من جملہ مَآ اُنْزِلَ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَبَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ است۔ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ۔ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ۔ و من جملہ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ احادیثِ صحیحہ واردہ در نزولِ مسیح

۱؎ سورۃ النحل، آیت ۲۱ ۔ ۱۲   ۲؎ سورۃ الزمر، پ ۲۳ ۔ ۱۲

۳؎ سورۃ النسآء، آیت ۱۵۸-۱۵۹   ۴؎ سورۃ الحشر، آیت ۷ ۔ ۱۲

بن مریم کہ فرع حیات برآسمان است ہستند پس شما چرا عیسٰی را داخل مُردگان نمودہ در خطۂ دلپذیر کشمیر مدفون ساختہ اید حسبۃً للہ بگوئید چہ جواب خواہید داد۔ ہمیں کہ مُراد از عیسٰی واجب النزوّل من ہستم بازاو گفتہ نمی تو انند کہ در نصوص مذکورہ ذکرِ خیر جناب بود ویاد در شبِ معراج در بارہ بیان نزول وگذاختن دجال وقتل یاجوج وماجوج قبل از قیامت جناب بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرمودہ بودند وباز ربیب بن تملا وصی خود را جناب در کوہ عراق امر بمشغولی عبادت الی وقت النزوّل نمودہ بودند۔ بعد ایں اعتراض بہ فرمائید کہ چہ طور دفاع خواہید کرد۔ آخر بہ ہمیں کہ ایں احادیث موضوعہ اند۔ بازاو تحریرات جناب واتباعِ جناب را پیش کردہ نمی تو انند کہ در قولِ فصیح وغیرہ وغیرہ برائے اثبات بودن الہام اقوی از ہمہ دلائل قول محی الدین بن عربی وجلال الدین سیُوطی را سند گرفتہ اید کہ ایں بزرگواران کیفیت احادیث را از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دریسیدہ می توانستند۔ آخر نہ ہماں محی الدین ابن عربی است کہ حدیث زریب بن تملا را طریق کشف تصحیح فرمودہ۔

وامام ہمام جلال الدین نہ ہماں عامل بالکشف است کہ حدیث تکلم مسیح در بارۂ اشراط ساعت را در تفسیر خود در منثور آوردہ وبخاری نہ ہماں بخاری است کہ کتابِ او را بعد کتاب اللہ اصح الکتب دانستہ جناب تمسک باثر ابن عباس گرفتہ اند ایں بخاری در تاریخ خود عیسٰی ابن مریم را بعد نزول نزد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دفن خواہد نمود حسبۃً للہ بگوئید ایں اعتراض را چہ جواب خواہید گفت۔

قولہ ہم چنیں اگر نصرانی دعوٰی کند کہ عیسٰی نسبت بدیگراں ایں مزیت دادارد کہ خود شما اعتقاد دارید بایں کہ دو ہزار سال است کہ او زندہ برآسمان موجود است وہیچ گونہ انحلال وانتشاش در قوائے او راہ نہ یافتہ ہم چناں بر تختِ تمکین وعزت متمکن می باشد ودر آخر زماں باجنودِ ملائکہ کہ جنودِ مخصوص خداوند عالم اند نزولِ اجلال از آسمان

خواہد فرمود از آں جا کہ قرآن گوید کہ خداوند عالم با فرشتگان خواہد آمد۔ مع ہذا مسیح را ثمًّ باصفاتِ الوہیت متصف شد و اختصاص خود مقتضی آں می باشد کہ مسیح را از دیگر بنی آدم ممتاز و بالا اعتقاد داریم۔ خدا را ازما نے سر در گریبان تامّل فرو برید بگوئید ایں دعاوی و اعتراضاتِ نصاریٰ چہ طور تو انید رد کرد۔ الخ

اقول۔ اگر راہ نیافتن اختلال و اغتشاش تا عرصۂ دراز موجبِ فضیلت است باید کہ اصحابِ کہف و اکثر انبیاء۔ افضل باشند از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ہمیں طور کسانے کہ از شصت و سہ سالہ عمر دراز یافتہ اند۔

و اگر قیام بر آسمان و لحوق بملائکہ بسبب مزیت بر دیگراں باشد باید کہ ملائکہ افضل باشند از سید رسل صلی اللہ علیہ وسلم و اگر نزول با جنودِ ملائکہ موجبِ الوہیت و شرک است بنا بر اختصاص آں با حق سبحانہ و تعالیٰ باید کہ جبرائیل بسبب نزولِ ملائکہ ہمراہِ او در وقتِ انزال سورۃ یا آیت یا وقتِ نصرت مومنین شریک باشد با حق سبحانہ و تعالیٰ و اعتقاد بداں مقتضی الی الشرک بود۔

و نزول را محمول نمودن بر انعکاس فیضانِ روح القدس بسبب استعداد و مناسبتے کہ در نفوسِ قدسیہ کامن و مختفی است ابا می آرد از و و منع می کند از قبول او آمدن جبرائیل در صورتِ دحیہ کلبی و نشستن در حضورِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آمدن ملائکہ نزدِ لوط علیہ السلام و ابراہیم علیہ السلام و در جنگِ بدر و غیرہ و غیرہ۔

الغرض عقیدہ داشتن بایں کہ عبارت از ارواح کواکب اند و آمد و رفتِ اوشاں بر زمین از محالات است۔ چنانچہ جنابِ مؤلف و اتباعِ او تصریح بایں عقیدہ در ازالہ و غیرہ نمودہ آیات و احادیث تکذیب می کند او را۔ فَاَرْسَلْنَآ اِلَیْهَا رُوْحَنَا[1]

---

[1] سورۃ مریم، آیت ۱۷ - ۱۲

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا۔ هَلْ[1] أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ
[2] إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ
مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُنْزَلِينَ بَلَىٰ إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ مِّنْ
فَوْرِهِمْ هَٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ
[3] وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالَ هَٰذَا
يَوْمٌ عَصِيبٌ وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ
السَّيِّئَاتِ قَالَ يَا قَوْمِ هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا
تُخْزُونِ فِي ضَيْفِي أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ قَالُوا لَقَدْ عَلِمْتَ
مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيدُ قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً
أَوْ آوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ قَالُوا يَا لُوطُ إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَصِلُوا
إِلَيْكَ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا
امْرَأَتَكَ إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا أَصَابَهُمْ إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ أَلَيْسَ
الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا
عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيلٍ مَّنْضُودٍ۔ خدا را انصاف این تمثل بصورتِ بشریہ نزدِ
مریم و این سہ ہزار و پنج ہزار بر اسپانِ فربہ سوار شدہ و این مہمانانِ ابراہیم علیہ السلام
کہ برائے اوشاں طعام تیار کردہ بود و او را نخوردند و بشارتِ فرزند من جانب اللہ
دادند و این مہمانانِ لوط علیہ السلام کہ قومِ لوط باوجود آں فسق و فجور اوشاں را دیدند
وقتے کہ خانۂ لوط را قوم احاطہ نمودہ بودند۔ و این فرشتگان حضرت لوط علیہ السلام را

---

[1] سورۃ ق، آیت ۲۴ - ۱۲ [2] سورۃ آلِ عمران، ۱۲۴- ۱۲۵ - ۱۲
[3] سورۃ ہود، آیت ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰ - ۱۲

اطمینان دادہ وقتِ صبح آئندہ تمام قریہ را تباہ و ویران نمودند۔

آیا ایں ہمہ ارواح کواکب بر زمین آمدہ بودند پس دراں وقت اجرام کواکب چگونہ بر زمین نیامدند و بر آسمان قائم ماندند۔

چہ حیات و قیام اجسام و اجرام بغیر ارواح ممتنع۔ و آں خوش صورت کہ بردّے اثرِ سفر معلوم نمی شد و ہمہ حضار مجلسِ نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام ازو ناشناس۔

و در بخاری و مسلم و ترمذی و ابوداؤد و نسائی و ابنِ ماجہ در حق او آمدہ فانّہٗ جبرائیل علیہ السلام اتاکم یعلمکم دینکم و بخاری در صحیح خود عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم بدر ھذا جبرائیل اخذ برأس فرسہ علیہ ادات الحرب یعنی فرمودہ در روز بدر ایں جبرائیل است مسلح اسپ را گرفتہ ایستادہ۔

و آں معلم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را امام شدہ تعلیم کیفیتِ صلوٰۃ نمودہ و در رمضان با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دورِ قرآن می کرد۔

و آں سوار اسپ کہ لشکرِ فرعون او را دید و سامری خاکِ نعلِ اسپ اُو برداشتہ بود یا آں شخص کہ درصورتِ دحیہ صحابی می آمد و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رض یا صدیق اکبر رض را فرمود کہ ایں جبرائیل است و شما را سلام می رساند یا آں فرستادہ کہ در وقتِ ایذا دادن اہل طائف می گفت کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم خداوند تو می فرماید کہ اگر می خواہی من ایں کوہ را بر سر ایشاں افگنم آیا ایں رُوحِ کواکب بود؟

اللھم اصلح امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم واغفر امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

وخالقِ طیور و محیِ اموات حق است سبحانہٗ و عیسٰی علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسّلام محلِ ظہورِ خوارق۔

بیضاوی می گوید فیصیر حیا طیارا باذن اللہ سبحانہ تعالیٰ نبّہ بہٖ علی ان احیاءہ من اللہ تعالیٰ لامنہ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتیٰ بِاِذْنِ اللّٰہِ کرر بِاِذْنِ اللّٰہ دفعالوھم الالوھیۃ فان الاحیاء لیس من جنس الافعال البشریۃ۔ انتہیٰ

وایں احیاء من اللہ یا اظہارًا للکرامۃ والصداقۃ می باشد چنانچہ از عیسٰی بن مریم و ابراہیم علیہ السّلام و بعض اولیاء اُمّتِ مرحومہ یا ابتلاءً چنانچہ در دجال۔ الغرض محی حق است سبحانہٗ و نسبتِ احیاء بسوئے مخلوق مجاز لیست لعلاقۃ ملابست۔

وتصدیق بمعجزاتِ عیسویہ و ابراہیمیہ یا بحیاتِ مسیحی الی الان ثمرۂ ایمان بکتاب اللہ و احادیثِ نبویہ است نہ آں کہ بخیالِ تفضیل اوشاں باشد بر تفضیل رُسل ورنہ فی الواقع موجبِ تفضیل اند کہ ظہورِ ایں خوارق از دستِ اولیاءِ اُمّتِ مرحومہ نیز ثابت شدہ۔

ارّے معتزلہ چونکہ عباد را خالقِ افعال می گویند بنا بر علیہ اقرار بمعجزات احیاء مفضی الی الشرک می باشد نہ بر مذہبِ اہلِ حق کہ خالق حق است سبحانہٗ۔

قولہ [1] فِیْھَا تَحْیَوْنَ وَفِیْھَا تَمُوْتُوْنَ۔ اول دلیل است بریں کہ غیر از کرۂ ارض بجہت انسان مستقر و مستودع یا بعبارت اخری مہد و لحد نبودہ است

اقول۔ قولہ تعالیٰ اِھْبِطُوْا بَعْضُکُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَّلَکُمْ فِی الْاَرْضِ

---

[1] ایام الصلح صہ۴۰۔ ۱۲ [2] سورۃ الاعراف، آیت ۲۵۔ ۱۲

مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ قَالَ فِیْهَا تَحْیَوْنَ وَفِیْهَا تَمُوْتُوْنَ مفاد وَ
لَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اختصاص مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ فِی الْاَرْضِ
است بامخاطبین یعنی بودن کرۂ ارض قرارگاہ ومحل بسر کردن حیات مختص بامخاطبین
است ازو شاں متجاوز شدہ اصالۃً[1] درسکان ملاء اعلیٰ یافتہ نمی شود نہ اختصاص
مخاطبین باحیات فی الارض تاکہ ازو متجاوز شدہ بحیات فی السماء موصوف
نہ باشند وقطع نظر ازیں۔

اختصاص بآں معنی است کہ مستقر وحیز طبعی ودارالاقامۃ برائے شما کرۂ
ارض است وایں منافی نیست بابودن آسمان محل بطریق عارضی چنانچہ ملائکہ را
مقر طبعی وموطن اصلی افلاک اند معہذا بر زمین نیز آمد ورفت می دارند حاصل آنکہ
ایں اختصاص اثر جعل تکوینی است۔

وانفکاک بین المجعول والمجعول الیہ درصورت بودن او عارض غیر لازم
جائز است ومتحقق چنانچہ در وَجَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًا وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا
وانفکاک لباس از لیل ومعاش از نہار درصورت گذاردن زید شب را درکسب معاش
وروز را درخواب متحقق است پس در ما نحن فیہ یعنی جعل آدم وذریتہ احیاء
فی الارض وجعل الارض مستقراً لہا انفکاک حیاۃ فی الارض از آدم
یا ذریت او متصور۔

اگر گوئی کدام دلیل است بر بودن مجعول الیہ یعنی حیوۃ فی الارض عارض غیر لازم گوئیم
بعد اشتراک آدم وابلیس در ہبوط کہ درحق ہر دو فَاهْبِطُوْا مِنْهَا وارد است
ابلیس را صعود در آسمان حاصل شد بدلیل فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّیْطٰنُ فَاَخْرَجَهُمَا

---

[1] قولہ اصالۃً مراعات ایں قید برائے اخراج قیام عارضی است فتدبر ۱۲ منہ علیہ الرحمۃ

مِمَّا کَانَا فِیْہِ الخ پس امتناع صعود آدم و ذریتش را کلام مقتضی بالخصوص فردے کہ مادہ فطرت او نفخ رُوح القدس و کَلِمَتُہٗ اَلْقٰھَا اِلٰی مَرْیَمَ شاہد حال او باشد۔

قولہ ۔ خلاصہ ختم نبوّت کہ شعار نبی کریم ما است ہم مقتضی آں می باشد کہ حضرت عیسٰی البتہ مُردہ باشد چہ اگر بعد از خاتم الانبیاء صلوات اللہ علیہ و سلامہ بعثتِ نبی دیگر ممکن باشد آں جناب خاتم الانبیاء چگونہ تواند بود و نمی شود ہم سلسلۂ وحی نبوّت انقطاع یابد و اگر بفرض محال تسلیم کنیم کہ حضرت عیسٰی در رنگِ احاد امت بروز کنند اما شانِ نبوت از وے چرا و چگونہ مسلوب و متنزع خواہد شد می شود و اوا تباع شریعۃ اسلام را شعار خود سازد و نے تواں گفت کہ او دراں وقت در علم الٰہی نبی نباشد و اگر در علم الٰہی نبی باشد باز ہماں محذور و اعتراض لازم آمد کہ بعد از خاتم الانبیاء نبی دیگر مبعوث گردید۔

اقول ۔ آمدن عیسٰی باتباع شریعۃ اسلام کما ھو مصرح فی الاحادیث منافی ختم نبوّت نبی ما صلی اللہ علیہ وسلم نیست بلکہ آمدن او در رنگِ احاد اُمّت از ضروریات است بدلیل قولہ تعالٰی وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَةٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ[1] و بدلیل قولہ علیہ السّلام لوکان موسٰی بن عمران حیا ما وسعہ الا اتباعی۔ و مسئلہ علم الٰہی باید فہمید تا کہ در غلط نیفتند علم تابع معلوم است

---

[1] سُورۃ آلِ عمران آیت ۸۱ ۔ مفہومش آنکہ ہمہ انبیاء و رسل از آدم تا عیسٰے عہد کردہ اند کہ مانیز مثل سائر اُمّت او کلمہ او خواہیم خواند۔ چُنانچہ حدیثِ امامت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در شبِ معراج و حدیث لوکان موسٰی حیًا الخ تفسیر است برائے آیت مذکورہ۔ پس عیسٰیؑ حسب میثاق ازلی اگر بعد نزول از احاد امت شمرہ شود چہ تعجب۔ ۱۲ منہ علیہ الرحمۃ

من حیث المطابقۃ اگرچہ معلوم تابع شد من حیث الظہور والوجود پس علمِ الٰہی قبل وجود الاشیاء مطابق معلومات کماہی فی الواقع خواہد بود والا لازم آید جہل تعالی اللہ عن ذٰلک علواً کبیراً۔ درما نحن فیہ نبوت و رسالت عیسویہ چونکہ محدود و منتہی است تا زمان بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در علمِ الٰہی نیز بطریق محدودیت واقع خواہد بود نہ آنکہ عیسٰی فی الواقع تا زمان محدود و مشرع احکام باشد وحق سبحانہ وتعالیٰ او را در علمِ ازلی مشرع موبد داند کہ ایں جہل است۔

قولہ[1] خلاصۃ نزول از آسماں چنانچہ ضربہ شدیدہ خورد از آیت **قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا**[2] ہم چناں لطمہ دندان شکن یابد از آیاتے کہ اکنوں ذکر کردیم۔

اقول۔ قولہ تعالیٰ **وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا**[3]۔

ترجمہ۔ وگفتند ہرگز باور نداریم ترا تا آنکہ جاری کنی برائے ما از زمین چشمہ یا باشد[4] ترا بوستانے از خرما و انگور پس رواں کنی جوئہا درمیان آنہا رواں کردنی یا فرود آری آسماں را چنانچہ گماں مے کنی بر ما پارہ پارہ یا بیاری خدا را و فرشتگان را

---

[1] ایام الصلح ص
[2] سورۃ بنی اسرائیل آیت ۹۳۔
[3] سورۃ بنی اسرائیل آیت ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳۔

رو برویا باشد[ع] ترا خانہ از زر یا بالا[۱] روی بر آسمان و باور نداریم بالا رفتن ترا تا آں کہ فرود آری بر ما نوشتہ کہ بخوانیم آں را۔ بگو پاک است پروردگارِ من نیستم من مگر آدمی فرستادہ۔ ۱۲ بر صاحبِ انصاف پوشیدہ نیست کہ قولہٗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا دلالت نمی کند بر امتناعِ امورِ مذکورۃ الصدر و الا باید کہ اجراءِ چشمہ در زمین و بودنِ بوستانِ خرما و انگور بمعہ چشمہا برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیز ممتنع باشند بلکہ محصل سُبْحَانَ رَبِّيْ الخ آنست کہ او سبحانہٗ بزرگ تر و منزّہ است ازیں کہ کسے در امورِ سلطنت و مملکِ او دخل دہد یا او سبحانہٗ حسبِ اقتضاءِ او شان ہر وقت و ہر طور کہ خواہند نشانے را پیدا آرد خصوصاً آں نشان کہ بعد اتمامِ حجّت ظہور او موجبِ ہلاک گردد۔

او خود فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ است اگر خواہد اجابتِ مسئول شما فرماید و اگر نخواہد نہ کند۔ کارِ من فقط تبلیغ و رسالت است و مرا باآں مشغول باید بود۔

احمد بن حنبل مرفوعاً می آرد کہ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ پیش نمود بر من ربِ من عزّ و جلّ کہ کند سنگلاخِ مکّہ را زر پس گفتم نہ یا رب الخ ترمذی

الغرض آیتِ مذکورہ شہادت بر استحالۂ امورِ مذکورہ نہ دہد بلکہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ مکابرہ و عناد او شاں را جائے دیگر ذکر فرمودہ۔ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ[۲] كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ وَقَالُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ۔ وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا الخ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ

ع سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۹۳ - ۱۲ ۱ سورۃ البروج، آیت ۱۶ - ۱۲

۲ سورۃ الانعام، آیت ۷، ۸، ۹ - ۱۲

الخ ایں ہمہ آیات دلالت می کنند بر امکان وقوعِ ایں امور ونیز براں کہ عدم وقوع برائے آنست کہ بعدِ وقوع ہم راہِ مکابرہ وعناد را نخواہند گذاشت۔

پس ایقاعِ ایں امور برائے توقعِ ایمان اوشاں عبث است وور واقعہ اسراء یا رفع مسیح ابنِ مریم چونکہ مطمحِ نظر محض اکرام یا نجات دادن از دستِ یہودان است بغیرآں کہ مقصود بالذات ایمان آوردن کسے باشد بنائً علیہ آیاتِ مذکورہ دلالت نمی کنند بر عدم وقوعِ رفع علی السماء تمسک واستشہاد بآں دریں باب از غلط فہمی است بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم توجہ را مبذول فرمودن بداں طرف خروج از منصبِ خود تصوّر می فرمایند۔

باتباعِ سفیہے چند سوال ایں چنیں امور نمودن داخل سفاہت بودن است ایں جا کالمیت بین یدی الغاسل باید بود۔ باشد کہ خود سابقۂ عنایتِ ازلیہ لولاک لما خلقت الافلاک وقتے ہبوبِ نسیم سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ[1] تماشائے چمن را اتمام بہ لِنُرِیَہٗ مِنْ آیٰاتِنَا فرماید۔

حدیثِ معراج بطریقِ تواتر از جمِ غفیرِ صحابہ کرام مروی است مثل عمر بن الخطاب وعلی وابنِ مسعود وابی ذر ومالک بن صعصعہ وابی ہریرہ وابی سعید وابن عباس وشداد بن اوس وابی ابن کعب وعبد الرحمٰن ابنِ قرظ وابی حبہ انصاری وابی یعلی انصاری وعبد اللہ ابن عمر وجابر وحذیفہ وبریدہ وابی ایوب وابی امامہ وسمرۃ الجندب وابی الحمراء وصہیب رومی وامِ ہانی وعائشہ واسماء ہر دو دختران ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ابنِ کثیر ایں جا گفتہ حدیثِ معراج عقیدۂ اجماعیہ ہمہ اہلِ اسلام است مگر زندیقان وملحدان از واعراض ورزیدہ یُرِیْدُوْنَ[2] لِیُطْفِؤُا نُوْرَ اللّٰہِ

[1] سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۱۔ [2] سورۃ الصف، آیت ۸

بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ۔ اکثر برانند کہ معراج جسمی بود در حالتِ بیداری بعد ازاں کہ اولاً بطریق خواب منکشف شدہ چنانچہ اکثر واقعات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اولاً معاینہ کنانیدہ می شدند بعد ازاں جارت مثل فلق الصبح بظہور می آمدند۔

شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ در فتوحات گفتہ کہ معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی و سہ مرتبہ بطریق رؤیا و منام بود و یک کرۃ جسمی۔ حضرت مؤلف را دریں چنیں مواضع کشفیہ بر صاحب فتوحات کمال وثاقت و اعتبار است مثل ابن عباس براں متکدر نخواہند بود و دلالت می کند بر وقوع جسمی کلمۂ عبد بنا بر علی الغالب چنانچہ سبحان در سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ در استعجاب و انکار مشرکین مکہ و تفسیر افقہ الناس ابن عباس رؤیا را بہ رؤیا عین و قولِ عائشہ صدیقہ ما فقد جسم محمد محمول بر استماع است از غیر چہ او را رضی اللہ تعالیٰ عنہا در وقتِ واقعۂ اسراء تشریف صحبت و تمیز عقلی بلکہ وجود عینی ہم حاصل نبود۔ (تفسیر ابن کثیر)

و بالجملہ قول افقہ الناس و مکاشفہ محی الدین ابن عربی از مسلمات حضرت مؤلف است۔ غالباً ایں بآں را گذاشتہ اتباع معتزلہ نخواہند فرمود۔

قولہٗ و آیت ۔ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ثبوتِ بین جہت موت او ست

اقول معنی ایں آیت در ابتداء ایں مقصد گذشتہ کہ قولِ مذکور بہ پنج وجہ نص است در رفع جسمی۔

قولہٗ و آیت ۔ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ نص صریح است برائے موت۔

اقول ۔ قولہ تعالیٰ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ و کذا قولہ تعالیٰ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ

۱؎ سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۱ ۲؎ سورۃ المائدہ، آیت ۷۵

۳؎ سورۃ الانبیاء، آیت ۸ ؏ ایام الصلح ص۱۱۹، للعہ ایام الصلح ص۱۱۹

جَسَدًا لَّا یَاْکُلُوْنَ الطَّعَامَ دلالت می کند بریں کہ خوردن طعام و رفتن در بازارہا مجبول اند بجبل او سبحانہٗ و تعالیٰ لکن غور طلب ایں امر است کہ ایں مجعول الیہ یعنی خوردن طعام و رفتن در بازارہا لازم غیر منفک علی سبیل الاستمرار است۔

یا نی وقت دون وقت بعد غور ایں معنی تأمل دریں باید نمود کہ مُراد از طعام مطلق ما یطعم و مایۂ حیات است یا بالخصوص گندم و جو۔ از ہر دو بشہادت تتبع ہمیں بہ ثبوت پیوست کہ اِستمرار و تعیین باطل است۔

آیا کسے عاقل گفتہ می تواند کہ انبیاء بلکہ سائر بنی نوع ہر وقت و ہر جا یک طعام می خورند۔ حاشا و کلا۔ بلکہ ہر وقتے ہر وضعی ہر ملکی ہر رسمی۔

ارے ایں قدر ضروری است کہ مایۂ حیات باید پس او چنانچہ در حق سائر زمینیاں گندم و جو و امثالِ آنہا است و در حقِ اصحاب کہف چیزے دیگر است واجب التسلیم کہ دال است بر زندہ ماندن او شاں تا بہ ۳۰۰ صد و ۹ نہ سال بشہادت وَلَبِثُوْا فِیْ کَہْفِہِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا[۱] علیٰ ہذا القیاس در حق ساکنانِ عالمِ افلاک ذکر تسبیح و تہلیل است۔ چنانچہ در مشتبہان بملاء اعلیٰ از انبیاء و اولیاء۔

حدیث۔ وایکم مثلی انی ابیت عند ربی و یطعمنی ربی و یسقینی شاہد است بریں قول علامہ عینی زیر حدیث اسراء باید دید۔ و بود ن غذاء او شاں ذکر و تہلیل را وجہ عدم تغییر اجسامِ انبیاء ملا علی قاری ناقلاً عن شرح الصدور در شرح مشکوٰۃ ذکر نمودہ[۲] برادر ایں ہمہ وسوسہ از جہال شخص جعلی است کہ قانونِ قدرت نام دارد۔

قولہٗ[۳]۔ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا پیغام مرگ

---

۱ سورۃ الکہف، پ ۱۵۔ ۲ ایام الصلح ص ۱۱۹۔

۳ سورۃ مریم، پ ۱۶۔

رسانید چہ حضرتِ عیسیٰ برطبق نصِ قرآنی چنانچہ اکنوں از خورد و نوش فارغ است
ہم چناں از لوازمِ جسمیہ اخری ازصلوٰۃ و زکوٰۃ معطل است بعلاوہ زکوٰۃ مال را
خواہد واز یں نقود و صرف بر آسماں معلوم۔ بلے از انجیل مفہوم می شود حضرت
عیسٰی خیل دارندہ و متمول بود۔ اقلاً ہزار روپیہ زیر کیسہ آنجناب می بود۔ می شود
ہماں ہزار روپیہ با خود بالائے آسماں بردہ باشد۔

اقول مسیح ابن مریم چونکہ رسول بود و مدعی وَاٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ پس بنا
بر آں کہ بعضے احکام منجملہ مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ مخصوص بہ رسول می باشند
و بعضے مختص بہ اُمت و بعضے مشترک حکم زکوٰۃ در اَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ
از احکامِ مختصہ بہ اُمّت است۔

زکوٰۃ دادن و گرفتن و وارث و مورث بودن برائے انبیا سنے۔ چہ مالِ
اوشاں صدقہ و وقف است در راہِ خدا۔

اگر جنابِ مؤلف زکوٰۃ دادنِ مسیح در زمین ثابت کنند بعد ازاں دادن
او بر آسماں ثابت خواہیم نمود دیگر آں کہ زکوٰۃ بر اہلِ نصاب فرض می باشد۔ عیسٰی
علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ زائد از یک جامہ نہ داشتند و سیاحت و فاقہ
را شعارِ خود ساختہ بود رہبانیت و مخالفتِ نفس با فراط از وے یادگار ماندہ پس
وجوبِ نصاب نزدِ او چگونہ متصوّر می شود تمسخر از ہر کسے باہر کسے خصوصاً از
مثیلِ نبی و مہدیٔ موعود در حقِ نبی کہ نبوّتش از قرآنِ کریم ثابت۔ و آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلّم در حقِ او انا اولی الناس بعیسٰی ابنِ مریم فرمودہ نا جائز
و منافی شانِ مثیلیت و وقارِ مہدویت است کم از کم ایمان داشتن بہ لَا نُفَرِّقُ[ع]

ع سورۃ البقرۃ، آیت ۲۸۵ - ۱۲

بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ خاصہ لازمۂ ہر مومن است دراز الہ اشارہ بحث ایں آیتہ نیز جناب استہزار اروا داشتہ فرمودہ اند کہ عیسٰی برآسماں حسبِ مزعوم گروہ نادان درخواندن نمازِ انجیلی مشغول است و یحیٰی نزد او خفتہ) قولہ نمازِ انجیلی غفلت است الٰی آیتہ وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيّٖنَ الخ چُناں کہ شنیدی۔

وقولہ یحیٰی نزد او خفتہ ذہول است از کیفیتِ انبیاء بعد الموت کہ يُصَلُّوْنَ درحقِ ایشاں وارد شدہ حدیثِ ابنِ عباس کہ در وذکر موسٰی و یونس وحدیثِ ابوہریرہ کہ در وذکر نماز خواندن ابراہیم و موسٰی علی نبینا وعلیہم السّلام است از صحیح مسلم ملاحظہ باید فرمود۔

قولہ۔ وہم چنیں آیت ثُمَّ يَتَوَفّٰكُمْ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ معنی موتِ عیسٰی را دا سا زد چہ مع تکرار مضمونِ ایں آیت در ہیچ موضع از مواضع کتاب اللہ ایں طور وارد نہ شدہ وَمِنْكُمْ مَّنْ صَعَدَ إِلَى السَّمَآءِ بِجَسَدِهِ الْعُنْصَرِيِّ ثُمَّ يَرْجِعُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ اکنوں اگر چنانچہ حقیقۃً عیسٰی بشخصہ صعود برآسمان کردہ حصر ایں آیت لاریب نہ تمام وخام خواہد بود چہ خداوند تعالیٰ شانہ دریں آیت یا آیتے دیگر تعرض بذکرِ صعود برآسماں ابدا نہ فرمودہ و اگر چنانچہ سُنّت اللہ بریں نہج استمرار یافتہ بود تکمیلا للبیان لابد بودہم ذکرے ازیں می رفت و ہرگاہ ہم قرآن کریم غیر مرۃ واحدۃ اشارہ بداں کردہ کہ کسے جواں مرد کسی واحلے در وقت پیری اجلش فرا رسد مع ہذا ضرب صفح از ذکر ایں عادتِ الٰہیہ کہ بعضے ہم برآسماں مرفوع و آباد می شوند دلالت کند بریں کہ کہ

ع سُورۃ النحل، آیت ۷۰

لہ ایام الصلح صنہ ۱۲۰

کسے را بایں نہج با جسم بر آسمان برکشیدن و آباد ساختن از سنن الٰہیہ نبودہ است۔
اقول مسیح بن مریم در یکے ازیں دو شق داخل است و حصر تام چہ مسیح بر تقدیر زندہ بودن او الی الآن لامحالہ در "وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ" داخل خواہد بود و چونکہ ارذل العمر را حدے و نہایتے معدودہ نیست تا کہ ازدیاد بر موجب موت حکما باشد لہٰذا مع طول زمانہ حیات متصور۔ عمرہائے پیشینیاں را مثل نوح کہ چہار دہ صد سال و آدم علیہ السّلام کہ نہ صد و سی سال و شیث علیہ السّلام کہ نہ صد و دوازدہ سال و ادریس علیہ السّلام کہ سہ صد و پنجاہ و شش سال و موسٰی علیہ السّلام کہ یک صد و بیست سال و ابراہیم علیہ السّلام کہ دو صد و بیست و سہ سال بود ملاحظہ باید فرمود۔
قصّہ اصحاب کہف بعد اشتراک حیات مسیح و حیات اصحاب کہف در تجاوز از عمر طبعی کہ مزعوم علماء طبعیین است شاہد است بریں معنی۔ شیخ اکبر بعد بیان کشفی دریں مسئلہ تخطیہ حکماء طبعیین در فتوحات فرمودہ اند او را باید دید۔
باقی ماند صعود الی السماء او از حالات متوسط بین التوفی والولادۃ است اگر ذکرے از حالات متوسط بالاستیعاب ضروری است پس بسبب عدم ذکر واقعہ صلیب چنانچہ مزعوم حضرت مؤلف است حصر آیت شریفہ لاریب ناتمام و خام خواہد ماند۔
ازیں استدلال آفتے بسر خود برپا نمودند ہمہ اہالی اسلام کہ منکر واقعہ صلیب بشہادت نص اند از صحابہ تا ایں وقت از جناب پرسیدہ می توانند کہ حق سبحانہ و تعالٰی در محفل ذکر نعمت در حق مسیح بقولہ[1] اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ

---

[1] سورۃ المائدہ، آیت ۱۱۰ - ۱۲

نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ الخ و ذکرِ نجات از صلیب نہ فرمودہ و نہ گفتہ کہ و اذ نجیتک من الصلیب معہذا ضرب صفح از ذکرِ ایں نعمت عظمٰی واجبۃ الذکر دلالت کند بریں کہ معاملۂ صلیب دادن و نجات یافتن از و اصلاً نبودہ۔

در رفع جسمی در بل رَّفَعَهُ اللّٰهُ چنانچہ قبل ازیں شنیدی مذکور گذشتہ و آیت وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ[1] بنا بر تفسیرِ ابن عباس بر روایتِ مجاہد و ابی الصالح ایں نزولِ عیسٰی ابن مریم عَلَم است برائے قیامت و تائید می کند ایں معنی یعنی ارجاع ضمیر بسوئے نزولِ عیسٰی سیاقِ آیت و قرآت لَعَلَمٌ بفتح لام و ہمیں معنی مروی است از ابی ہریرہ و ابی العالیہ و عکرمہ و حسن و قتادہ و ضحاک و غیرہم۔ (ابن کثیر)

قولہٗ۔ وچوں نظر بہ آیتِ شریفہ "اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ" باید ایمان آریم بہ ایں کہ من جمیع وجوہ الکمال دیں شدہ و لہٰذا لازم بود امثال ایں اسرار کہ داخل در سنتِ الہیہ می باشد در قرآن مذکور می شد و معہذا قرآن کریم ابداً در ہیچ مقامے تنصیص بایں نہ کردہ کہ کسے را بر آسمان با جسم بر داشتہ و بگذاشتہ کہ چندیں صد سال آنجا سکنی و مکث ورزد بلکہ بخلاف آں ہمیں سنت مرگِ جوانی و پیری را بیاں ساختہ لہٰذا توانیم بجسارت یر دل دہیم کہ آں امر در حقیقت داخل سُننِ الہیہ نبودہ است۔[2]

اقول۔ بر تقدیر تسلیم ایں کہ اکمال دین مستلزم است ذکر وقائع مستمرہ را

---

[1] سورۃ الزخرف، آیت ۶۱۔

[2] ایام الصلح صـ ۱۲۰ ـ

از حین ولادت تا وقتِ مرگ ذکر رفع جسمی در قرآن کریم بقولہ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ بشہادت سیاق وتفاسیر صحابہ واحادیث صحیحہ وقوع یافتہ۔

ارے ذکر نجاتِ مسیح از صلیب در سلک تعداد نعم موہوبہ برائے عیسٰی بر طبق "وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا" تشدہ در پے فکر ایں بلا ئے ناگہانی باید بود۔[1]

قولہ ہم چنیں آیت "وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ"[2] دلالت بر موتِ عیسٰی وارد چہ از قرار ایں آیت ہر کہ بہ ہشتاد و نود سنہ بالغ شود اوراکوس وواژ گونی بہ آفرینش اول حاصل آید بایں معنی کہ حواس ظاہری و باطنی از و مسلوب ومتھوب شوند فکیف آں کہ الی دو ہزار سنہ زندہ اش گذاشتند آساں تو اں فہمید نوبت حواس او بچہ مثابت رسیدہ باشد واگر ہم زندہ باشد بچہ کار خواہد خود وخلاً ایں آیۃ شریفہ از جہت حصر کافہ طبقات انسان را حاوی وشامل است وہیچ استثنائے نرفت است مؤمنین باید تا سلطان مبین از کلام رب العالمین در دست نباشد از خود استثناء وضع نہ کنند بلے اگر نص صریحی شہادت دہد بر اینکہ حضرت عیسٰی مع حیات جسمانی منزّہ ومصوّن از تحلیلات جسمانی وتنزّلات و تغیّرات وتحول حالات وفقدان قوی می باشد آں نص را از کمال التفات بما وا نمایند بے تقدیم برہان وسند محض گفتن ایں کہ خدا قادر بر ہر شئی است۔

کارے از پیش نبرد ونمی برد چہ اگر بغیر حجت وسلطان مفروضہ وخیال کسے می تواند در مقامِ دلیل وبرہان باز ایستد ما را ہر طور می رسد بگوئیم سیّد ومولائی ما نبی کریم صلوات اللّٰہ علیہ وسلامہ بعد از وفات دیگر زندہ ومع جسدہ العنصری بر

---

[1] ایام الصلح صفحہ ۱۲۰

[2] سورۃ یٰس، آیت ۶۸

آسمان صعود فرمود و از کافۂ لوازم ایامِ پیری و شیخوخیت ذاتِ پاکش بکلی مستثنیٰ می باشد ولوازم کاملۂ حیات وکمال قوی جسمانی بمراتب بیشتر وکاملۃ از عیسیٰ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم را حاصل است و در ایام پیشین نزول اجلال خواہد فرمودہ باید انصاف بدہید درمیانِ دعویٰ ما و دعویٰ شما فرق چہ باشد اگر چنانچہ لفظ توفی از قرار آیۃ وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ نسبت بہ سید المرسلین صلوات اللہ علیہ وسلام آمدہ ہمیں لفظِ توفی نسبتِ بحضرتِ عیسیٰ دوبار مذکور شدہ بل حقیقۃ الامر آں کہ وفاتِ حضرتِ عیسیٰ بالنسبۃ بجمیع انبیاء علیہم السلام ثبوتاً اجلیٰ و اصفیٰ می باشد چہ اکثرے از انبیاء ذکرِ وفات شاں در قرآن مسطور نشدہ۔

اقول تقیید آیۃ بہ ہشتاد و نود سنہ از کدام نص صریحی گرفتہ اند آں نص را از کمال عنایت بما وانمائید تبرعاً برخلاف مزعوم مخیل بے سند شما نص وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا[1] را وامی نمائیم چونکہ من جملہ قرآن کریم است علی الراس و العین قبول خواہند فرمودہ وَيُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ[2] را نیز نصب العین دارند اصحاب کہف را بغیر تفریح ہوا و تنظیف شعاع آفتاب و بدون طعام معتاد از آیاتِ عجیبہ شمردن انسب است بہ نسبت حیٰوۃ مسیح بر ملاء اعلیٰ کہ محل سکان سمٰوٰت است و مایہ حیاتِ شاں طعام و شراب الضحیٰ نے باایں زکاءِ طبعی و ملکہ فہم اسرارِ قرآن کریم بطریق مکاشفہ سیر کناں اگر در مجلس مقدس کا انزل علیہ القرآن صلی اللہ علیہ وسلم تکلف فرمودہ۔

جناب می پرسید ندکہ نظر بہ ایں آیت ہر کہ بہ ہشتاد و نود سنہ بالغ شود او را انکوس و واژگونی با آفرینش اول حاصل آید فکیف حیاتِ اصحابِ کہف سہ

---

[1] سورۃ الکہف آیت ۲۵ ۔ ۱۲ [2] سورۃ المائدہ، آیت ۱۳ ۔ ۱۲

صدو نہ سال وحیاتِ انبیاء سابقہ کہ تعدادِ عمرِ شان بیش ازیں شنیدی وچگونہ حیات مسیح الی وقت النزول وچگونہ راستی وصدق احادیث کہ دربارۂ نزولِ مسیح بہ تاکیدِ حلفی فرمودہ اید آیۃ وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ الخ رالاز مؤولات شمرون نظر بمقتضی وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِی الْخَلْقِ ضروری است۔

اگر بر ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا اَرٰىكَ اللّٰهُ نازل شدہ برمن نیز اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ قَرِيْبًا مِّنَ الْقَادِيَانِ وارد است پس نظر بما اَرٰنِیَ اللّٰهُ احادیثِ موضوعہ اند یا مؤول آنہم بتاویلاتے کہ صدق اجلال شان بغیر از قادیان نے استفسار فرمودہ اند کہ میانِ دعوٰی ما وشما چہ فرق باشد گوئیم در ہیچ آیتے حسبِ سیاق وتفسیرِ صحابہ واحادیثِ صحیحہ مرفوع شدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وکذا نزولِ او صلی اللہ علیہ وسلم در آخر زمان نیامدہ بخلاف مسیح ابن مریم کہ رفع جسمی ونزولِ او از بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ - وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الخ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ حسبِ تفسیر ابن عباس واحادیثِ صحیحہ بہ ثبوت پیوستہ والی یومنا ہٰذا کافہ اہلِ اسلام اجماع برو نمودہ۔

قولہ[1] - کما قال عز من قائل هَلْ[2] يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ وقال تعالیٰ هَلْ[3] يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِیَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِیَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَاْتِیْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْ اِيْمَانِهَا خَيْرًا وَقَالُوْا[4] لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ وَلَوْ

---

[1] ایام الصلح ص ۱۱۶ [2] سورۃ البقرہ، آیت ۲۱۰ -

[3] سورۃ الانعام، آیت ۱۵۸ - [4] سورۃ الانعام، آیت ۷ - ۸ -

اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّ لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ اِیں آیۂ کریمہ جہرا گوید نزول و مشی ملائکہ بر ہیئت رجال بنی آدم از عادتِ الٰہیہ نیست۔

اقول۔ آیۂ مذکور را دلیل آوردن برین کہ نزول و مشی ملائکۃ الخ مبنی است بر عدم فہم مراد آیۃ مذکورہ والا لازم می آید تناقض او با آیاتِ مسطورہ ذیل کہ صراحۃً دال اند بر نزول و مشی ملائکہ بر ہیئتِ رجال بنی آدم قولہ تعالیٰ فَاَرْسَلْنَا اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا و قولہ تعالیٰ هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ وقولہ تعالیٰ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ وقولہ تعالیٰ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ الخ بلکہ مفاد آیتِ مذکورہ آنست کہ آمدن حق سبحانہ تعالیٰ و ملائکہ در ایمان اوشان نفع نمی دہد و ایں منافی نیست با آں کہ نزولِ ملائکہ برائے خدمتِ دیگر باشد مثل تبلیغ الٰہی یا نصرت مومنین چنانچہ در غزوۂ بدر و نزولِ مسیح وابر دو شہا ملائکہ دست نہادہ از ہمیں قبیل باید فہمید۔

پس آیاتِ مذکورہ شہادت بر تکذیب و موضوعیتِ حدیث و مشی اصلا

نمی دہند آرے بعد تراشیدہ معنی مذکور کہ حینئذٍ تناقض باآیات دیگر می آید۔
اولاً ترجمہ آیات را باید فہمید هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ
فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ۔
ترجمہ۔ آیا انتظار می کنند اہل عصیان مگر آنرا کہ بیاید باایشاں خدا در سایہ
باآنہا از ابر و بیایند فرشتگان و بانجام رسانیدہ شود و بسوئے خدا باز گردانیدہ
می شوند کارہا۔ ۱۲

حق سبحانہٗ وتعالیٰ برائے تہدید کفار می فرماید کہ آیا انتظار می کنند ایں راکہ حق
سبحانہ برائے فصل قضا در روز قیامت بیاید پس جزا دادہ شود ہر کس حسب
عمل خودماں خیراً فخیر وان شراً فشر، ازیں جہت فرمودہ۔ وَقُضِيَ الْأَمْرُ
وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ۔ چنانچہ فرمودہ كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا
وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا وَجِيءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ
الْإِنسَانُ وَأَنَّىٰ لَهُ الذِّكْرَىٰ وجائے دیگر فرمودہ هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن
تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ الآیۃ
وذکر نمودہ است امام ابوجعفر ابن جریر دریں جا حدیث صور مرفوعاً عن ابی ہریرۃ
عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وآں حدیث مشہور است ہر یکے
از ائمہ حدیث اورا ذکر نمودہ ومنجملہ آں حدیث ان الناس اذا اهتموا لموقفهم
فی العرصات لتشفعوا الی ربهم بالانبیاء الخ الی ان قال ويشفع عند
الله فی ان یاتی لفصل القضاء بین العباد فیشفعه الله ویاتی فی
ظلل من الغمام بعد ما تنشق السماء الدنيا وينزل من فيها من
الملٰئكة ثم الثانية ثم الثالثة الى السابعة وينزل حملة العرش
والكروبيون قال وينزل الجبار عزوجل فی ظلل من الغمام والملائكة

وَلَہُمْ زَجَلٌ مِّن تسبیحہم یقولون سبحان ذی الملک والملکوت الخ
الغرض آیتہ مذکورہ بیان واقعہ اتمام کار وفصل قضا روز حشر است نہ آنکہ
نزولِ ملائکہ بر زمین در دُنیا خلافِ واقع و مخالفِ سُنّتِ الٰہیہ باشد
قولہ تعالیٰ اَوْ یَاْتِیَ رَبُّکَ) و ذلک کائن یوم القیامۃ (اَوْ یَاْتِیَ بَعْضُ
اٰیَاتِ رَبِّکَ الخ) وذلک قبل یوم القیامۃ کائن من امارات الساعۃ
واشراطہا حین یرون شیئًا من اشراط الساعۃ کما قال البخاری
فی تفسیر ھذہ الآیۃ مرفوعاً عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاتقوم الساعۃ
حتی تطلع الشمس من مغربہا فاذا رأٰھا الناس آمن من علیہا فذلک
حین لا ینفع نفسًا ایمانہا لم تکن آمنت من قبل انتہٰی ابن کثیر۔
وقولہ تعالیٰ وَلَوْ جَعَلْنَاہُ مَلَکًا لَّجَعَلْنَاہُ رَجُلًا الخ مقصود ازیں کلام
عدم انقطاع سلسلۂ حیلۂ ایشان است در ایمان نیاوردن چنانچہ در صدر
ایں آیتہ ذکر عدم ایمان او شان عناد او مکابرۃ وقت نزول قرطاس مع لمس
او وارد شدہ۔

قولہ[۱] از جملہ قول حضرت سید ولد آدم است علیہما الصلوٰۃ والسلام
کہ گفت حضرت عیسٰے علیہ السّلام یک صد و بست سنہ زندگی کرد۔
اقول۔ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر تقدیر صحت او دلالت می کند
بریں کہ عمر عیسٰی علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسّلام یک صد و بیست سنہ بود۔
وقتِ رفع و برداشتہ شدن بسُوئے آسمان نہ آنکہ واقع صلیب بسنہ سی و
سہ وقوع یافتہ و بعد ازاں عیسٰی یک صد و بیست سنہ را اتمام کرد۔ چُنانچہ

---

[۱] ایام الصلح صفحہ ۴۰

مزعوم جناب است جمل شارح جلالین می گوید فی زاد المیعاد ماذکران عیسٰی رفع وھو ابن ثلث وثلثین سنۃ لایعرف بہ اثر متصل یجب المصیر الیہ قال الشامی ھو کما قال فان ذٰلک انما یروی عن النصاریٰ والمصرح بہ فی الاحادیث النبویۃ انہ انما رفع وھو ابن مائۃ وعشرین سنۃ بعد ازاں رجوع جلال الدین سیوطی بحوالہ مرقاۃ الصعود از قول ثلث وثلثین ہم ذکر نمودہ جمل صفحہ ۲۹۹ و صد و نود و نہ۔

قولہ ؎ واسم مسیح یعنی نبی سیاح برائے حضرت عیسٰی علیہ السلام بازمی گوید کہ آنجناب وفات کردہ چہ کہ سیاحتِ زمین مستلزم آں می باشد کہ از بعد نجات از صلیب البتہ باید سائر ایام زندگی برروئے زمین بسر بردہ باشد وچوں روزِ روشن پیدا است کہ زمانہ سیاحتِ زمین غیر ازاں زمانہ نبودہ کہ جناب وے از فتنۂ صلیب رستگاری یافت زیراکہ زمانہ بعثت آنجناب الیٰ واقعۂ صلیب ۳۳ سال بیش مذکور و مسطور نی درظرف ہمچو مدۃ قلیلہ دشوار است کسے از کار تبلیغِ حق کما ینبغی عہدہ برآ شود فکیف سیاحت وطوافِ عالم تواند بکند۔

اقول ۔ وجہ تسمیہ مسیح کہ ذکر نمودہ اند برائے دجال است ابنِ مریم را مسیح بمعنی ماسح یعنی مسح کنندہ مریضاں را۔

ملا علی قاری در وجہ تسمیہ دجال می گوید وھو فعیل بمعنی فاعل لانہ یمسح الارض جمیعا بسرعۃ او بمعنی مفعول فانہ ممسوح احدی العینین وھو لقب مشترک بینہ وبین عیسٰی ابنِ مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام لکنہ یطلق علیہ بمعنی الماسح لحصول البُرء ببرکۃ مسحہ وبمعنی الممسوح لنزولہ نظیفا من بطن اُمّہٖ

؎ ایام الصلح ص۴۰

و آنچہ فرمودہ اند چوں روزِ روشن پیدا است الخ تکذیب می کند و آں چہ مضمونِ حدیث شریف بحوالہ جمل شنیدی چہ او صراحۃً گفتہ کہ اتمام یک صد و بلیست سنہ قبل از واقع صلیب بودہ و خود جناب الان حوالہ آں حدیث دادہ شاید از خیال مبارک رفتہ است۔

و بر تقدیر تسلیم بفرمایند کہ از کجا بہ ثبوت پیوستہ کہ اطلاق اسمِ مسیح بر ابنِ مریم در ہمیں ۳۳ سال اجرا یافتہ قبل ازیں بسببِ شفاء مریضاں از مسح و لمس او یا از جہتِ سیاحت او چرا اسمِ مسیح شیوع گرفتہ نباشد بلکہ حصولِ شفاء مریضاں ببرکتِ لمس و ہم چنیں دیگر خوارق از ابتداء لازمِ حالِ او بودند تُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَ كَهْلًا شاہد است براں و اگر ازیں ہم فروتر آمدہ مسلم داریم کہ اطلاقِ اسمِ مسیح در ہمیں ۳۳ سال شدہ باشد پس برائے ملقب بودن او بلقبِ مسیح بمعنی حصولِ البر بمسحہ یک سال ہم کفایت می کند بلکہ اول از وجہ بعد ظہورِ خوارق مثل ابراء اکمہ و شفاء ابرص و جذامی بزودی شہرت عالم گیر پیدا می گردد۔

و در تحقق وصفِ سیاحت نیز گشتن ہمہ کرۂ زمین از قاف تا قاف ضروری نیست کسے کہ در یک اقلیم بلکہ یک ضلع شبا روز در سیر و خانہ بدوش ماند او را ہم سیاح گفتہ می شود پس آنکہ فرمودہ اند۔

(فکیف سیاحت و طوافِ عالم تواند بکند) از تفریعات تمہیداتِ خانہ زاد است۔

قولہ۔ و مرہم عیسیٰ کہ قریب بہ ہزار کتاب از کتبِ طب مشتمل بر آں میباشد

ا۔ ایام الصلح صفحہ ۱۴۰، ۱۲

شاہد عدل است بریں کہ حضرتِ عیسٰی از بعد واقعۂ صلیب مرفوع بر سما نشد بر زمین مداوات جراحات و قروح باایں مرہم کرد و بالآخر بر زمین استیفائے مسمٰے اجل کردہ جاں بہ جاں آفریں سپرد۔

اقول ۔ ایں ہم تفریعی است بر تمہید خانہ زاد تو بت دست و پا چہ بہ خس و خاشاک زدن آمد چونکہ آیت و حدیث تفقد حالِ زار جراحت دلریشاں نفرمود چہ نمودہ آید آخر بہ مجبوری تمسک بہ نسخۂ مرہم عیسٰی باید شاید افادہ اندمال بخشد حاشا و کلا ایں خیالِ محال را از سر بیروں باید کشید مایوسانِ شفاخانۂ احمدی صلی اللہ علیہ وسلم را از مرہم عیسوی چہ حاصل عیسٰی ایں جا بامید نفسے می آید۔ مقرر است کہ اطبّا نسخۂ سریع التاثیر و محکمًا اثر دہندہ را باعجازِ عیسوی نام نہند گویا در ازالۂ مرض سریعاً باعجازِ عیسوی مشابہت نام دارد نہ ایں کہ عیسٰی علیہ السلام خود بذریعہ ایں نسخہ معالجۂ بیماراں می کرد۔

بالفرض اگر مسلم داشتہ شود پس مدتِ یک صد و بیست سنہ قبل از واقعۂ صلیب شیوع ایں نسخہ را کفایت می کرد از یں ہم قطع نظر بر تقدیر مرفوع شدن او در سہ سی و سہ چرا معالجہ بہ نسخۂ مذکورہ قبل از رفع نہ نمودہ باشد از کجا نفی ایں فہمیدند بلکہ تاریخ شہادت می دہد بریں کہ ایں ہمہ معاملات قبل از رفع بودہ اند لکن جناب چونکہ دریں مسئلہ قرآن و حدیث و اسلام گفتہ قائل بمصلوبیت مسیح شدند عاقبۃ الامر چونکہ انجیل را ہم شاہد بر رفع یافتند از وہم بیزار شدہ راہ لَا اِلٰی هٰۤؤُلَآءِ وَلَاۤ اِلٰی هٰۤؤُلَآءِ یعنی حیاتِ مسیح بعد واقعۂ صلیب تا مدت کثیرہ گرفتند بناءً علیہ می فرمایند۔ آنچہ فرمایند والا فی الواقع تمہید غلط تفریع غلط۔

۱ے ایام الصلح صنہ

قولہ[1] ۔ و در شبِ معراج صاحبِ معراج صلوات اللہ وسلامہ علیہ رُوح آنجناب را با ارواحِ اخوانِ دیگرش از انبیا علیہم السلام مشاہدہ فرمُودہ۔

اقول ۔ در شبِ معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحالتِ زندگی خویش با انبیاء کرام ملاقات نمودہ نہ فقط ارواحِ اوشاں را لفظِ حدیث بعیسیٰ و موسیٰ و ابراہیم الخ آمدہ و نہ فرمودہ کہ برُوحِ موسیٰ و فلاں فلاں و مقرراست نزدِ محققین از اہلِ کشف وشہوُد خصوصاً محی الدین ابنِ عربی قدس سرہ کہ رُوح بعد مفارقت بدن معرّیٰ نمی ماند بلکہ کسوت جسمِ لطیف از اجسامِ برزخیہ می پوشد پس نظر بلفظِ حدیث وتحقیق اہلِ کشف قبول نمی کند قول جناب را کہ با ارواحِ اخوانِ دیگرش الخ این محض تیزیٔ طبع است کہ ہر جا حسبِ مدعی چیزے می تراشد خلاصہ آں کہ حیاتِ مسیح را حدیث (معراج) انکار نمی کند بلکہ مزید براں شہادتِ اومی دہد۔

اولاً برائے آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در وقتِ معاینہ در آں عالم زندہ بودند پس منافی حیاتِ مسیح نیز نخواہد بود۔

وثانیاً بیانِ عیسیٰ معاہدۂ ربِ خود را دربارۂ نزول و ہلاکتِ دجال و قتلِ یاجوج و ماجوج۔ باقی ماندہ ایں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضع و لباسِ عیسوی ممتاز از دیگراں بیان نہ فرمودہ۔

عجب است ازیں کہ ایں جا عدم بیان وسکوت از امرے باوجود نہ بودن او از قبیلِ ماسیق لاجلہ الکلام شاہد گرفتہ می شود بر عدم واقعی و نصوصِ قرانیہ و بیاناتِ حلفیہ و مؤکدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ سوقِ اوشاں برائے اثباتِ ہماں رفع و نزول است در معرضِ قبول نمی افتند۔ ای تیزیٔ طبع تو برمن بلا شدی۔

---

[1] ایام الصلح صنہ ۸۰

قولہ[1] وقولِ پیغامبرِ ما است صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرمودہ اگر موسیٰ و عیسیٰ زندہ بودند چارہ از اتباعِ من نمی دیدند۔

اقول۔ حدیث لوکان موسیٰ حیاً لما وسعہ الا اتباعی از مخرجات احمد و بیہقی اگرچہ اورا علماء حدیث بسبب بودن مجالد بن سعید از رُوات او تضعیف نمودہ اند لکن چونکہ محی الدین ابن عربی بہ تکرار ایں را در فتوحات ذکر فرمودہ لہٰذا اُو را قبول داریم۔

اما لفظ عیسیٰ در حدیث مذکور نیست در صحاح ستہ۔ وبنا بر اصل مقررِ جناب کہ عدم ذکرِ بخاری را دلیلِ ضعیف بودن یا موضوعیتِ حدیث می دانند ما نیز ایں جا گفتہ می توانیم کہ حدیثِ مذکور نیز قابلِ احتجاج نیست بالفرض اگر صحتِ او مسلم داشتہ شود مراد از ولوکان موسیٰ و عیسیٰ حیاً ای بین اظہرکم چنانچہ در روایتِ احمد آمدہ بنا بر علیہ منافی حیات فی السماء نخواہد بود بلکہ حیات فی الارض را۔

البتہ مضر است در حقِ جناب چہ ناطق است باتباعِ موسیٰ و عیسیٰ شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و بودن اوشاں در رنگِ آحادِ امت۔

و جنابِ در بحثِ خاتم النبیین عزلِ انبیاء از منصبِ نبوۃ بدلیل جائے گرفتن او در علمِ الٰہی محال دانستہ اند۔

قولہ[2] باید نیکو در خاطر داشت کہ مبنائے دعویٰ ما ہمیں وفات حضرتِ عیسیٰ است علیہ السلام۔ وایں بنا تشیید و ترصیص دے را کتاب اللہ گواہی می دہد و حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گواہی می دہد و حضرت ابن عباس گواہی می دہد و ائمہ اسلام قاطبۃً گواہی می دہند و علاوہ براں عقلِ انسانی ہم

---

[1] ایام الصلح ص۴۰ ، [2] ایام الصلح ص۴۱ ، ایام الصلح ص۳۷

برایں گواہی می دہد وقصّۂ عود ایلیا اثبات ہمیں معنی راکند چوں خود حضرتِ عیسیٰؑ در ہنگامِ مخاطبۂ یاہیُود از عود ایلیا بعثت یوحنا یعنی حضرت یحییٰ مراد گرفت الغرض ازیں تاویل ایوانِ اعتقاد یہُود با خاک برابر شد کہ می گویند ہماں ایلیا کہ وقتے ایں جہاں را پدرود گفتہ یا بقولی صعود بر آسمان کردہ بود باید کہ ثانیہ عود بدنیا کند۔

اقول۔ مانیکو درخاطر داشتہ ایم کہ مبنائے دعوئ جناب ہمیں وفاتِ حضرتِ عیسٰی است علیہ السّلام لہٰذا جناب سعی بلیغ در تحریفِ آیات واحادیث بکار بردہ اند لکن اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰـفِظُوۡنَ[1] ایوانِ تحریف و تاویل بما لا یرضیٰ بہ قائل را با خاک برابر می کند۔ گواہی کتاب اللہ وکتاب رسُول وحضرت ابن عبّاس در بَلۡ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيۡهِ[2] ۔ وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ وَاِنَّهٗ لَعِلۡمٌ لِّلسَّاعَةِ ہدیۂ ناظرین گشتہ وگواہی ائمۂ اسلام قاطبۃً کہ ایں جانب فرمودہ اند منافات دارد باآنچہ در ازالۂ اوہام اجماعِ اہلِ اسلام را اجماعِ کورانہ گفتہ اند شاید ازاں جسارت وگستاخی نادم شدہ عذرش بدتر از گناہ را مصداق گشتند لن یصلح العطار ما افسد الدھر مَثَل است وصحیح است وَمَنۡ يَّكۡسِبۡ خَطِيۡٓـئَةً اَوۡ اِثۡمًا ثُمَّ يَرۡمِ بِهٖ بَرِيۡٓـئًـا فَقَدِ احۡتَمَلَ بُهۡتَانًا وَّ اِثۡمًا مُّبِيۡنًا[3]۔

اِمام بخاری وامام مالک ہردو بباعثِ ذکرِ حدیث والذی نفسی بیدہٖ الخ متہم گشتند ایں قصورِ تاویل ومزعوم جناب است در حدیثِ مذکور والا اوشاں را ایمان است بہ نزول ہماں عیسٰی ابن مریم کہ نبی وقت بود چنانچہ قبل ازیں متعلق ایں حدیث بخاری ذکرے رفتہ ____________

---

[1] سورۃ الحجر، آیت ۹ [2] سورۃ النسآء، آیت ۱۱۲

باقی ماند قصہ عود ایلیا کہ جناب حسب آیت فَاسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ باو تمسک در بارہ نزولِ مثیلِ ایلیا کہ یحییٰ بود گرفتہ لکن قِصۂ ایلیا بر جناب خیل دشوار و ناگوار خواہد آمد۔ کتاب سلاطین باب دوئم اور یُوں ہُوا کہ جب خداوند نے چاہا کہ ایلیا کو ایک بھگولی (یعنی گھوارہ) میں اڑا کے آسمان پر لے جاوے تب ایلیا الیسع کے ساتھ جلجال سی چلا اور ایلیا نے الیسع کو کہا کہ تو یہاں ٹھہر اِس لئے کہ خداوند نے مجھے بیت ایل کو بھیجا ہے۔ سو الیسع بولا خداوند کی حیات اور تیری جان کی سوگند میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔ سو وی بیتِ ایل کو اُتر گئی اور انبیا زادی[۲] جو بیت ایل میں تھی نکل کے الیسع کے پاس آئی اور اس کو کہا تجھے آگاہی ہے کہ خداوند آج تیرے سر پر سے تیرے آقا کو اُٹھالے جائے گا۔ وُہ بولا ہاں میں جانتا ہُوں تم چُپ رہو۔ تب ایلیا نے اُس کو کہا اے الیسع تو یہاں ٹھہرے کہ خداوند نے مجھ یریحو کو بھیجا ہے۔ اُس نے کہا خداوند کے حیات اور تیری جان کی قسم میں تجھ سے جُدا نہ ہُوں گا۔ چنانچہ وی یریحو نہیں آئی اور انبیاء زادی جو یریحو میں تھی الیسع پاس آئی اور اس سے کہا تو اس سے آگاہ ہے کہ خداوند آج تیرے آقا کو تیرے سر پر سے اُٹھالے جائے گا۔ وُہ بولا میں تو جانتا ہُوں تم چُپ رہو اور پھر ایلیا نے اُس کو کہا تو یہاں در رنگ کیجی کہ خداوند نے مجھ کو یَرون پر بھیجا ہی وُہ بولا خداوند کے حیات اور تیری جان کی قسم میں تجھ کو نہ چھوڑوں گا۔ چنانچہ وی دونوں آگے چلی اور اون کی پیچھے پیچھے پچاس آدمی انبیاء زادوں میں سے روانہ ہوئی اور سامنے کی طرف دُور کھڑی ہو رہی اور وی دونوں لب یَرون کھڑی ہوئی اور ایلیاہ نے اُن پر چادر کولیا اور پیٹ کے پانے پر مارا کہ پانے دو حصی ہو کے اِدھر اُدھر ہو گیا اور وی

---

[۱] ایں اُردو عبارت حِصّہ بائیبل وغیرہ کتب اہل کتاب است۔ ۱۲ فیض احمد عفی عنہ

[۲] در ایں عبارات یائے معروف بجائے یائے مجہولہ نوشتہ شد چنانچہ در سطر ہشتم زادی بجائے زادے۔

دونوں خشک زمین پر ہو کے پار گئے اور ایسا ہؤا کہ جب پار ہوئے تب ایلیاہ نے الیسع کو کہا کہ اس سے آگے کہ میں تجھ سے جُدا کیا جاؤں مانگ کہ میں تجھی کیا دُوں تب الیسع بولا مہربانی کر کے ایسا کیجئے کہ اوس رُوح کا جو تجھ پر ہے مجھ پر دوہرا حصّہ ہو تب وُہ بولا تو نے بھاری سوال کیا سو اگر تو مجھی آپ سے جُدا ہوتے ہوئے دیکھی گا تو تیرے لئے ایسا ہی ہوگا اور اگر نہیں تو ایسا نہ ہوگا۔ اور ایسا ہؤا کہ جوہیں وی دونوں بڑھے اور باتیں کرتے چلی جاتے تھی تو دیکھ کہ ایک آتشی رتھ اور آتشی گھوڑوں کے درمیان آکے اون دونوں کو جدا کر دیا اور ایلیاہ بگولے میں ہو کے آسمان پر جاتا رہا۔ صحیفہ ملاکے باب چہارم آیۃ پنجم دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیاہ نبی کو تمہاری پاس پہنچوں گا اور وُہ باپ دادوں کے دلوں کی بیٹوں کے طرف اور بیٹیوں کی دلوں کو اون کی باپ دادوں کے طرف مائل کرے گا تا ایسا نہ ہو کہ میں آؤں اور سرزمین کو لعنت سے ماروں۔ رسولوں کے اعمال باب اول ای تہیوفلس وہ پہلی کیفیت میں نے تصنیف کے اون سب باتوں کے جو کہ یسوع شروع سے کرتا اور سکھاتا رہا اوس دن تک کہ وُہ اُن پر رسولوں کو جنہیں اوس نے چُنا تھا رُوح قدس حکم دے کر اوپر اٹھایا گیا۔ اون پر اوس نے انہیں مرنے کے پیچھی آپ کو سب سے قوی دلیلوں سے زندہ ثابت کیا کہ وُہ چالیس دن تک اونہیں نظر آتا اور خدا کے بادشاہت کے باتیں کہتا رہا اور اُن کے ساتھ ایک جا ہو کے حکم دیا کہ یروسلم سے باہر نہ جاؤ بلکہ باپ کے اوس وعدہ کے جس کا ذکر تم مجھ سے سُن چکی ہو راہ دیکھو کیونکہ یوحنا نے تو پانی سے بپتسمہ دیا پر تم تھوڑی دنوں کے بعد روح قدس بپتسمہ پاؤ گے تب انہوں نے جو اکٹھی تھی اوس سے پوچھا اے خداوند کا تو ایسے وقت اسرائیل کے بادشاہت کو پھر بحال کیا چاہتا ہی پر اوس نے اُنہیں

کہا تمہارا کام نہیں کہ اون وقتوں اَور موسموں کی جنہیں باپ نے ان پر ہی اختیار میں رکھا ہے جانوں لیکن جب رُوح قدس تم پر آوے گی تم قوت پاؤگے اَور یروسلم اَور ساری یہودیہ و سامریہ نہیں بلکہ زمین کی حد تک میری گواہ ہوگے اور وُہ یہ کہ اون کی دیکھتی ہوئی اوپر اٹھایا گیا اَور بدلی نے اوسی اون کی نظروں سے چھپالیا اور اس کے جاتے ہوئے جب وی آسمان کی طرف رہی تھی دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہن اون کے پاس کھڑی تھی اور کہنی لگی ای جلیلیے مرد تم کیوں کھڑی آسمان کی طرف دیکھتی ہو میں یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اوٹھایا گیا ہی اوسی طرح جس طرح تم نے اوسے آسمان کو جاتے دیکھا پھر آوے گا تب وی اوس پہاڑ سے جو زیتون کا کہلاتا جو یروسلم نزدیک بلکہ فقط ایک سبت کے منزل دُور ہی یروسلم کو پھری۔

از کتاب سلاطین و اعمال رسولان

صعود ایلیاہ و صعود مسیح ابن مریم بجسد ہما العنصری بمشاہد حاضرین وقت ثبوت و نیز پیشگوئی مسیح در بارہ نزول خود و احتیاط نمودن وریں کہ قبل از نزول من بسیار مدعیان مسیحیت پیدا خواہند گشت زنہار زنہار در دام تلبیس و فریب او شان نیایید از کتاب اعمال رسولان معلوم گردید۔

و پُرسیدن حواریان از مسیح در بارۂ تعیین وقت نزول دلالت می کند بر علم حواریاں قبل از سوال خود نزول مسیح را وا و رابغیر استماع از وطریقے نے چنانچہ قرآن کریم خبر از وعدۂ رفع اولاً و از رفع ثانیا دادہ مسیح ابن مریم حواریاں را از وعدۂ رفع مطلع نمود۔

بنا بر علیہ او شاں سوال از تعیین وقت نمودند۔ باقی ماند تحقق نزول ایلیا موعود بہ ظہور مثل او کہ یحییٰ است۔

باید دانست کہ در انجیل تاویل نزول ایلیا بظہور یوحنا یعنی یحییٰ و انکار یحییٰ

ہر دو درباب اوّل از انجیل یوحنا انکار یحییٰ و درباب یازدہم از انجیل متی قول عیسےٰ علیہ السّلام درحق یحییٰ کہ ایں ہماں ایلیا موعود است مذکور اند۔ ہر کسے چونکہ اعلم و دانا تر بحال خود می باشد از دیگرے قول یحییٰ را اعتبارے خواہد بود و کم از کم بلحاظ مساوات متعارضہ شدہ ہر دو از پایۂ اعتبار ساقط خواہند گشت۔

وحق آنست کہ مثبت نزول مسیح قرآن کریم و احادیث صحیحہ ہستند و کتاب اعمال رسولان نیز بالصراحۃ کاشف ایں معنی است و قصۂ عود ایلیا۔ غایت ما فی الباب نظیر شدہ می تواند نہ مثبت و آں (نظیر بودن) ہم بعد ازاں کہ قرآن کریم و مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم خبر از حال شخص معین دادہ باشد بہ محل ثبوت نمی رسد چہ ایں جا مجرد تخمین و احتمال بکار نمی آید سندے قوی باید از کتاب و سنّت نمی بینی ہزارہا نظائر پیدائش افراد نوع انسانی در دست ماست۔

روزمرّہ می بینیم کہ سلسلۂ توالد و تناسل از نطفۂ منی کہ از پشت پدر و سینۂ مادر می جہد جاری است معہذا در آدم و حوّاء بالاتفاق و مسیح ابن مریم نزد کافۂ اہل اسلام نظائر مذکورہ ہیچ فائدہ نمی بخشند کہ اوشاں را نیز حملاً بر نظائر غیر معدودہ مخلوق از نطفۂ مادر و پدر گوئیم از برائے ہمیں کہ نص درحق ایشاں وارد است۔

بالفرض یک نظیر عود ایلیا ثانیاً در دنیا بہ مثیل خود اگر مسلم داشتہ ہم شود بعد از ورود نصوص چگونہ مثبت نزول ابن مریم بہ مثیل خود شدہ می تواند بالجملہ حمل بر نظائر در صور غیر منصوصہ مناط حکم شدہ می تواند آں ہم بر سبیل ظن ایں جا مانیز اگر بر مسلک جناب سخن رانیم یعنی بودن یحییٰ مراد از ایلیا می خواہد کہ مثیل مسیح نیز بہ ہی وقت باید بود چنانچہ ایلیا و یحییٰ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا[1] گفتہ می توانیم و بودن جناب

---

[1] سورۃ الفتح، آیت ۲۳ ۱۲

نبی لبشہادت علمآء اُمتی کانبیآء بنی اسرائیل مفید نمی آید چہ نظر بنظیر نبوّت
تشریعیہ باید مثل یحییٰ نہ غیر تشریعیہ۔
شاید جناب خواہند فرمود کہ مماثلت مستلزم مشارکت فی جمیع الاوصاف نیست
ما نیز گفتہ می توانیم کہ نزولِ ایلیا یعنی نظیر بودنش مستلزم نزولِ مسیح علی طبق خصوصیاً تہ
نیست ما را بعد ازاں کہ قرآنِ کریم و احادیثِ صحیحہ و اجماع شہادت بر رفع و نزولِ مسیح
دادہ احتیاج بسوئے سوال اہلِ کتاب نیست کہ آں ہم مشروط است بشرطِ عدمِ علم
کما قال عزمن قائل فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔[1]
ایں توجہ بجانبِ کتابِ سلاطین و صحیفہ ملاکی و کتابِ اعمالِ رسولان محض تعمیل الشأ
جناب را نمودہ شد لکن آنہا ہم برحسب قرآنِ کریم و سُنّت و اجماع شہادت دادہ
مزید برآں اجتناب از مسیحان کاذب ناصح بالاصرار گشتہ اند۔
ایں فائدہ زائدہ را گویا از احسانِ جناب می فہیم۔ و دریں اناجیل مصنوعہ کاذبہ
کہ از قیامِ مسیح من الاموات و قصّۂ موت و بردار کشیدن او خبر دادہ انداز اکاذیب اہلِ
تثلیث چگونہ برخلاف قرآنِ کریم برآنہا اعتماد کنیم عیسائیاں خود اتفاق دریں امر ندارند۔
ایوّب درباب ہفتم درس نہم از کتابِ خود گفتہ (کما یضمحل السحاب و
یذھب ھکذا من یھبط الی الھاویۃ لایصعد) ترجمہ فارسی ۱۸۴۵ء
ابر پراگندہ شدہ نابود می شود بہ ہمیں طور کسے کہ بقبر می رود نمی آید۔ و درس دہم
(ولا یرجع ایضا الی بیتہ ولا یعرف ایضا مکانہ) بخانہ اش دیگر برنخواہد گردید
و مکانش دیگر وے را نخواہد شناخت)
و درباب چہار دہم کتابِ خود ۳ والرجل اذا اضطجع لا یقوم حتی

---

[1] سورۃ النحل، آیت ۴۳   ۱۶

تبلی السمآء لا یستیقظ من سباتہ ولا یتنبہ ۴ لعل ان مات الرجل یحییٰ) ترجمہ فارسیہ ۱۸۳۸ء۔ انسان می خواہد ونخواہد برخاست ماد امیکہ آسمان محو نشود بیدار نخواہد شد و از خواب بر نخواہد برخاست) آدمی ہرگاہ بمیرد یا زندہ می شود۔ الخ

و مرقس در آیت بیست و پنجم باب پانزدہم می گوید کہ بر صلیب دادند اورا در ساعت سیوم و یوحنا در آیت چہاردہم باب نوزدہم انجیل خود می نویسد کہ بود مسیح تا ساعت ششم نزد بیلاطس و متی در باب بیست و ہفتم می نویسد (و نحو الساعۃ التاسعۃ صرخ یسوع بصوت عظیم قائلا ایلی ایلی لما سبقتنی ای الٰھی الٰھی لماذا ترکتنی۔

و در باب شانزدہم انجیل مرقس (الوی الوی لما سبقتنی و در باب بیست و چہارم انجیل لوقا (ونادی یسوع بصوتِ عظیم و قال یا ابتاہ فی یدیك استودع روحی)

بلکہ اگر تامل و تدبر بلیغ را در کتابہا ایشاں بکار بردہ شود نبوتِ عیسٰے علیہ السّلام و بودن او مسیح موعودِ صادق ہم بہ پایہ ثبوت نمی رسد العیاذ باللہ از برائے آنکہ یو اقیم بن یوشیا وقتے کہ صحیفہ ارمیا علیہ السّلام را سوختہ بود وحی بر ارمیا علیہ السّلام نازل گشت (می گوید رب در ضد یو اقیم ملک یہود کہ نخواہد بود از وکسے نشنیدہ بر کرسی داؤد علیہ السّلام) و عیسٰی علیہ السّلام چونکہ از اولاد یو اقیم حسب و نسب مذکور در انجیل متی است پس نخواہد بود قابل برائے نشستن بر کرسی داود بحکم وحی ارمیا ـــــــــ

و چونکہ قبل از وایلیا نیامدہ از برائے آنکار یحییٰ و خلافِ عقل است کہ ایلیا من جانب اللہ فرستادہ شود و صاحبِ وحی و الہام نیز باشد مہذا لنفس خود را نشناسد بنا بر اں عیسٰی مسیحِ موعود صادق نخواہد بود۔ حمد بے انتہا و

ثنا ر الحصٰی مرخالقے راست کہ نجات داد مارا ازیں چنیں مہالک بواسطہ نبی وصفی خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم تاکہ اعتقاد نمودیم باآں کہ عیسٰی ابنِ مریم نبی صادق ومسیحِ موعود وبری است از دعوٰی الوہیّت وقصہ ادعاء او الوہیّت را ہمچنیں بردار کشیدن و مدفون نمودن بعد ازاں زندہ شدن ہمہ از مفتریات کسانیست کہ وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْہِ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْہُ مَالَھُمْ بِہٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ تکذیب اوشاں نمودہ۔

واستبعادِ عقلِ انسانی زندہ برداشتہ شدن را بجانبِ آسمان بقولہٖ وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا یعنی خداوند غالب است بر ہر شئ وحکیم است پس نظر بہ غلبہ او رفع جسمی را از مستنکرات نہ پندارید ودریں حکمت است کہ ارادہ ظہورِ اجابتِ دُعا او را نمودہ ایم واو را از علاماتِ قیامت ساختہ ایم وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیز ہماں رنگ استبعاد واستنکار را با ادوات تاکید واستشہاد آیت وبیان حلفے از قلبِ مؤمنین بزدودہ مبادا کہ کسے را از امتِ من ہماں شخص ایرانی از جا بلغزاند ودر چاہ ادعاء مسیحیت موعودہ کہ ہماں انکار بناء اورا مشیّد ومرصّص است نیندازد۔

قولہ[۱] درا ثنائے سیاحت ہم براں نسق نزولِ اجلال در خطہ دلپذیر کشمیر فرمودہ ہم دراں مقام بعد از استیفائے یک صد و بست سال از عمرِ خویش با اخوانِ دیگر از انبیاء پیوست مزارِ شریفش در بلدۂ سری نگر محلہ خان یار مزار و متبرک است اہالیٔ آنجا آں جناب را بنامِ شہزادہ یوز آسف یاد کنند وجملۃً برانند کہ نوزدہ صد سال است ایں نبی بزرگ فوت کردہ۔

اقول۔ صد آفرین بر ہمتِ مردانہ جناب علاقہ مماثلت را کماحقہا تکمیل فرمودند۔

---

[۱] ایام الصلح صـــ ۱۱۲ ۱۲

مماثل خود را از دستِ جفاکیشاں صلیبی نجات دادہ با قامتِ خطۂ دلپذیرِ کشمیر تدارک نمودند لکن حدیثِ صحیح لعن اللّٰہ الیہود والنصارٰی اتخذ وا قبور انبیآئھم مساجد شاہد عدل است بریں افتراء و بہتان چہ حسبِ مضمون حدیث قبرہا انبیاء را مسجد گاہ گرفتن خاصۂ غیر منفکہ یہود و نصارٰی است۔

واز عرصۂ نوزدہ صد سال تا ایں دم کسے بنی نفس ندیدہ کہ نصارٰی قبر یوز آسف را سجدہ گاہ گرفتہ اند و چرا گیرند کہ او شاں حسبِ شہادتِ کتاب اعمال رسولان از جبل زیتون مرفوع الی السمآء می دانند و محل رفع تا ایں دم مزار و مرجع نصارٰی است۔ شہزادگی و نزاکت و جلوہ دہی را برخلق بہ رسم و آئین شاہزادگان بہ مسیح مقرور و مجروح حسبِ زعم جناب و بریک جامہ و قوت بر در ختاں قانع چہ نسبت۔ یوز آسف و مسیح یسوع را چہ تناسب۔ اگر اہالی آں جا او را قبرِ مسیح دانستہ باشند ممکن است کہ حسبِ عادتِ جبلیہ خود از تضرع و زاری در روز و شب خالی گذارند وشہرتِ ایں معنٰی مثل شیوع موئے مبارک علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام جہانے را نگرفتہ باشد۔

ثبوتِ ایں راہمتِ علیا لبس است کہ تصدیق بجز فرستادۂ خود حاصل نمودہ اند دلیل ثبوت فرار و سائر ادلہ مندرجہ ایام الصلح یک رنگ اند بعد تامل دیکھے ازاں ہا احتیاج بغور در دیگرے نمی ماند بنابرٗ علیہ چند ادلہ باقی ماندہ بطریقِ اختصار ذکر نمودہ می شود۔

سوال از مرکب اضافی یعنی قبور انبیآئھم کہ در حدیث مذکور گشتہ مقبور و مدفون بودن مسیح ثابت می شود؟

جواب۔ مرکب اضافی برائے عدم اشتمال او بر حکم افادۂ ثبوت مقبوریت مسیح نمی بخشند و نسبت مزعومہ و مخیلہ کفایت می کند برائے وقوعِ او طرف کلام

نظیرش در کلام قرآنِ مجید اٰلھتھم و اٰلھتنا است ۔ مرکباتِ اضافیہ را در رنگ کلام تام مفید حکم دانستہ در چاہِ ضلالت او فتادن نہ تنہا خود بلکہ دیگراں را ہم ازادۂ اوہام نمودؔ ایں ہمہ از بے علمی و نادانی است ۔ و برائے تحقّقِ اضافت مزعومہ وجود ہماں قبر کہ متصلِ صلیب در باغ نمودہ بودند کافیست و نیز چونکہ ایمان بہ نبی وقت مستلزم ایمان بہ انبیاء سابقہ می باشد بنائً علیہ انبیاء یہود را انبیاء نصاری ہم گفتہ می شود و محل برائے تحقق مضمون حدیث شریف مذکور پیدا می گردد۔

در ازالۂ اوہام یا ازادۂ اوہام ۔ مکاشفاتِ اکابر اولیا را بر صدقِ دعوٰی خود دلیل آوردہ اند افسوس است کہ کسے نمی گوید کہ قرآنِ کریم و مکاشفاتِ نبویہ علٰے صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام و مکاشفاتِ بزرگانِ اُمت کہ جناب ہم بہ قولِ اوشاں مثل محی الدین ابنِ عربی و جلال الدین سیوطی سند می گیرند ایں ہمہ ناسموع و مکاشفہ فلانے و فلانے برہانِ قوی مع آنکہ فلاں بہ تخصیصِ اسم ہم جناب را ہم نہ گرفتہ باشد۔

ازانجملہ آنکہ از دمِ مسیح کافر خواہد مرد مطلبش آنکہ دلائل کاملانش بحدے رسیدہ باشند کہ مخالف و منکر قوت مقابلۂ آنہا نخواہد داشت۔

اقول کمالیّتِ دلائل لاریب از کمالیتِ مدعٰی در قلعۂ حصین زعم و خیال متحصن ماندہ و پیرایہ از وجود واقعی نیافتہ تا کہ در نظر منکراں و مخالفاں آید و اوشاں متوجہ جدال و قتال او کردند کم کسے است کہ در عالمِ زعم رفتہ و از کمین گاہ مناشی فاسدہ بدر کردہ بہلاک رساند۔

ازاں جُملہ حسبِ اعدادِ آیت وَاِنَّا عَلٰی ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ کہ دوازدہ صد و ہفتاد و چار می باشد [۱۲۷۴] زمانۂ ضعفِ اسلام و خروجِ دجال ہماں زمانہ است۔

اقول ۔ بودن قرآن کریم آمر و ناہی و مخبر از حیثیت وضع لغتِ عربیہ است بنائً علیہ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ و جائے دیگر اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا

لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ فرمودہ نہ از جہت اعداد جمل ـــــــ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ ادائے نماز و زکوٰۃ را الی یوم القیامۃ فرض نمودہ نہ تا وقتِ اعدادِ آیتِ مذکورہ علیٰ ہذا القیاس تمہید غلط و تفریع غلط۔

ازاں جملہ مسیح بعد موسیٰ علیہ السّلام بہ چہاردہ ۱۴۰۰ صد سال برائے اصلاح یہودیاں آمدہ وقتیکہ مغز و بطن توریت از یہودیاں برداشتہ شدہ بود علیٰ ہذا در ہم چنیں زمانہ ایں عاجز نیز آمدہ۔

اقول آمدن مسیح بعد موسیٰ علیہم السّلام بشانزدہ ۱۶۰۰ صد از کتب تاریخ ثابت است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد از موسیٰ بہ بیست و دو ۲۲۰۰ صد سال رونق افزائے عالم گشتند و بعد از مسیح بہ پنج صد و ہفتاد ۵۷۰ سال ازیں ظاہر است کہ مسیح بعد موسیٰ بہ شانزدہ صد سال ظاہر گشتہ۔

بالفرض اگر آمدن مسیح بعد موسیٰ بچہاردہ صد سال مسلم داشتہ شود تاہم مقصود جناب حاصل نمی گردد الا بر تقدیر ظہور بعد چہاردہ صد در سنہ چہاردہ صد و چند۔ و باز از سر نو بطن و مغز قرآن را کہ جناب از آسمان بر زمین آوردہ اند مشہور خواص و عوام شدہ۔

ازاں جملہ ظہور مسیح در آخر الف ششم ضروری است و آں ایں عاجز است۔

اقول ثبوتِ ایں امر کہ ظہورش در آخر الف ششم ضروری است محض در ظرفِ خیال جناب است۔

ازاں جملہ علامت مسیح موعود خروج دجال و خرِ او و ظہورِ دخان و یاجوج و ماجوج و ایں ہمہ بعرصہ وجود آمدہ مراد از دجال علماء عیسائیاں و از خر ریل و از دخان قحط و از یاجوج و ماجوج نصاریٰ و روس و از دابۃ الارض علماءِ اسلام است۔

اقول ایں ہمہ یعنی علماءِ اسلام و علماءِ عیسائیاں و قحط نصاریٰ و روس از

عرصۂ دراز موجود اند و مسیح چرا توقف نمودہ و نیز شخصیتِ دجال بعد ثبوتِ او از
احادیثِ صحیحہ چنانچہ عنقریب می آید مستلزم است شخصیتِ خر خود را و نیز مبطل است
تاویل مذکور را۔

ازاں جملہ الآیات بعد المائتین یعنی نشانیاں بعد گذشتن دو صدی ظاہر
خواہند شد مراد از آیاتِ کبریٰ ہستند چرا کہ صغریٰ در زمانۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ظاہر بودند پس آیاتِ کبریٰ کہ در صدی سیزدہم ظہور پذیرفتہ دعویٰ من است۔

اقول۔ بعد المائتین را مقید بہ صدی سیزدہم نمودن استنباط جناب است
بے وجہ نزد امام جعفر صادق ظہور آیاتِ کبریٰ مثل قتل و زلازل و طاعون و وبا بافراد
از صدی سیوم شدہ و ہمیں است مطابق واقع و مفہوم لفظ بعد المائتین و تائید میکند
او را قرون مشہود لہا بالخیر۔

بالفرض اگر از لفظ بعد المائتین صدی سیزدہم ہم مراد داشتہ شود پس مفادِ
حدیث ہمیں قدر خواہد بود کہ آغاز آیاتِ کبریٰ از صدی سیزدہم است نہ آنکہ ہمگی
آیاتِ جملہ موجود خواہند گشت تا کہ ظہورِ مسیح من جملہ آنہا نیز واجب التحقیق باشد۔

اقول علاماتِ مسیح صادق۔ علامتِ اول[۱] کثرتِ مال بحدیکہ قبول نخواہد
کرد او را کسے چنانچہ در صحیحین و یکثر المال حتی لا یقبلہ احد علامتِ ثانیہ
(دوم[۲]) در صحیحین و تکون السجدۃ الواحدۃ خیرا من الدنیا و ما فیہا
یعنی یک سجدہ بہتر و عزیز خواہد بود از ہمہ دنیا۔ علامتِ سیوم[۳] باہم بغض و حسد
دور خواہد گشت اولادِ انسان با مارہا و شیر با بز بازی نمایند و یکے برادر بر برادرِ دیگر حسنِ
ظن پیدا خواہد نمود۔ از انصاف بفرمایند کہ در زمانۂ جناب کدام یکے از ایں ہا موجود است۔

جناب مرزا صاحب در ازالہ صفحہ ۲۲۴ می فرمایند احادیث متفق علیہا
بخاری و مسلم کہ از کبار صحابہ مروی اند ابن صیاد را دجالِ معہود و بآخر در گروہِ مسلمانان

داخل نمود خبر از مُردن او داده اند و در ازالہ صفحہ ۲۲۷، گفتہ ایں واقعہ مسلمہ است کہ بعد خروجِ دجال معہود کسے کہ نزول کند ہماں مسیح صادق است۔

اقول۔ بعد انضمام ہر دو قول نتیجہ حاصل گشت (مرزا صاحب مسیح صادق نیست) چہ آمدن مسیح موعود بعد خروجِ دجال ضروری بود و دجال قبل از مسیح موعود بسیزدہ صد سال مسلمان گشتہ مُرد۔

حدیث شریف "چگونہ ہلاک خواہد گشت امتے کہ اول او من و درمیان او مہدی و آخر او مسیح ابن مریم" تکذیب می کند مہدویت و مسیحیت یک شخص را چنانچہ ظاہر می نماید موضوعیت "لا مهدی الا عیسٰی" را مع آنکہ مضمون او مشعر است بموضوعیت او و من جملہ دلائل ثبوتِ موضوعیت بطلان مضمون فی نفسہ را نیز شمردہ اند۔ (تشریح) مُراد از مہدی یا معنی عَلَمی است یا وصفی و ہر دو باطل۔ چہ بر تقدیر اول معنی او و دنیست مہدی مگر عیسٰے" مع آنکہ کسے نہ گفتہ و دانستہ کہ عیسٰی را نام مہدی ہم بود؟ و بر تقدیر ثانی حصر مہدویت در و باطل مع بطلان تخصیص وصف مہدویت علیٰ ہذا القیاس احادیثِ صحیحہ در نزولِ مسیح و خروجِ دجال بحدِ تواتر معنی رسیدہ اند و ہر یک مکذّب است برائے دعوائے مسیحیت از شخصے کہ غیر ابن مریم باشد کہ در وقتِ خود نبی بود۔

مقصدِ سیوم در ذکرِ احادیثِ صحیحہ دربارۂ نزولِ مسیح ابنِ مریم وخروجِ دجال وغیرہ اشراطِ ساعت

قبل از شروع در تحریر احادیثِ صحیحہ ذکر بعض وساوس جناب مرزا صاحب بمع دفعِ آنہا ضروری است۔ وسواس اوّل تعجب نیست کہ حقیقتِ کاملہ ابنِ مریم و

دجّال بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم منکشف نشدہ باشد و مراد از ابن مریم مثیل او و از دجّال ہر حق پوش، دنیا پرست، یک چشم یعنی چشم دین ندارد۔

می گویم بخاری و مسلم مرفوعاً از ابن عبّاس آوردہ کہ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم دیدم من در شبِ معراج موسیٰ را گندم گوں، دراز قد، پُر گوشت۔ چنانچہ مردماں عفورہ می باشند و دیدم من عیسیٰ را متوسط پیدائش سُرخ و سفید یعنی ہر دو آمیختہ راست مُو، و دیدم من مالکِ خازنِ نار را و دیدم من دجال را ایں ہمہ را وقت رویت آیات دیدند و ابنِ عبّاس در وقتِ روایت ایں حدیث آیت "فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ"[۱] برائے رفعِ شک مخاطبین می خواند حدیثِ مذکور چونکہ در صحیحین مذکور است۔

و نیز راوی او عبداللہ ابن عباس اُمید کہ جناب مرزا صاحب کشف سید الاوّلین والآخرین را ناقص و مزید براں کشفِ خود را زائد تصوّر نخواہند فرمود۔ و نیز احادیثِ ابن مریم قطعاً دلالت می کنند بر تعیین ہماں ابنِ مریم کہ نبیؑ وقت بود چنانچہ حدیثِ بخاری "لیوشکن الخ قبیل ازیں شنیدی و ہمیں طور احادیثِ دجّال شاہد اند بر شخصیّتِ او۔

حاصل آں کہ مکاشفاتِ نبویہ از قبیل اطلاع الشخص علی الغیب اند مفید علمِ یقینی بدلیل فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ[۲] بخلاف مکاشفاتِ جناب مرزا صاحب کہ بر تقدیرِ تسلیم از قبیلِ اظہار الغیب علی الشخص اند مفید تخمین۔ وسواس دوئیم صحابہ اجماع داشتند بریں کہ ابن صیاد دجال معہود بود و نیز ہمیں بود رائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم۔

---

[۱] سُورۃ السجدۃ، آیت ۲۳ [۲] سُورۃ الجن، آیت ۲۶

گوئم ایں سراسر بہتان وافترا است بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و بر صحابہ
احادیث نزولِ مسیح و خروجِ دجال بروایتِ اجلّہ از صحابہ وائمہ اہل بیت بحدّ تواتر
رسیدہ اسامی رواۃ

۱۔(ابی بکر صدیق) ۲۔(اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ) ۳۔(عبداللہ ابن عباس)
۴۔(عثمان ابن العاص) ۵۔(امین الامت ابی عبیدہ بن جراح) ۶۔(عبداللہ ابن عمر)
۷۔(عبداللہ ابن بُسر) ۸۔(عبداللہ ابنِ مغفل) ۹۔(عبداللہ ابن مسعود) ۱۰۔عامر بن
عبداللہ بن جراح) ۱۱۔(ابوہریرہ) ۱۲۔(معاذ بن جبل) ۱۳۔(صعب بن جثامہ)
۱۴۔(ابوسعید خدری) ۱۵۔(سعد) ۱۶۔(حذیفہ) ۱۷۔(اسماء) ۱۸۔(جابر بن عبداللہ)
۱۹۔(ابی بکرہ) ۲۰۔(انس) ۲۱۔(فلتان عاصم) ۲۲۔مجمن ۲۳۔اسامہ بن زید)
۲۴۔(سمرہ بن جندب) ۲۵۔(مجمع بن جاریہ) ۲۶۔(فاطمہ بنت قیس) ۲۷عمران
بن حصین) ۲۸۔(نافع بن عتبہ) ۲۹۔(ابی زرہ) ۳۰۔(حذیفہ بن اسید) ۳۱۔کیان)
۳۲۔(عمرو بن عوف) ۳۳۔(حذیفۃ بن الیمان) ۳۴۔نواس بن سمعان) ۳۵۔
ابی امامہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

برعکس ایں در ازالہ صفحہ ۲۳۹ گفتہ کہ خروج دجال معہود و نزول ابن مریم
در زمانۂ آخرین ایں ہر دو را عقیدۂ اجماعیہ صحابہ قرار دادن چہ قدر تہمت است
بریں بزرگواران ۔۔۔ و در ازالہ صفحہ ۲۳۰، گفتہ کہ گروہ عیسائیاں بلاشبہ دجال
معہود است۔

می گوئم در بارہ اجماع صحابہ و رائے مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آنچہ
بہتانِ صریح گفتہ قابلِ غور است و واجب الاحتراز عجب حیرانم از یں شطرنج بازی،
گاہے ابن صیاد را دجال معہود گفتہ از عرصۂ سیزدہ سال در مدینہ میراند و گاہے گروہِ
عیسائیاں را مصداق دجالِ معہود می گرداند۔ تارۃً حدیث نواس بن سمعان را بشہادت

آیاتِ قرآنیہ وعلی ہٰذا حدیث مدفون شدن مسیح در روضۂ مطہرہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہر دو را موضوع قرار می دہد واحیاناً خود مصداق ہر دو بتاویل در رد پا می گردد۔

وایں تاویلات واہیہ ازاں فروتر اند کہ عاقل برائے اظہار مفاسد آنہا تضییع وقت نماید ہیچ کس قبول کردہ می تواند کہ قوم اقبالمند و واعظین از عیسائیاں دجال موعود اند۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در احادیث مطہرہ چنداں توضیح در بیان دجال بقید علامات وحلیہ ونشانہا و اطوار کاہنانہ وساحرانہ او چرا فرمود۔ وحمل نمودن او را بر مکاشفۂ اجمالیہ تعبیر طلب چنانچہ نزد امام الصلح از قبیل دیدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وبائے مدینہ را در صورت زن پراگندہ حال از قبیل قیاس مع الفارق است چہ ایں ہمہ داخل آیتِ کبرٰی اند کہ در شبِ معراج دیدہ شدہ بودند وظاہر است کہ آدم ونوح وابراہیم وموسٰی ومالک خازن وغیرہ وغیرہ ہمہ باقی بر ظاہر خود اند نہ مؤول پس ہمیں طور مسیح و دجال وغیرہ ونیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در بیان دجال دعوٰی زیادت توضیح بر انبیاء سابقہ فرمود کہ مبنی است بر کشفِ تفصیلی وجلی وفرق ظاہر است میان رویت وبا در صورتِ زن پراگندہ موی ومیاں آں کہ شخصے را بہ تعیین حلیہ واسم وصفت یا بخطاب فرمودہ باشند کہ یا فلانے یا با تو اے فلاں معاملہ چنیں خواہد شد در پیشین گوئی ہا در حق مرتضٰی وحسنین وامثال آنہا کہ می آیند تامل باید نمود و ازیں قبیل است احادیث ابن مریم و دجال بالجملہ تشکیک در امثال بغیر از نقصِ ایمانی متصور نے۔ باز آمدیم بسر تاویل دجال دولتمنداں وعیسائیاں۔

خدا را از سرِ انصاف بفرمایند کہ در زمانۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسے دولتمند حق پوش یک چشم عاری از چشمِ دین ودرتہ واعظین از عیسائیاں نبود آیا دارائے ایران مجوس آتش پرست ومصدق زند کہ از تصدیق بہ کسے بنی انا نسیاً

محروم بودند علیٰ ہٰذا ہنود در ہند مستغرق انواعِ شرک و ہمیں طور عیسائیان صلیب پرست موجود نہ بودند چرا بسوئے کسے اشارہ نفرمودہ و اُمت را در گرداب حیرت برعکس فصاحتِ لاثانیہ انداختہ۔

از کتبِ پیشینیاں و احادیثِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ و اجماعِ صحابہؓ و اجماعِ اُمّت دجال شخصے معہود معلوم می شود۔ الا بروفق تحقیق جناب مرزا صاحب کہ بر تمثیلاتِ خانہ زاد مثل لکل دجال عیسیٰ عمارت دعویٰ خود برافراشتہ اند و اعجب العجائب آں کہ مسیح وقت دیگراں را کرایہ دادہ بر خرِ خود سوار میشود۔

در ازالہ جناب مرزا صاحب ابنِ صیاد را بشہادتِ حلفی عمرؓ دجال معہود دانستہ و منع فرمودن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرؓ را از قتلِ او مع اظہارِ ایں کہ او اگر دجالِ معہود است پس نیستی تو قاتلِ او کہ آں عیسیٰ ابنِ مریم خواہد بود۔ خیال نہ فرمودند و احادیثِ دیگر را کہ مشتمل اند بر نوشتہ بودن ک ف ر بر پیشانی او مضطرب قرار دادہ اند۔

باید دانست کہ ایں جا بسیار کساں چونکہ باصل حقیقت پے نبردہ اند قائل بہ مضطرب بودن احادیثِ دجال گشتہ اند و حقیقتِ امر آں کہ اولاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حسب سُنتِ انبیاء سابقہ اُمت را از دجال خوف دادند و بر بیانِ بعض علاماتِ او اکتفاء فرمودند کہ در خانہ والدینِ او تا سی ۳۰ سال اولاد نشدہ باشد بعد ازاں یک طِفل در خانہ او شاں پیدا خواہد بود۔ یک چشم بزرگ دندان کم منفعت۔ چشمانش خوابیدہ و دل بیدار پدرِ او دراز قد خشک گوشت بینی او مثلِ منقار۔ و مادرِ او فربہ جثہ دراز ہر دو دست دراز۔ و ایں ہمہ در ابنِ صیاد موجود

بودند۔ قصۂ رفتن ابی بکرہ صحابی مع زبیر ابن العوام نزد او باز شیوع ایں امر کہ تشریف بردن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در احادیث خواہد آمد لکن سلہ امر دریں حدیث ضروری الرعایۃ اند اول قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد یقین نمودن عمرؓ در حق ابن صیاد کہ ہمیں است دجال وارادۂ قتل او ان یکن ھو فلست صاحبہ انما صاحبہ عیسٰی ابن مریم یعنی اگر ابن صیاد ہماں دجال معہود است پس قاتل او تو نیستی۔ جز ایں نیست قاتل او عیسٰی ابن مریم است پس حسب تحقیق مرزا صاحب ابن صیاد را دجال معہود گفتہ شود۔ زندہ ماندن او تا زمانِ صاحب او عیسٰی ابن مریم کہ مرزا صاحب است حسب فقرۂ حدیث ضروری خواہد بود و محفوظ ماندن او از تغیر جسمی واجب التسلیم خواہد شد۔ بالجملہ امورے کہ در حق مسیح ابن مریم اعتقاد بآنہا موجب شرک بود در بارۂ دجال واجب التسلیم خواہند گشت و دجال را مرتبہ برمسیح ابن مریم خواہد بود۔ دوئم صحابہ الفاظ نبویہ را بر ظاہر حمل نمودہ بودند نہ آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ در رنگ استعارہ فہمیدہ باشند والا پس رفتن نزد شخص واحد و او را دجال معہود خیال نمودن چہ معنی دارد۔

ازیں امر فہمیدہ باشی کہ تاویل دجال بہ ہزارہا دولت مندان خلاف مرادِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و صحابۂ کرام است از لفظ دجال سیوم آنکہ چونکہ آں شخص واحد کہ مصاحب او عیسٰی ابن مریم است خواہ مراد ازیں عیسٰی مرزا صاحب باشند تا ایں زمانہ خروج نہ کردہ باید کہ حسب فقرۂ حدیث جناب مرزا صاحب قبل از خروج آں شخص دعوی مسیح موعود نہ نمایند۔ باز آمدیم بسر ایں کہ بعد علم بعلامات مذکورۂ دجال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را علم بعلامات زائدہ دادہ شد۔ چنانچہ از احادیثِ دیگر ظاہر است مثل بودن ک ف ر مکتوب میانِ دو چشمانِ او و شل بودن او و از زمین مشرق تمدنی

حضرت انس می فرمایند ہفتاد ہزار یہودی اصفہان تابع دجال خواہند بود و بر ہریک باشد چادر سیاہ مسلم و نیز بخاری از انس آوردہ کہ دجال وقتے کہ بجانب مدینہ خواہد آمد فرشتگان را چوکیدار مدینہ خواہد یافت پس نزدیک مدینہ نخواہد آمد و در بخاری و مسلم از انس مروی است کہ ہر یک نبی اُمتِ خود را از یک چشم کذاب ترسانیدہ است کہ خبردار باشید کہ آں یک چشم خواہد بود و خدائے شما یک چشم نیست و میانِ ہر دو چشمانِ او "ک ف ر" نوشتہ خواہد بود۔

ازیں ہمہ بوضوح پیوستہ کہ ابن صیاد دجال نبود محض صحابہ قبل از استماع جمیع علاماتِ او رایقین نمودہ بودند۔ عمر رضی اللہ عنہ خود در زمانِ خلافت بر سرِ منبر آمدہ بحضر جم غفیر عدم تصدیق را بخروج دجال از علاماتِ قیامت شمردہ۔

چنانچہ شاہ ولی اللہ در ازالۃ الخفا آوردہ واخرج احمد عن ابن عباس قال خطب عمر بن الخطاب وکان من خطبتہ وانہ سیکون من بعدکم قوم یکذبون بالرجم وبالدجال وبالشفاعۃ الخ ازیں ظاہر است کہ عمر رضی اللہ عنہ از آں زعمِ خویش بعد استماعِ دیگر علامات رجوع فرمودہ۔ ایں است تحقیق مقام واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ وحدیث تمیم داری عنقریب می آید۔

جناب مرزا صاحب بریں حدیث نیز خندہ می فرمایند کہ ملایانِ زمانہ را باید کہ دجال وجساسہ او را از کسے جزیرہ تلاش کردہ بیارند و مردماں را بنمایند گوئیم قصۂ اصحاب کہف در قرآن مجید بہ بیانِ واضح مذکور است شما را باید کہ اول اصحاب کہف را از غار تلاش کردہ بدر آرید تا کہ مردماں را قوت در ایمان و ہمت در مقابلہ اعدا و دین پیدا آید۔

بالجملہ مسلماناں را باید کہ پیشین گوئیہائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را

بصدقِ دل دائما بر الفاظِ ظاہری محمول دانستہ قبول نمایند الا در وقتِ قیام قرینہ صارفہ چنانچہ در مقدمہ ذکر کردیم۔ و در مغالطہ مرزا صاحب نیایند کہ پیشین گوئی ہا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم را از قبیلِ خواب وکشفِ اجمالی تعبیر طلب مع امکانِ خطا در تعبیر می گویند ونمی دانند کہ فرق بیّن است میانِ مکاشفۂ اجمالی تعبیر طلب چنانچہ در منام معانی متمثل بہ صور گشتہ محسوس می گردند لہٰذا محتاجِ تعبیر می باشند و میانِ مکاشفۂ تفصیلی عینی کہ عبارت از معائنۂ چیزے قبل از ظہورِ او۔

وقولِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم ھلاك امتی علی یدی اغیلمة سفھاء۔ بخاری ونیز از اسامہ بن زید قال اشرف النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم علی اطم من اطام المدینة فقال ھل ترون ما اری قالوا لا قال فانی لاری الفتن تقع خلال بیوتکم کوقع المطر۔ بخاری۔

واحادیثِ نزولِ مسیح وخروجِ دجال وامثالِ آنہا ہمہ از قبیلِ مکاشفۂ عینیہ اند۔ و دیدنِ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم دستوانہائے زر کہ تعبیر از آں ہا صاحب صنعاً وصاحب یمامہ فرمودہ بودند وہمچنیں زنِ پراگندہ سر راکہ عبارت از وباء مدینہ بود وامثالِ آنہا از قبیلِ مکاشفۂ اجمالی اند محتاج بہ تعبیر لکن ایں قسم نیز بعد تعبیر مثلِ اوّل واضح وغیر محتمل می گردد وخطا در تعبیر اگرچہ علی سبیل الندرة ممکن لکن ایں قسم نیز بعد تعبیر مثلِ اوّل واضح وغیر محتمل می گردد وخطا در تعبیر اگرچہ علی سبیل الندرة ممکن لکن بقاء علی الخطاء مدت العمر منافی عصمت وشانِ نبوّت است۔

الہامِ جناب مرزا صاحب وپیش گوئی اوشاں کما ہو بظہور می آید یعنی عیسٰی موعود توئی والہامِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم وپیش گوئی او اجمالی باشد با امکانِ خطا در تعبیر تا مدتے نہ علی الاستمرار یا تفصیلی شاید معلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم العیاذ باللہ کم است از ملہم مرزا صاحب یا استعدادِ نبوی علی صاحبہ الصلوٰة والسلام

ناقص از استعداد مرزا صاحب نعوذ باللہ من شر ور انفسنا و من سیئات اعمالنا۔

ارے امکانِ خطا در تعبیر اگرچہ علی سبیل الندرت مسلم لکن بقا علی الخطا منافی است برائے عصمتِ نبی بخلافِ تنبیہ بعد از خطا کہ اساسِ صدق را دوچنداں مشید است بنائً علی ماذکر۔

بقائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تا وقتِ رحلت برخطا در نزولِ ابن مریم و خروج دجال کہ ہر دو را بعینہٖ شخصِ معین دانستہ بود منافی خواہد بود برائے عصمت او صلی اللہ علیہ وسلم العیاذ باللہ۔

برادرانِ اسلام بخدائے عزّ وجل ہرگز بحسد و عنادنمی گویم آنچہ میگویم محض حسبۃً للہ برائے نصیحت متنبہ می سازم از یں چنیں عقائدِ فاسدہ مجتنب باشند۔ چند پیشین گوئیاں نوشتہ می شوند ملاحظہ فرمائید کہ ظہورِ آنہا کما ھو آمدہ بالطریق خطا

۱۔ بود شخص کاتب وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آخر الامر مرتد گشتہ بمشرکین پیوست۔ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایں را زمین قبول نخواہد کرد آخر ہمیں طور گشت۔ وقتیکہ مرد او را در زمین چندیں مرتبہ دفن نمودہ ہرکرّۃ زمین او را بیروں می انداخت تا بایں حد کہ کفار تنگ شدہ او را بیروں گذاشتند۔

بخاری و مسلم از انس

۲۔ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ یک جماعتِ مسلماناں خزانہ شاہِ فارس را کہ در محل سفید است خواہد کشود۔ چنانچہ مطابق فرمودہ در خلافتِ عمرؓ جماعتِ مسلماناں از محل سفید خزانہ اخراج کردند۔ مسلم جابر بن سمرہ

۳۔ شخصے بدستِ چپ می خورد فرمود او را آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدست راست بخور گفت بدستِ راست خوردہ نمی توانم ازیں قول او از جہتِ شرارت یا

بطریقِ دروغ بود) پس فرمود صلی اللہ علیہ وسلم تو خوردہ نمی توانی۔ بعد ازاں آں شخص گاہے دستِ راست را بسُوئے دہاں بر داشتہ نمی توانست مسلم عن سلمہ بن اکوع۔

۴۔ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امشب یک ہوا سخت خواہد وزید ہر کہ درو استادہ شود او را ضرر خواہد رسید۔ در ہماں شب شخصے کہ در ہوا ایستادہ بُود ہوا او را برداشتہ میانِ دُو کوہ انداخت۔ بخاری و مسلم عن ابی سعید ساعدی

۵۔ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شما مصر را فتح خواہید نمود و گفت ابوذر را کہ ہر گاہ بینی دو شخص را در جائے مقدار دو خشت باہم تنازع می کنند تو ازانجا بیروں آئی گفت ابوذر ہمچنیں واقع شد مسلماناں مصر را فتح کردند و دیدم عبدالرحمٰن بن شرجیل و برادرِ او را کہ تنازع می کردند در جائے یک مقدارِ خشت پس من از مصر خارج شدم۔ مسلم عن ابی ذر۔

۶۔ حذیفہ می گفت کہ خبر داد مرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از دوازدہ منافق۔ بازفرمود کہ ہشت ازاں ہا بمرضِ دُبیل خواہند مُرد آخر ہمیں طور بوقوع آمد۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر دادہ بود۔ مسلم عن حذیفہ۔

۷۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر دادہ بود کہ زید بن ارقم بعد انتقال مبارک نابینا خواہد شد آخر ہمیں شد۔ دلائل النبوّۃ۔

۸۔ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا را فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد ازمن از اہل بیت من اوّل از ہمہ تو با من مُلاقات خواہی کرد ہم چنیں شد۔ بیہقی عن ابن عباس

۹۔ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہلاکت اُمّتِ من بر دستِ چند نوجوانانِ قریش است۔ بخاری عن ابی ہریرہ۔ مراد ازیں نوجواناں قاتلانِ حضرت عثمان و حضرت

ع مُراد ازیں وصالِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم است۔ ۱۲

علی المرتضٰی وحضرت حسن مجتبیٰ اند و نیز عبید اللہ بن زیاد) ویزید وشمر وحجاج وعبد الملک سلیمان بن عبد الملک۔ مختار وغیرہ وغیرہ۔

در مجمع البحار است کہ ابو ہریرہؓ اشخاص اوشاں را بمعہ اسماء می دانستہ لکن از خوفِ فتنہ ظاہر نمی کرد۔

۱۰۔ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شما پیروی پیشینیانِ خود خواہید نمود بالشت بالشت ذراع ذراع تا بحدّے کہ اوشاں اگر در سوراخ رفتہ باشند شما ہم چنیں خواہید نمود پرسیدہ شد کہ مُراد از پیشینیاں یہود ونصاریٰ اند فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم دیگر کدام (یعنی ہماں ہستند)۔ بخاری ومسلم از ابی سعید۔

ازالۂ اَوہام را ملاحظہ نمایند کہ معجزاتِ انبیاء را مسمریزم ولہو ولعب ومتسخر باعیسٰی ابن مریم وہتک شانِ مریم گفتہ اند ہمیں است پیرویِ یہود ونصاریٰ دشنام دادن انبیاء وانکار معجزات وغیرہ وغیرہ۔

۱۱۔ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر گاہ اُمت رفتارِ تکبّر خواہند نمود و بادشاہ زادگان فارس وروم خدمتِ اوشاں نمایند۔ اللہ تعالیٰ اشرار را بر نیکاں مسلط خواہد نمود۔ ترمذی عن ابن عمرؓ۔

مقتول شدن حضرت عثمان بعد فتح فارس وروم وغلبۂ بنی امیہ بر بنی ہاشم مصداقِ ایں پیش گوئی است۔

۱۲۔ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شما پس از من با جزیرۂ عرب جنگ خواہید نمود اللہ تعالیٰ فتح شما را خواہد داد باز با دجال جنگ خواہید کرد اللہ تعالیٰ بر و نیز فتح خواہد داد۔ مسلم عن نافع بن عتبۃ۔

۱۳۔ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیامت نخواہد شد تا وقتے کہ از زمین حجاز یک آتش بیروں آید کہ در بصری گردن ہا شتراں را روشن خواہد نمود۔ بخاری ومسلم عن ابی ہریرہ۔

اِیں آتش در سنہ ششصد و پنجاہ ہجری ۶۵۰ بروز جمعہ سیوم جمادی الآخر ظاہر گشت و بروز یک شنبہ بست و ہفتم رجب ۲۷ یعنی پنجاہ و دو روز موجود ماند۔ خواصِ عجیبہ می داشت آہن و سنگ را می گداخت و گیاہ و ہیزم را نمی سوخت و تا وقتے کہ ماند در بصریٰ بوقتِ شب شتراں در روشنیٔ او می رفتند و اہلِ مدینہ منورہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ در شب چراغ نمی افروختند شب از روز روشن تر بود۔

۱۴۔ فرمود صلی اللہ علیہ وسلم اُمتِ من در زمین پست نازل خواہد شد کہ نامِ او بصری خواہند نہاد۔ ایں نزدیکِ نہر خواہد بود مسمی بہ دجلہ و براں پُل خواہد بود و سکانِ شہر بسیار باشند۔ ایں شہر یکے از شہرہا مسلماناں خواہد بود در زمانۂ آخر برائے مقاتلہ ساکنانِ ایں شہر ترک خواہند آمد چہرہا ایشاں پہنا و چشمان خورد خواہند بود بر کنارۂ آں نہر نزول خواہند نمود۔ سکانِ شہر سہ گروہ گردند۔ یک گروہ بہ دمِ سلاب و در جنگل پناہ خواہند گرفت و ایں فرقہ ہلاک خواہد شد و گروہِ دوم از ایشاں امان طلب خواہد نمود ایں نیز ہلاک گردد و گروہِ سیوم اولاد و زنانِ خود را پسِ پشت داشتہ جنگ خواہند نمود اکثر ازیں گروہ شہید خواہند گشت۔ ابوداؤد عن ابی بکرہ۔ در زمانہ خلیفۂ معتصم باللہ ہمچنیں بودہ۔

فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوتیت القرآن ومثلہ معہ۔ مراد قرآن ہم داده شده و با او مثل نیز۔ خبردار باشید قریب است کہ یک شکم سیر (خورندہ نوشندہ مغرور) شخص بر چارپائے خود نشستہ خواہد گفت کہ شما فقط قرآن را بگیرید و آنچہ در و حلال و آنچہ در و حرام او را حرام بفہمید۔ تحقیق ایں است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چیزے را کہ حرام کردہ ہمچنیں است کہ خداوند تعالیٰ حرام کردہ۔

ابنِ ماجہ و دارمی و ابوداؤد عن مقدام بن معدیکرب۔ ایں پیش گوئی در سنہ ۱۳۰۶ ہجری در قادیان بظہور آمد کہ مدارِ صحتِ احادیث فقط قرآنِ کریم را قرار داد یا ھادی

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔

ہم چنیں پیشین گوئیہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسیار اند کہ بعینہٖ حسب فرمان عالی بظہور آمدہ سرِ موئے تفاوت نشدہ قبل ازیں نوشتہ ام کہ امکان علی الخطاء دیگر است و بقاء علی الخطاء چیزے دیگر چہ او درحق انبیاء جائز نے برائے بودن او منافی عصمت را۔

الغرض ظہور پیشین گوئی ہا نزول ابن مریم و خروج دجال و سائر علامات قیامت در رنگ ہمیں مذکورہ کہ الان ذکر نمودیم باید فہمید۔

چہ قرائن منافیہ برائے حمل علی غیر الظاہر موجود اند و نیز باعث علی التاویل حمل نصوص قرآنیہ بود بر معانی زعمیہ و اذلیس فلیس و منشاء اختلاف صحابہؓ در امر ابن صیاد ہمانست کہ ذکر کردیم یعنی قبل از استماع جملہ علامات قاطبۃً مختلف بودند۔

و بعد از علم بآنہا جملۃً مضطرب نماندند حتیٰ کہ عمرؓ بر سر منبر در عہد خلافت انکارِ دجال معہود دار در سلک انکار شفاعت و رجم شمردہ بطریق پیشین گوئی بقولہٖ انہ سیکون الخ خبر داد۔

و قول راوی کہ شکنگ ماند رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم در امر ابن صیاد حکایت ہماں ایام است کہ ہنوز علم بسائر علامات نیامدہ بود بہر کیف منع فرمودن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرؓ را از قتل ابن صیاد و باز فرمودن فانما صاحبہ عیسیٰ ابن مریم ایوان دانستی ابن صیاد را دجال معہود با خاک برابر می کند چنانچہ قبل ازیں ذکر کردیم۔

و نیز باید دانست کہ دیدن امرے بعالم خواب منافی نمی باشد برائے علم او بطریق دیگر غیر از خواب پس آنچہ جناب مرزا صاحب در ازالہ در بارۂ اضطراب احادیث دجال و بودن بعضے آنہا مکاشفہ رؤیا ذکر نمودہ اند مضر نیست برائے امر واقعی و عقیدۂ اجماعیہ فتدبّر۔

نوٹ ہمت ہدیۃ الرسول بتوفیق اللہ تعالیٰ و ذکر ایں کتاب در رسالہ اُردو شمس بازغہ طبع ۱۳۱۸ھ مؤلفہ احقر موی نیز موجود است مگر وجہ تاخیر طبع بمقدمہ مذکور شد۔ فیض احمد فیض عفی عنہ

منقبت

(از نیاز مندِ درگاہِ مہریہ فیض احمد عفی عنہ (مؤلّفِ مہرِ منیر)

دوش از صمیمِ قلب بگوشم کسے نواخت ۔۔۔ کاں شیخِ وقت قطبِ زماں ایں جہاں گذاشت

آں شاہبازِ قُدس نشیمن کہ در زمیں ۔۔۔ دِلہا شکار کردہ علَم در جہاں فراشت

آں نورِ ذاتِ حق کہ بیک پرتوِ نگاہ ۔۔۔ ذرّاتِ خاک سجدہ گہِ آفتاب ساخت

آں مردِ کاملے کہ بعرفان و عشقِ حق ۔۔۔ در وقتِ خویش مثلِ خود اندر جہاں نداشت

آں حُجّتِ خُدا کہ بہر جا قدم نہاد ۔۔۔ باطل بصد خجالت و ذلّت ازاں شتافت

مردانِ راہ گرد ازاں جا نیافتند ۔۔۔ آنجا کہ اسپِ فضل و کمالش دوید و تاخت

سبطِ جنابِ حیدر رض و دلبندِ غوثِ پاک رض ۔۔۔ فرزندِ شاہِ کون و مکاں آلِ مصطفےٰ است

فیض از نگاہِ لُطفِ خُدا کے شود جُدا

آں کس کہ قدرِ مہرِ علی شاہ رح بدل شناخت